الياقوت والمرجان فی ذکر علماء سہسوان

المعروف

حیوٰۃ العلماء

مولفہ

مولانا سید محمد عبدالباقی سہسوانی دام فیضہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

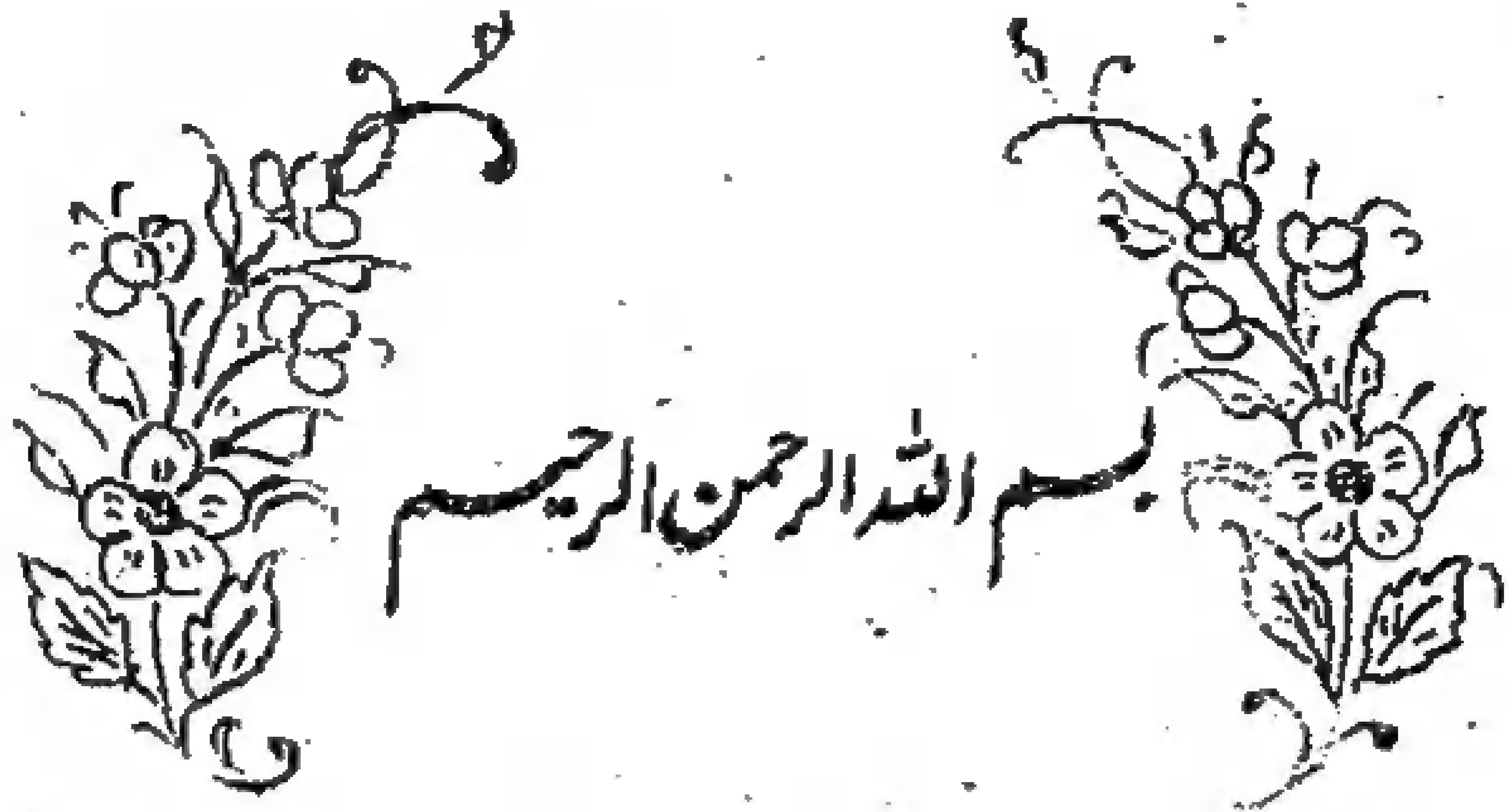
در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد

۱۹۲۲ء
۱۳۴۰ھ

بار اول

۵۰۰ جلد

فہرست مضامین کتاب حیوٰۃ العلماء سہسوان ضلع بدایوں



فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اما بعد باقتضاے مشیت الٰہی ۲۷- ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ ہجری مطابق ۱۹- نومبر سنہ ۱۹۱۱ء روز یکشنبہ سے لغایت ۲- جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۱ ہجری و ۹- مئی سنہ ۱۹۱۳ء روز جمعہ تک محلہ لال باغ حضرت گنج[1] شہر لکھنؤ مین میرا قیام رہا اس زمانہ مین وہان کے اکثر نامور علماے دین واولیاے متقین کی مجالس مذاکرہ علمیہ مین بطور تفنن طبع شریک ہوتا تھا جیسے مشہور مقتداے قوم مولنا عبد الباری صاحب فرنگی محلی جو خدمات قومی و مذہبی مین نمایان دلچسپی رکھتے ہین اور حاجی مولنا شاہ عین القضاۃ صاحب جنکا زہد وتقوٰی اس دور آخر مین غنیمت سمجھا جاتا ہے آپ کے ذاتی مصارف سے ایک مدرسہ تعلیم قرآن مجید وقراءت وتجوید وعلوم صرف ونحو وحدیث بڑے پیمانہ پر جاری ہے جسمین صدہا طلبہ غیر مستطیع تعلیم پاتے ہین اور انکے لئے قیام وخوراک وپوشاک کا انتظام بھی مدرسہ ہی کی جانب سے ہے جزاہ اللہ خیراً- اور گاہ گاہ محب مکرم مولنا حکیم سید[2] عبد الحی صاحب ناظم

---

[1] مین حسام الملک صفی الدولہ جناب نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر بن امیر الملک والا جاہ حضرت مولنا نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم ومغفور کی کوٹھی پر بوجہ مراسم قدیم مقیم رہا مین آنجناب کی قدر افزائی کا بدل ممنون ہون - منہ

[2] آپ نسباً قدوۃ المجاہدین حضرت مولنا سید احمد شہید راے بریلوی کے ہم جد ہین جو سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین بمقابلہ راجہ رنجیت سنگھ جہاد فی سبیل اللہ مین شہید ہوئے حضرت مولنا شاہ محمد اسمعیل ومولنا محمد عبد الحی رحمہما اللہ بھی اسی معرکہ مین آپکے ہمراہ شہید ہوئے - سید اعجاز احمد عفی عنہ ۱۲

ندوۃ العلما کی صحبت علمی مین اتفاق شرکت ہوا آپ نے ایک مرتبہ باثنائے تذکرہ اہل علم فرمایا کہ "ہم نے علماے ہند کا ایک مبسوط تذکرہ بزبان عربی لکھنا شروع کیا ہے آپ اپنے وطن سہسوان کے علماے نامور کے حالات تحریر کر دیجیئے تاکہ تذکرۂ مذکورہ مین درج کیئے جائین سہسوان مین بکثرت علما و فضلاے کاملین گذرے ہین مگر انکا ذکر خیر کہین تفصیل کے ساتھ نہین دیکھا گیا" مین نے ہرچند اپنی ناواقفی کا عذر واقعی پیش کیا فرمایا جو کچھ حالات کم وبیش معلوم ہو سکین وہی سہی۔ بحسن اتفاق دو مہینہ کے اندر ہی میرا وطن جانا ہوا اور اِس خیال کو اپنے ساتھ لیتا گیا بعض اعزہ سے اِس امر خیر مین امداد کا خواہان ہوا مگر اُنھون نے ایک نے اعتنائی کے ساتھ رُوکھا سُوکھا جواب دیا جس سے شوق و ارادہ مین کمی پیدا ہو گئی اِسی حالت اُمید و یاس مین مخدومی مولوی سید[1] ابن حسن صاحب و مکرمی منشی محمد فاخر حسین صاحب صدیقی فاخر تخلص سے کچھ تذکرہ آگیا ہر دو اصحاب نے میرے خیال کو بنظر استحسان دیکھا اور سرسری طور پر کچھ یادداشتین بزور قوت حافظ ایک ورق پر لکھا کر رہنمائی کی اور بعض مسودات غیر مطبوعہ کا پتا بتایا جن سے بہت کچھ مادۂ تالیف کتاب راقم کے ہاتھ آیا بس اسی ورق کو اِس عظیم الشان عمارت کا سنگ بنیاد سمجھنا چاہیئے اِس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ افسردہ طبیعت کا حوصلہ پھر تازہ ہو گیا اور اُسی دن سے احوال علما کی تلاش و جستجو شروع ہو گئی۔ مجھکو فخر خاندان علامۂ زمان عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ کا بمزید ادعیہ ماثورہ صلاح و سعادت شکر گزار ہونا چاہیئے

[1] یہ ہر دو بزرگ معمر بعمر ۹۶ و ۹۷ سال معزز رؤسا و زمینداران قصبۂ سہسوان سے علمی مشاغل سے دلچسپی رکھنے والے تھے علیٰ اول الذکر کے مختصر حالات ضمناً درج کتاب نمبر ۲۰ ہین۔ موخر الذکر ریختہ کے نام آور و پُرگو شاعر اور منشی امیر شکوہ آبادی کے سرمایۂ ناز شاگرد ہین نہایت مستقل مزاج پختہ وضع خوش عقیدہ مسلمان ہین کلام صنف غزل مین اور رعایات لفظی سے مملو ہے کتاب قانون شریعت محمدی رد شرک و بدعت مین آپ نے تالیف فرما کر طبع کرائی یہ فیض صحبت اہل علم ہے۔ آپ کی وفات ۱۲- رجب سنہ ۱۳۳۵ ہجری مطابق ۱۳- مئی سنہ ۱۹۱۷ء یکشنبہ وقت دوپہر ہوئی۔ نجات فاخر مادہ تاریخ نتیجہ طبع وقاد مولوی سید ابو احمد سلمہ ربہ ہے ۱۲
سید اعجاز احمد سہسوانی غفرلہ ۱۳۳۵ھ

جنھون نے بکمال محنت و عرقریزی بہت سے علماے کرام کے حالات اجمالی و تفصیلی تحریر کرکے مقام بسولی ضلع بدایون سے میرے پاس قصبۂ رائسین[1] علاقۂ ریاست بھوپال مین بھیجے اِس تحریر سے واقعی تصنیف کتاب کو بہت بڑی مدد ملی اور اِسی کا نتیجہ ہے کہ ایک سرسبز و شاداب چمن آپ کے پیش نظر ہے اسکے سوا ترتیب و تہذیب کتاب مین بھی عزیز موصوف نے خاص حصّہ لیا ورنہ چند علما کے مختصر و ناتمام و غیر مربوط حالات کے سوا مین کیا لکھتا عافاہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الآفات والمحن وحفظہ عن شرور اہل الحسد والاِحَن جہان تک مجھے ممکن ہوا مین نے تحقیق و انکشاف حالات واقعیہ مین تقصیر نہین کی تاہم اپنے جہل و قصور بشری کا اعتراف کرتے ہوئے عزیزان نیک نفش سے با دب و رجا استدعا کرتا ہون کہ جو کچھ کمی و بیشی ناخواستہ ہو گئی ہو بہ نیک نیتی خود حاشیہ پر تحریر فرما وین یا زمرۂ علما و فضلا سے کسی بزرگ کا تذکرہ بسبب عدم تیسّر حالات درج کتاب ہونے سے رہگیا ہو میرے نسیان و نقصان بشری پر محمول کرکے جداگانہ بطور تتمہ ضم کتاب کردین[2] بمضمون شعر ؎

قبا اگر حریر ست و گر پرنیان	بنا چار حشوش بود درمیان

عیب جوئی و نکتہ چینی سے معاف فرمائین کو فطرت انسانی کا اقتضا یہ ہے ۔ ؎

صد نقش بہنر داری و کس را نظری نیست	چون رفت خطائے ہمہ را چشم برآلست

جن حضرات نے کوئی سوانح عمری لکھی ہے وہ خیال کر سکتے ہین کہ ایک شخص کے حالات لکھنے مین کسقدر خون جگر کھانا اور دماغ سوزی کرنا پڑتا ہے چہ جائیکہ نشتر اتنی علما کے حالات جمع کرنا اور صحیح واقعات کو غیر صحیح سے بہ تحقیق و تنقید جدا کرنا آئین

[1] مخدومی حضرت مؤلف دام فیضہ نے تاریخ رای سین بکمال تحقیق و جہد بلیغ تصنیف فرمائی ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہو گی ۱۲ سید شہزاد علی عفی عنہ ـ

[2] جب مسودہ تیار ہو گیا تو اکثر احباب واعزہ کی پسند و بحد اصرار سے مستقل کتاب کی صورت مین بناچاری طبع کرانا پڑا ۔ ۱۲ منہ ـ

کیا کچھ مصائب کا سامنا ہوا ہوگا۔ سوا اس کے مین سات سو میل پر وطن سے دور بیٹھکر
یہ لکھ رہا ہون تو کسقدر دشواری ہوگی اُسپر طرہ یہ کہ کوئی صاحب عزیزان وطن سے
میری کسی تحریر کا جواب حسب منشا نہین دیتے۔ مجکو اس قدر فرصت اور فکر معاش سے
فراغ نہین کہ ایک مدت کے لیے صرف اسی غرض سے قیام وطن اور مزید تلاش و تجسس
کتب و مسودات کے لیے بار بار سفر اختیار کرون اور خدمت ملازمت سے سبکدوش
ہو جاؤن ناچار حالات و معلومات ماحضر پر اکتفا کیا گیا۔ **التماس**۔ چونکہ علمائے
مذکورین مین ایک گروہ اہل کمال کا فن شریف طب سے بھی موصوف نظر آیا
اس لئے بعض ایسے حذاق و ماہرین طب کو بھی جگہ دینا پڑی جو علوم عقلیہ و نقلیہ مین
کوئی خاص پایہ نہین رکھتے کتب درسیۂ رسمیہ پڑھ کر فن طب کو باقاعدہ حاصل کیا
اور نامور معالج و طبیب ہوئے ناظرین پُرتمکین بمطالعہ حالات خود تفریق و امتیاز
فرمالینگے۔ ہرچند کہ مین نے تلاش و تجسس حالات علمائے متقدمین مین حتی الامکان
کمی نہین کی تاہم مجھکو اعتراف کرنا ضرور ہے کہ بہت سے علمائے گرامی متقدمین کے حالات
نہ لکھ سکا کیونکہ اِن کے حالات مفصل و مجمل دستیاب نہوئے لہذا اُن کے ذکر خیر سے
مجبور رہا اگرچہ معمر بزرگون سے اکثر متقدمین کی نسبت سُنا کہ فلان فلان اپنے عصر مین بڑے
نامور عالم باعمل ہین مگر اُن کی نسبت کیا لکھتا ناچار ترک اولی سمجھا علماء مذکورہ متذکرہ مین
اکثر سیاسات تمدنی و مہمات ملکی وغیرہ مین بیحد قابل و نامور تھے اور غزوات و جہاد کفّار
مین بڑی بڑی خدمات دینی و ملکی انجام دین مگر انکا حال ہر جگہ لکھنا مکررات کا درج کرنا ہی
لہذا اس سے اجتناب کیا الا ما شاء اللہ۔

مناجات بحضرت مجیب الدعوات

یا الٰہی یا غفور یا رحیم خاص تیری بارگاہ اقدس و اعلیٰ مین عاجزانہ و مخلصانہ دعا

کرتا ہون مین بندۂ عاصی سیاہکار صرف تیری رحمت وسیع کا اُمیدوار ہون مجھ سے کوئی طاعت وعبادت بخلوص نیت نہین ہوئی جس سے اُمید گلوخلاصی ومغفرت آخرت کر سکون۔ اس ناچیز مسودہ کو جو تیرے عباد مخلصین واولیاے متقین کا تذکرہ ہے تیری سرکار مین پیش کر کے تیری قبولیت اور عزت وحرمت دارین کا ملتجی ہون اس ہدیۂ محقر کو زیور قبول سے مزین فرما کر مطبوع طبائع اولی العلم فرما اور اس مذنب خاطی کو محض اپنے وفور رحمت سے بخش دے کیونکہ مین تجکو وحدہٗ لاشریک لہ بصدق دل جانکر اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ گواہی دیتا ہون اور تیرے بندۂ خاص مقبول بارگاہ سرور کائنات حضرت خاتم النبیین والرسل محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو رسول برحق مان کر اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کی بخلوص قلب شہادت دیتا ہون اور اپنے نفس کو گنہگار ترین اُمت مرحومہ سمجھتا ہون۔ مین تیرے اور تیرے نبی کے احکام کو فرض وسنت بے شک ولاریب واجب الاتباع جانتا ہون تو بلاشبہ بکتہ نواز غافر الذنب قابل التوبہ وارحم الراحمین ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

حررہ محمد عبد الباقی غفرلہ سہسوانی مقام رائسین ریاست بھوپال ۲۵ جنوری ۱۹۱۴ء مطابق ۲۷ صفر ۱۳۳۲ھ۔

دیباچہ لکھنے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ سہسوان کے تاریخی وجغرافیائی حالات مختصر طور پر قبل از مقصود درج کتاب کردون جو کہ ناظرین والاشان کے لیے باعث ازدیاد بصیرت ہین وباللہ التوفیق۔

تاریخی وجغرافیائی حالات سہسوان

سہسوان ایک قدیم شہر قسمت بانس بریلی ملک روہیل کھنڈ صوبہ ممالک متحدہ آگرہ

وادد ہ مین بدایون سے ۲۵ میل جانب غرب واقع ہے ابتدائے عملداری انگریزین ایک مدت تک صدر ضلع رہا اور اب دفتر ضلع شہر بدایون مین ہے - پانسو برس سے پہلے حالات بتانے کے لیے یہان کی تاریخ بالکل خاموش ہے البتہ پرانے کھنڈر اور منہدمہ عمارات کے اونچے اونچے سر بفلک ٹیلہ دیکھنے والون کو انقلاب عظیم کا پتا دیتے ہین لفظ سہسوان کی اصل حسب تصریح محققین سہنس باہن سے ماخوذ ہے اور یہ یہان کے راجہ کا نام تھا جو پہلی صدی عیسوی مین خاندان راجہ سالباہن سے یہان حکمرانی کرتا تھا - بعض سنگین کتبے جو کہنہ عمارات کے کھنڈرون سے حاصل ہوئے صدہا سال قبل مسیحؑ کا پتہ و نشان دیتے ہین ابتدائے عہد انگریزی مین بعض کتبے محققین آثار قدیمہ نے کلکتہ بھیج دیے اور قدیم زبان کے ماہرون نے انکو پڑھا کہا جاتا ہے کہ یہ مقام راجگان قنوج و دہلی کا شکارگاہ و سیرگاہ تھا واللہ اعلم بالصواب زمانہ ترقی اسلام مین آخر عہد سلاطین مغلیہ تیموریہ تک یہان حکام والاقدر جمعیت فوج سوار و پیادہ متعین رہے ابتدائً شیوخ زبیری وافاغنۂ شہر انتظام ملکی و سرداری کے لیئے منتخب ہوتے رہے - عہد اکبری ۹۸۰ھ ہجری مین قلیج خان[۱] چوگان بیگی یہان کا حاکم ذی اختیار و اقتدار تھا اُسی کے زمانہ مین مُلّا عبدالقادر مشہور مورخ کا قیام کئی سال یہان رہا - قدیم حکومت اسلامی کی ایک شاندار یادگار یہان کا وہ سنگین کتبہ ہے جو سکندر ثانی سلطان علاء الدین خلجی کے عہد مین تعمیر قلعہ عظیم کا پتا دیتا ہے یہ خوشنما تحریر بحروف مثبت طغرائے خط ثلث ہے الفات متصلہ خطوط مستقیمہ طویلہ ہین جو مثل انگشتان کشیدہ متوازی نظر آتے ہین تمام عبارت ایک موٹی سطر مین ڈیڑھ گز طویل ہوگی یہ پتھر اب صحن جامع مسجد مین پڑا ہے

[۱] یہ قلیج خان چوگان بیگی سورت و گجرات کا بھی صوبہ دار رہا ہے اس نے پرتگیزیون کو جو ہمیشہ دریا مین ڈکیتی کیا کرتے تھے چند مرتبہ تباہ کیا ۱۲ تاریخ گجرات مولفہ شاہ تراب معتمد خاص اکبر شاہ - فارسی مطبوعہ ٹائپ آہنی ۱۲

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ عبارت کتبہ نذر ناظرین ہے[1]

بنائے این حصن رفیع الارکان از برائے مامن اہل ایمان بفرمان
مجلس اعلےٰ خدایگان زبدۂ سلاطین جہان سایۂ رحمان علاء الدنیا والدین
الواثق بنصر اللہ المجاہد فی سبیل اللہ ابو المظفر محمد شاہ السلطان
ناصر امیر المومنین خلد اللہ ملکہٗ تاریخ غرہ جمادی الاولےٰ روز جمعہ
مبارک بسال ہفتصد سال از ہجرت نبی علیہ السلام والتحیۃ۔

ممکن ہے کہ مجھ سے حل عبارت مین لفظی تقدم و تاخر ہو گیا ہو کیونکہ سواد خط بالکل غیر مانوس ہے۔ اب قلعہ کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہے مگر اب سے اسّی سال پیشتر اندرون قلعہ کی شاہی مسجد کے آثار نمایان تھے وہ مسن بزرگ جن کی عمر نوّے ۹۰ سال سے متجاوز ہے مسجد مذکور کی شکستہ فصیلین ریختہ دیوارین وہ درِدہ کنوان اور دروازہ قلعہ کے پرانے کھنڈر بچشم خود دیکھنا بیان کرتے ہین۔ اب اسی کی بنیاد پر مسلمانان شہر نے جدید مسجد جامع نہایت عالی شان و خوشنما بصرف کثیر ۱۳۰۳ھ ہجری مین تعمیر کی اور بکمال جد و جہد دو سال کے اندر تکمیل[2] کو پہونچ گئی مگر افسوس ہے کہ تعمیر دروازہ ہنوز نا تمام ہے۔ سعی ملک العلما مولٰنا الحاج حضرت سید عبد الباری صاحب سہسوانی رحمہ اللہ تعالےٰ مبلغ دو ہزار روپیہ والی ریاست بھوپال سے چندہ مین وصول ہوا۔ اس تعمیر بے نظیر کی تاریخین شعرائے نازک خیال نے بصنائع عجیبہ و غریبہ بکثرت لکھین۔ ایک قطعہ تاریخ اردو

---

[1] سلطان علاء الدین نے ۶۹۵ھ مین تخت نشین ہو کر اسی سال بدایون پر فوج کشی کر دی سلطان رکن الدین شاہ بدایون بعد جنگ شکست کھا کر بھاگ گیا سکندر ثانی فاتحانہ داخل بدایون ہوا جشن فتح کیا حوالی سہسوان مین بھی مقیم رہا اسی زمانہ مین غالباً تعمیر قلعہ سہسوان واقع ہوئی اور ۷۰۰ھ مین انجام کو پہونچی۔ اس سے قبل بمعیت عم خود سلطان جلال الدین خلجی بھی اس جگہ ایک مدت تک اسنے قیام کیا تھا۔ مقالہ دوم تاریخ فرشتہ ۱۲

[2] یہ مسجد زیر اہتمام مقتدائے عالم حضرت عم مکرم مولٰنا حکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہ ابتدا سے انتہا تک تعمیر ہوئی للہ الحمد ۱۲

جو اندرونی محراب مسجد مین سنگ مرمر پر کندہ ہے سادہ و بے تکلف ہے۔ وہو ہذا۔

کیون نہ غش ہو مسجدِ جامع پہ دل	اس نزاکت پر ہے کیسی استوار
حسن و خوبی مین عمارت اسکی ہے	سہسوان کو باعث صد افتخار
سالِ ختم اس کی بنا کا اے جمیلؔ	کر رقم ہے خانۂ پروردگار

یہ مسجد جامع مرتفع حصہ زمین پر قریب قاضی محلہ واقع ہے۔ یہان آثار قدیمہ ہنود سے ایک چشمہ بصورت تالاب سرسوتہ[1] نام تفرجگاہ خاص و عام آبادی سے ایک میل جانب شمال معبد اہل ہنود ہے یہ ایک طویل و عریض سنگین و پختہ حوض ہے جو ہر وقت پانی سے لبریز رہتا ہے طول تخمیناً پندرہ گز اور عرض کچھ کم ہے اندر اترنے اور نہانے کے لئے ہر طرف طویل پتھر کی سیڑھیان ہین۔ تیرتھ کے خاص ایام مین دور دراز مقامات سے عام ہنود پنڈت۔ سادھو۔ جوگی۔ بیراگی۔ بھگت۔ امیر غریب مرد عورت جوق جوق یہان آکر نہانے اور غسل کرنے کو اپنے گناہون کا کفارہ جانتے ہین۔ اکثر ہنود مرد و عورت روزانہ صبح کو غسل کرتے ہین۔ پانی اس مین ہمیشہ تا سینہ و کمر رہتا ہے حالانکہ بذریعہ ایک نالہ بدر رو کے ہر وقت نکلتا رہتا ہے بقول مشہور سبب یہ ہے کہ اس مین متعدد چشمے ہین اسی لیے اس کا پانی کبھی کم ہی نہین ہوتا۔ حوض کے کنارہ بجانب غرب ایک سہ دریہ پختہ و وسیع دالان بنا ہے جو سادھوون کے رہنے اور ٹھہرنے کے لیے وقف ہے دالان کی پشت پر کیوڑہ کی پیچ در پیچ گھنی جھاڑیان دور تک چلی گئی ہین کیوڑہ کی پیداوار اس کثرت سے دوسری جگہ نہین سُنی گئی اس مُفرّح جان و دل کا مخزن جغرافیہ مین سہسوان ہی بتایا جاتا ہے بلاد اطراف وجوانب کے اہل شوق نے بہت تدبیرین کین اور یہان سے جڑین و شاخین منگاکر

[1] سرسوتہ لفظ مرکب بمعنی سرچشمہ ہے یا مفرد سرسوتی سے ماخوذ ہے جو ایک ہندوونکا معبود ہو گویا کہ سورج کنڈ ہنود ہے یہ بہت قدیم ہے کیا عجب کہ راجگان دہلی و قنوج کے عہد مین تعمیر ہوا ہو۔ ۱۲ منہ

باغون مین لگائین مگر نخلِ اُمید سر سبز نہوا یہان کیوڑہ کے درخت متعدد جگہ ہین اور یہ سرزمین اسکے لئے مخصوص ہے۔ اگرچہ گلاب چنبیلی بھی آبادی کے متصل بکثرت پیدا ہوتا ہے اور انکی باقاعدہ کاشت کی جاتی ہے۔ چند سال ہوئے کہ جیون رام بقال قوم میہسری بھگت نے سرسوتہ کے شل ایک سنگین حوض جو عرض و طول مین اس سے کچھ کم ہے تعمیر کرایا ہے یہ بھی آب سرد کا قدرتی چشمہ ہے جو سرسوتہ سے پانچ چھ جریب بجانب غرب ہے اس پر کتبہ سنگین بخط ہندی نصب ہے۔ ایک اسلامی یادگار قدیم زیارت حضرت میران صاحب آبادی سے سمت جنوب مین ہے پختہ احاطہ کے اندر مقبرہ جسپر عظیم الشان گنبد ہے واقع ہے مشہور ہے کہ یہ مزار حضرت سید محمد ابراہیم شہید[1] رح کا ہے جو ابتدا ے اشاعت اسلام مین تخمیناً آغاز پانچوین صدی ہجری کو بمعیت حضرت سید مسعود سالار غازی رح کفار و مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے یہان تک پہونچے اور شہید ہوئے ہر موقع پر راجگان ہنود سے سخت محاربے ہوئے حضرت سید سالار رح کا یہ سفر جہاد اجودھیا سے قنوج تک اسی راستہ سے ہوا۔ تعمیر مقبرہ و احاطۂ و مسجد وغیرہ بعض اُمراے دربار جہانگیر بادشاہ کی کوشش سے یہان انجام کو پہونچی سلطنت تیموریہ کے ضعف و زوال پر سہسوان رُہیلہ کی حکومت سے نکل کر نواب شجاع الدولہ وزیر سلطنت و صوبہ دار اودہ کے زیر حکومت ہوگیا آخر کار بائیس سال کے بعد ۱۸۰۱ء مین بعد نواب سعادت علی خان والی لکھنؤ و اودھ ملک روہیلکھنڈ بقبضۂ گورنمنٹ انگریز الیسٹ انڈیا کمپنی آگیا اور بلحاظ خوبی موقع و عمدگی آب و ہوا و کثرت شکار سرکار نے سہسوان کو صدر مقام ضلع بنایا۔ اور ایک مدت تک اس حال پر رہا بعدہ ۱۸۳۸ء مین دفتر ضلع بدایون کو منتقل ہوا شہر کا موجودہ جغرافیہ

[1] آپ حضرت سید سالار مسعود غازی رح کے معتمد خاص و مشیر نظام فوجی تھے جو ۴۲۴ھ کو ہندمین تشریف لاکر بجہاد و غزا اعلاے کلمۃ اللہ فرماتے رہے۔ از اخبار الاخیار مولفۂ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۲ منہ۔

یہ ہے کہ آبادی تین ہزار نفوس ہے مسلم و ہنود تقریباً مساوی تعداد میں ہین اور مسلمانون مین بجز مذہب سنت وجماعت کے دوسرا فرقہ نہین ہے ہنود کی حالت تعلیمی واقتصادی رو بترقی ہے آبادی کے اکثر محلّے غیر متصل ہین مساجد بکثرت و آباد ہین وللہ الحمد۔ قاضی محلّہ مخصوص اہل اسلام و شرفاے سادات و شیوخ کا ممتاز مسکن ہے ثروت و وجاہت و علم وفضل وعزت مین خاص حیثیت رکھتا ہے۔ سہسوان سے بجانب جنوب پانچ چھہ میل پر دریاے گنگا موجزن ہے بحالت طغیانی یہ فاصلہ کم ہوجاتا ہے۔ لطافت آب وہوا و اعتدال موسمی کے باعث وبائی امراض دیگر مقامات کی طرح یہان نہین پھیلتے فصلی تغیرات کا اثر بھی کم ہوتا ہے حشرات الارض وموذی جانورون کی بہت کمی ہے۔ لوگ عموماً ذکی و ذہین علوم وفنون صنعت وحرفت سے فطری مناسبت رکھتے ہین۔ اکثر نام آور بتحصیل کمال وکسب ہنر مین یگانۂ آفاق گزرے ہین اسی لئے اہل نظر سہسوان کو خطۂ یونان کے لقب سے پکارتے اور اس سرزمین کو دیگر مشہور قصبات و بلاد مردم خیز پر ترجیح دیتے ہین۔ یہان کے تمدن وتہذیب وترقی علم وفضل کی مجمل تاریخ یہان سے شروع ہوتی ہے کہ سہسوان مین سادات کرام کی آمد ساڑھے چار سو سال سے بماموری عہدہ ہاے جلیلۂ قضا وافتا ونظام ملکی ذوجی منجانب دربار سلاطین اسلام ہوئی اور خدمات مفوضہ کی وجہ سے ان حضرات کا قیام یہان ہوا رفتہ رفتہ بعد حصول جاگیرات ومعافیات منتقلہ وحقوق وراثت منصب وجاگیر سلسلۂ سکونت بالاستقلال قائم ہوگیا۔ اولا زبدۂ سادات عظام حضرت مولٰنا خواجہ سید محمد اسمٰعیل بن صفوۃ الاولیا حضرت ملک العلما[1] خواجہ شاہ محمد عطاء اللہ نقوی مودودی چشتی قدس سرہما جنکا خاندان آغاز عہد سلاطین

[1] آپ نے دربار سلاطین دہلی سے خطاب ملک العلما پایا اور ہمراہی صاحبزادہ خود بھی رونق افروز سہسوان ہوئے اور یہین وفات پائی ۱۲ شرف السادات۔

اسلام دہلی[۵] سے دربار شاہی میں معزز و محترم چلا آتا تھا اور اُنکے آبا و اجداد قدیم سے مخدوم و مقتدائے انام و ندیم و مشیر سلاطین عظام رہے تھے عہد سلطان سکندر[۶] شاہ لودھی بن سلطان بہلول میں بحصول جاگیر و منصب قضا یہاں تشریف لائے اور مُقیم ہوئے۔ آپنے کمال دیانت و معدلت و زہد و ورع و پابندی شریعت غرا کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے اور مکارم و فضائل کسبی و تقدس و نجابت وہبی کے سبب دربار سلطانی میں آپ کا اکرام و احترام بخلوص عقیدت و ارادت کیا جاتا تھا اور مراتب و مناصب و جاگیر و معافیات دوامی نسلاً بعد نسل عطا ہوتے رہے چنانچہ جناب ممدوح کی وفات کے بعد آپکے خلف رشید حضرت خواجہ قاضی القضاۃ مولنا سید محمد عبد الشکور شہید رح جو کمالات علمی و عملی و برکات ظاہری و باطنی میں مثل آبائے کرام فائق الاقران تھے باضافہ منصب و مواضع معافیات دائمی مسند قضائے سہسوان و مضافات پر متمکن ہوئے اور اس خطہ کو اپنا وطن و مسکن بنایا۔ ان ہر دو بزرگ رح کی توجہ و برکات سے یہان کی حالت میں نمایان تغیر ہُوا پدر و پسر کی پنجاہ سالہ کوششوں نے اہل سہسوان کو شاہراہ تہذیب و تمدن پر لا ڈالا ہزارہا کفار ہنود کو مومن اور مومنون کو تبیع شریعت بنادیا سیکڑون جاہل آپ کے فیض سے اہل علم و فضل ہوگئے

---

[۱] حضرت خواجہ سید محمد خطیر رح جو جناب قاضی محمد اسمٰعیل رح کی ساتوین پشت ماقبل ہیں ۱۶۸۴ھ میں شہزادہ محمد شاہ شہید ولیعہد سلطان غیاث الدین بلبن کے اتالیق و معتمد خاص امور ملکی و فوجی تھے جاگیر ملتان و پنجاب کا عمدہ انتظام کیا جنگ تاتار میں سخت زخمی ہوئے اور محمد شاہ شہید ہوا پھر غیاث الدین نے آپکو وزیر بنایا آپکی سعی سے کیخسرو بن محمد شہید ولیعہد ہوا مگر بعد وفات غیاث الدین امرا نے معز الدین کیقباد کو تخت نشین کیا اور ولیعہد شہید کیا گیا اور خواجہ صاحب کو داخلہ دہلی کی ممانعت ہوئی۔ جب سلطان جلال الدین خلجی بادشاہ ہوا تو اس نے ۶۸۹ھ میں آپ کو پھر عہدۂ وزارت دیا بعدہٗ علاء الدین خلجی نے بھی خلعت وزارت پیش کیا عبارت مقالۂ دوم تاریخ فرشتہ یہ ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ سید خطیر را کہ بہ نیکی ذات و پسندیدگی صفات و اصابت رائے در نظام ملکی و فوجی اشتہار بکمال داشت بعہدہ وزارت ممتاز گردانید و مہمات و قوام سلطنت برائے صوابدید آنحضرت واگزاشت ۱۲ من

[۲] خواجہ سید محمد اسمٰعیل بعہدۂ قضائے سہسوان ۸۹۷ھ میں مامور ہوئے سکندر شاہ لودھی نے ۸۹۴ھ سے ۹۲۳ھ تک سلطنت کی ۱۲ منہ

[۳] آپ کو علاوہ معافیات و جاگیر موروثی ۱۴ گانوٗن سربستہ دربار شاہی سے بطور معافی دوام نسلاً بعد نسل عطا ہوئے سند بفرمان سلطانی موجود ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سہسوانی

طلبۂ علم مقامات دور و دراز سے آکر یہان مستفید ہوئے اور طالبان معرفت و حقیقت کو ہدایت کی روشنی مین منزلِ مقصد کا پتا ملا۔ الحاصل حضرت قاضی القضاۃ مورث اعلاے سادات مودودیۂ سہسوان خواجہ سید عبدالشکور شہید رح نے غایت احترام و وجاہت دینی و دنیوی و افادۂ خلق اللہ و فصل خصومات و عدل و سیاست شرعی کے ساتھ قریب تیس سال کے وسادۂ قضا و حکومت کو رونق دی آخر کار بروز جمعہ یوم عاشوراے محرم سنہ ۹۴۷ھ مین بعض اشرار جہال کے ہاتھ سے مسجد قاضی محلۂ چوک مین بحالت تلاوت قرآن شریف شربت شہادت نوش فرمایا۔ مادۂ تاریخ (بے شبہہ شہید شد) ہے آپ ضرب تیغ سے شہید ہوئے اور بیگناہ خون کے قطرے اوراق مصحف مجید پر گرے جو تبرکاً ابتک محفوظ ہے مرقد شریف مسجد چوک مین ہے۔ اسی سال ہندوستان کی سلطنت مین انقلاب عظیم رونما ہوا نصیر[1] الدین محمد ہمایون کی حکومت کا دور اوّل ختم ہوکر شیر شاہ سوری مالک تاج و تخت ہوا قاضی صاحب شہید رح کے عم نامور حضرت خواجہ سید عبداللہ معروف بشاہ پنجین حاکم سنبھل کی داد خواہی پر قاتلون اور مفسدون کو سزاے مناسب دی گئی۔ آپ کے پانچ صاحبزادے جو سپہر مجد و کمال کے رخشندہ ستارے حلیۂ فضائل صوری و معنوی سے مزین تھے بہ تجدید فرامین سلطانی وارث مناصب جلیلہ قضا و افتا و تولیت اوقاف و حکومت مالی و ملکی ہوکر مورد انعامات و خلعت و جاگیر ہوئے۔ اسماے سامی یہ ہین۔ مولنا قاضی محمد صالح۔ مولنا مفتی محمد فاضل۔ خواجہ صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بنگی۔ مولنا محمد قاسم۔ مولنا محمد ہاشم[2] رحمہم اللہ تعالے۔ یہ سب حضرات دربار سلاطین عصر مین

---

[1] ہمایون سنہ ۹۳۷ھ سے سنہ ۹۴۷ھ ماہ رجب تک دس سال بادشاہ ہندوستان رہا پھر بسبب غلبۂ شیر شاہ افغان یکایک بھاگ کر ایران گیا پھر دوبارہ سنہ ۹۶۳ھ مین ہندوستان پر متصرف ہوکر چند ماہ حکومت کی اسکی وفات کے بعد جلال الدین اکبر تخت نشین ہوا ۱۲ منہ۔

[2] نسخۂ کتاب بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی آپکے دست مبارک کا لکھا ہوا بوسیدہ و کرم خوردہ و ناتمام مین نے دیکھا خاتمہ کے ورق پر سنہ ۹۹۲ ہجری درج ہے کاتب نے جابجا اپنے محققانہ حواشی کتاب پر لکھے ہین عبارت خاتمہ مع نام و نسب کاتب و مہر و دعاے ختم مندرج ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سہسوانی عفی عنہ۔

بزمرۂ علمائے دین و اولیائے متقین و ارکان و اعیان سلطنت مقرب و محترم رہے
جیساکہ اسناد و فرامین و شقہ ہائے ہمایونی و اکبری و جہانگیری سے ثابت ہے
اِن کے بعد اِن کے اخلاف بھی دربار شاہجہانی و عالمگیری وغیرہ مین معزز و مقتدر
اور مناصب موروثی پر فائز رہے۔ زمانہ مابعد مین یعنی آج سے تین سو سال کے اندر بذریعہ کسب
معاش و حصول امارت و ریاست بعض سادات مودودیہ شکوریہ نے دور دراز
شہرون مین سکونت اختیار کی اور اب اِن کی اولاد و احفاد بعزت و احترام وہان
مسکن گزین ہے مثلاً ریاست بڑودہ۔ گجرات و لکھنؤ۔ و بانس بریلی۔ و مرادآباد وغیرہ
مین علم و فضل و ثروت و عزت مین محسود زمانہ ہین حضرت قاضی صاحب شہید رح
کی نسل اُنکے فرزندون کی جانب منسوب ہوکر پانچ قبائل مین منقسم ہے۔ صالحی
فاضلی۔ حاکمی۔ قاسمی۔ ہاشمی۔ ان سب خاندانون مین گزشتہ چار سو سال کے
اندر بڑے بڑے نامور حکام و رؤسا و امرا اور جلیل القدر علما و فضلا جامع علوم
عقلیہ و نقلیہ و صلحائے متقین و اولیائے کاملین ابدال و اقطاب زمانہ و اطبائے
حاذق و شعرائے نازک خیال و منشیان اعجوبہ نگار و غازیان صف شکن و شجاعان تیغ زن
تعداد کثیر مین شہرۂ آفاق ہوئے اور ان کے کمالات کی برکت اور فیضان صحبت
سے دیگر قبائل شہر و مردمان وطن نے بھی ترقی کے زینہ پر قدم رکھا اور منبع فضائل
علمی و عملی ہوئے مگر افسوس کہ اُن اسلاف باکمال کے جانشین زمانہ حال مین النادر
کالمعدوم کا حکم رکھتے ہین اور تقریباً پچاس سال سے ابواب فضائل علوم و فنون
مسدود اور ترقی دینی و دنیوی کے وسائل مفقود نظر آتے ہین علمائے نام آور کی اولاد
تغیرات زمانہ کے شکوہ سنج اور صلحا و اولیا کی ذریت تلاش وجوہ معاش مین خستہ حال
ہے امرا و رؤسا کے اعقاب پریشان روزگار اور دلیران شیر افگن کے اخلاف
زمانہ کے تیر ستم کا شکار ہین۔ اب نہ کوئی باکمال بزرگون کے نام کو پوچھتا ہے

نہ کہین شرافت و نجابت بکتی ہے سلف کے آثار کمال مٹ گئے کتبخانے برباد ہوگئے قیمتی و نادر روزگار کتابین ردّی مین فروخت ہوئین مسودات قلمی و بیاضہائے تاریخی و علمی بوسیدہ ہوکر خاک ہوگئین غرضکہ ہماری منزل مقصود کا پتا دینے والے بھی یکسر نابود ہوگئے اور اخلاف کو ان کے اسلاف کے علمی و عملی کارنامے بتانیوالا بھی کوئی نہین رہا اور باوجود سخت جدوجہد و کمال جستجو تالیف کتاب ہذا کے لئے صرف حالات علما و فضلا بھی کماینبغی دستیاب نہو سکے اور بحکم مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ مَا تَیَسَّرَ پر قناعت کرتا ہون۔ یہان یہ ظاہر کردینا بھی ضروری ہے کہ اِس ناچیز تالیف کا ماٰخذ مندرجۂ ذیل ذرائع مین محدود ہے۔ اوّلاً بزرگان ثقات کی معتبرہ روایات اور اُن کے چشم دید حالات متاخرین ثانیاً اسناد و فرامین شاہی جو ابتک بفضلہ اعیان خاندان کے پاس محفوظ ہین ثالثاً کتاب شرف السادات مولفۂ حضرت عم مکرم سیدنا و مولٰنا عارف باللہ حکیم سید نذیر احمد شاہ مودودی چشتی قدس سرہٗ رابعاً بیاض مشتمل بر مضامین مفیدہ ومہمہ مثل تحقیق نسب سادات مودودیہ[1] و شجرۂ بزرگان و سیر بعض علما و صلحا، قلمی یادگار حضرت اخی المعظم علامہ حاجی مولٰنا سید محمد عبدالباری رحمہ اللہ تعالیٰ خامساً اپنی تحقیقات اور اساتذۂ کرام کی معلومات اور یہ زیادہ تر فضلائے متاخرین کے حالات مین ہے اور مصنّفات

---

[1] خواجہ خواجگان قطب الاقطاب زمان حضرت سیدنا قطب الدین مودود چشتی نقوی رضی اللہ عنہ قاضی سید محمد عبدالشکور شہید کے شجرۂ نسب مین پندرھوین پشت ہین اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ ۲۰ واسطے سے امام عالیمقام حضرت علی نقی علیہ وعلےٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتے ہین مزار اقدس مقام چشت مین ہے جو ہرات سے بجانب شمال دو منزل ہے سال وفات ۵۲۷ھ بعہد سلطان معزالدین سنجری ہے آپکی اولاد مین یہ کرامت مشہور و آزمودہ ہے کہ سگ دیوانہ اور سانپ کا زہر اُنپر اثر نہین کرتا اور اگر کسی سگ گزیدہ کے زخم پر وہ اپنا لعاب دہن لگا دین یا اُسکو کھلا دین تو وہ بھی اچھا ہوجاتا ہے زہر اُترتا بندگان خدا اس دوا سے اُنہی سے فائدہ اٹھاتے ہین مشاہدات کا انکار نہین کیا جاسکتا اور کرامات الاولیا حق عقیدۂ اسلام ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ سے خلق کثیر طریق معرفت مین فیضیاب ہوئی اور آپ کی اولاد مین بھی بڑے بڑے بزرگان دین و اولیائے کاملین علمائے نامور ہوئے ہندوستان مین دربار سلاطین اسلام مین وزیر و امیر و صاحب شمشیر رہے اور مناصب رفیعہ و مراتب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ منہ ۱۲

اہل علم و آثار متبرکہ علمیہ مابین مسودات بیضات سے صرف ان کا ذکر لکھا ہے جو مطبوع ہوکر مقبول عام ہوچکے ہین یا اپنے و دیگر اعزہ وطن کے کتب خانون مین خود فقیر کی نظر سے گزرے ہین یا عزیز گرامی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ ربہ نے بچشم خود دیکھین ما و شما کے مقالات اور عام لوگون کی روایات پر کان نہین دھرا اور مہما امکن شاعرانہ مداحی و متعصبانہ نکتہ چینی اور عبارت آرائی سے اجتناب ملحوظ رکھا اگر اہل وطن اسکو دیکھین اور سبق عبرت لین تو اُن کا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہین۔

(۱) حضرت مولانا سید صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بندگی رحمہ اللہ

آپ قاضی القضاۃ خواجہ سید محمد عبد الشکور شہید نقوی مودودی چشتی رح کے تیسرے فرزند ہین۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ یہ پانچون بھائی جو اجداد سادات مودودیہ سہسوان ہین سب علوم و فنون ظاہری و باطنی و فضائل صوری و معنوی مین مثل اب و جد رح یگانہ و شہرۂ آفاق تھے ہر ایک نے مسند علم و ارشاد پر رونق افروز ہوکر افادۂ علوم و ہدایت خلق و تبلیغ اسلام مین عمر عزیز صرف فرمائی اور بندگان خدا کو چشمۂ فیوض و برکات سے دور دور تک سیراب کیا۔ چونکہ حقیر کو ان حضرات کے تفصیلی حالات و سنین ولادت و وفات بہم نہ ہوسکے اس لئے صرف بنا بر قبولیت عام و حسن عقیدت اہل عصر آپ کی ذات قدسی صفات کو منتخب کیا اور حالات ضروری بسعی تمام حاصل کئے۔ آپ کا زمانۂ تولد قریب ۹۴ھ ہے بعد شہادت والد بزرگوار رح برادران معظم سے تحصیل علوم ظاہری کی بعدہ دار الخلافہ دہلی کا سفر کیا اور وہان بقیۂ درس حد تکمیل کو پہونچا کر بیعت طریقت حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی خلیفہ اکبر شیخ المشائخ حضرت عبد العزیز شکر بار قدس سرہ کے ہاتھ پر کی اور اجازت و خلافت بحصول خرقہ و تاج

لیکر[۵۱] سہسوان تشریف لائے۔ درس علم و وعظ و ارشاد خلق مین زیادہ وقت صرف فرماتے اور خاص اوقات مین عبادت و مجاہدہ و ریاضت مین مشغول ہوتے آپ کے فیض تعلیم و تربیت سے اکثر طلبہ مستفید ہوئے اور درجہ فضیلت کو پہونچے آپکے چھوٹے بھائی مولنٰا سید محمد ہاشم تلمیذ رشید صاحب درس و فیض عام ہوئے آخر مین آپنے کنج عزلت اختیار فرمایا اور خدمت تولیت اوقاف بلدۂ سہسوان اپنے بھائی مولنٰا سید محمد قاسم رح کو تفویض فرمائی اور مسند درس و تدریس مولنٰا محمد ہاشم رح کو عنایت کی آپکی برکات ظاہری و باطنی و کرامات و خرق عادات کا شہرہ عالمگیر ہوا اہل حاجت رؤسا و اُمرا و وزرا تک خدمت باسعادت مین حاضر ہوکر ملتجی دعا ہوتے تھے آپ کے متعدد خلفاے مجاز ہوئے جنسے سلسلۂ بیعت و ارادت جاری رہا وسعت و تبحر علوم و فنون مین بھی اپنا مثل نہین رکھتے تھے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند مریدین و معتقدین کے ساتھ زیارت قبور و فاتحہ خوانی کے لیے آبادی سے سمت جنوب تشریف لے گئے اور اُس موقع پر جہان میران صاحب شہید کا مزار ہے پہونچے اور ہمراہیون سے فرمایا کہ یہان ایک مجاہد شہید دفن ہین اور انھین کے پہلو مین انکا گھوڑا مدفون ہے یہ کہکر حضرت سید محمد ابراہیم شہید رح اور انکے گھوڑے کے مدفن کا نشان زمین پر بنا دیا اور اُنکے حالات بیان فرمائے لوگون کو نہایت تعجب ہوا بعض امراے دربار سلطان جہانگیر جو حلقۂ مریدین مین اس وقت ہمرکاب تھے تعمیر مقبرۂ و احاطہ مین ساعی ہوئے چنانچہ بحکم بادشاہی وہ عمارت عظیم الشان مع مسجد وغیرہ بہت جلد تیار ہوگئی کما ذکرنا سابقاً اس سے پہلے کسی کو واقعات اور نام و نشان قبر و صاحب قبر معلوم نہ تھا۔ ایک مقرب ندیم بادشاہ جہانگیر کو خدمت بابرکت مین خاص عقیدت و ارادت تھی اور انجام کار وہ بزرگ دربار شاہی سے قطع تعلق کرکے آستانۂ عالی کو

[۵۱] شہرت السادات ذکر حضرت شاہ محمد حاکم بندگی رح ۱۲ منہ [۵۲] بیاض حضرت اخی المعظم علیہ الرحمۃ ۱۲

حاضر ہوئے اور اپنی آخر عمر تک خدمت اقدس مین رہے اور سہسوان ہی مین وفات پائی قبر متصل مزار میران صاحب شہید ہے۔ آپ کی برکات وکرامات کثیرہ مشہور وزبان زد خاص و عام ہین اس مختصر مین لکھنے کی گنجایش نہین وفات شریف بعمر ۹۶ سال سنہ ۱۰۳۳ ہجری مین بماہ جمادی الاخری ہوئی مرقد مطہر اندر احاطہ مسجد پیرزادگان قاضی محلہ مین ہے مقبرہ پختہ ہے۔ آپ کا لقب شاہ ولایت ہے خاندان مین مدت تک سجادہ نشینی کا سلسلہ جاری رہا معافیات و تولیت وقف خیر آپ کی اولاد مین ابتک موجود ہین اسناد معہ فرامین شاہی متعدد ہین۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ ولایت نتیجہ طبع عزیزی مولوی سید[1] اعجاز احمد معجز سلمہ ربہ عہ

چو گشتہ رہگرائے عالم قدس		محمد عالم نامآب ہدایت ؎	
پئے سال وصالش گفت معجز		کبیر اولیا شاہ ولایت	

(۲) حضرت مولنا خواجہ شاہ محمد عطاء اللہ ثانی قدس سرہ بن مولنا سید محمد ہاشم رح

آپ حضرت شاہ ولایت رح کے حقیقی بھتیجے اور علوم ظاہری و باطنی مین آپ کے تلمیذ رشید و مرید و خلیفہ اکبر ہین اولیائے کاملین وعرفائے واصلین مین آپ کا مرتبہ اعلےٰ و ارفع ہے بعد وفات مرشد شریعت و طریقت حضرت شاہ ولایت رح آپ مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے چونکہ حامل فضائل صوری و معنوی تھے طلبہ علوم

[1] کتاب ہذا مین اکثر قطعات تاریخ اردو وفارسی وعربی ومادہ ہائے تاریخ آیات قرانی اسی علامۂ زمان محمود دوران کے نتائج طبع ہین جونی البدیہ بفرمائش راقم الحروف لتصنیف ہذا استنباط فرمائے ہین وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۱۲ منہ

ظاہری و مشتاقان فیوض باطنی کو یکسان مستفید فرمایا اور مرجع خلائق و مقتدائے عالم ہوئے۔ مریدین و طلبہ علم کو ہمراہ لیکر اکثر غزوات و جہاد فی سبیل اللہ کیئے اور کفار و مشرکین کو بارہا شکست دی اعلاے کلمۃ الحق و اشاعت اسلام بزبان ارشاد و تیغ و سنان کوشش بلیغ فرمائی کفار ہنود بتعداد کثیر آپ کے دست مبارک پر بطیب خاطر ایمان لائے۔ اور صدہا منکرین و مشرکین بمعائنہ کرامات و خوارق عادات مشرف باسلام ہوئے شرف السادات مین لکھا ہے کہ "حضرت شیخ نور الدین بزرگ سنبھلی نے کتاب اسرار العارفین مین آپ کے حالات و کمالات و کرامات و فضائل علمی و عملی کا مفصل تذکرہ فرمایا ہے" افسوس کتاب مذکور با وجود تلاش محرر سطور کو نہ ملی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مدت تک آپ کی یہ شان رہی کہ کبھی جذب و سکر کا غلبہ ہوگیا اور کبھی سلوک غالب آگیا اور اس زمانہ مین ریاضت و عبادت جنگل مین پسند فرماتے اور شب و روز وہین مقیم و شاغل رہتے آپ کی ہیبت و رعب سے عموماً دونون پر اثر ہوتا تھا وفات آنجناب بعمر نو دسال ۹۰ سنہ ۱۰۹۴ ہجری مین ہوئی کذا فی شرف السادات مزار مقدس وطن مین آپ ہی کی تعمیر کردہ مسجد کے متصل پختہ حجرہ کے اندر ہے قبر پر نہایت رعب و جلال برستا ہے

قطعۂ تاریخ وفات شریف ثمرۂ فکر عزیز معجز سلمہ ربہٗ۔ ے

	خرامید در صحن بستان رضوان		چو آن سرور اولیاے گرامی	
	ز معجز شنو۔ نخبۂ اہل عرفان		چو تاریخ جوئی پئے سال رحلت	

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولنا مفتی سید ابو محمد بن حجۃ اللہ مولنا مفتی سید محمد عاقل فاضلی رحمہما اللہ

آپ جد محرر سطور کے جد عالی منزلت تھے ولادت شریف اوائل صدی دوازدہم ہجری

عہد سلطان محی الدین عالمگیر غازیؒ[1] میں ہے آپ اہل بیت علم و دودمان فضل و کمال سے تھے۔ علوم معقول و منقول و فروع و اصول کے امام اور کمالات و فضائل صوری و معنوی میں مشار الیہ انام تھے علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ و کلام و اصول میں مجتہد اور احیائے سنت و ردّ بدعت و وعظ و ارشاد خلق میں دین برحق کے مجدد تھے تحصیل علوم و فنون اپنے والد علامہ رحمہ سے فرمائی اور بعد وفات آنحضرت وارث درس و افادہ و منصب افتا ہوکر خلق اللہ کو فیوض و برکات سے متمتع[2] فرمایا عہد بادشاہ محمد شاہ غازی میں پچیس[3] سال تک نزائقص شرعی انجام دیے اور سنہ ۱۱۵۵ ہجری کے قریب وفات پائی چند شقہ و پروانجات شاہی اور ایک فرمان مسجل بمہر سلطانی آپ کے نام کا ہنوز موجود ہے جس سے آپ کی جانب بادشاہ کی عقیدت مخلصانہ اور آپ کی حالت زہد و دیانت و فضل و تقدس ظاہر ہوتی ہے آپ کے بعد خلف رشید آپ کے مفتی خواجہ سید نظر محمد رح متمکن مسند افتا ہوئے

(۴) ہژبر بیشۂ ولایت حضرت مولانا خواجہ مفتی سید شاہ نظر محمد نقوی مودودی چشتی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت تقریباً سنہ ۱۱۰۵ ہجری میں ہے۔ چودہ سال کی عمر میں آپ علوم درسیہ متداولہ و حفظ کلام الٰہی سے فراغ حاصل کر کے رموز طریقت و معارف حقیقت کی جانب مائل ہوئے اور مجاہدۂ نفس و تزکیۂ باطن و ریاضت و شغل خلوت میں فرمانے لگے عمر شریف کا پندرھواں سال تھا کہ بعد قضائے حضرت والد علامہ رح مسند افتا پر بفرمان سلطانی متمکن ہوئے چندے علوم ظاہری کے درس و افادہ پر متوجہ رہے بعدہ بفور جذبۂ ذوق معرفت یکایک گھر سے نکل گئے اور بارہ سال تک کسی کو

[1] وفات عالمگیر غالباً سنہ ۱۱۱۸ ہجری ۱۲ منہ [2] از بیاض حضرت برادر معظم قدس سرہ ۱۲ منہ [3] والد ماجد حضرت راقم تھے ۱۲ منہ

آپکا پتا معلوم نہوا طلبۂ علم و اعزہ و اہل وطن تلاش میں جا بجا سرگردان رہے – آپ اس دوران میں باشارۂ غیبی بواسطۂ مرشد اول یعنی خواجہ شاہ محمد رمضان الله سہاوری قدس سرہٗ انکے شیخ خواجہ شاہ محمد سیف الله رحمۃ الله کی خدمت میں مقام سلون[۵۱] میں پہونچے یہ بزرگ حضرت شاہ سید محمد حمزہ مارہروی[۵۲] قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے آپنے اُن سے بعد بیعت طریقۂ قادریہ اجازت خلافت آبائی حاصل کرکے وطن کا قصد فرمایا اور قریب وطن ایک صحرا میں مقیم ہوگئے اس حالت میں ایک مدت لبسر ہوئی پھر بریلی جاکر خواجہ شاہ سید علی اکبر مودودی چشتی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا[۵۳] اسکے بعد بھی برسوں غلبۂ جذب و استغراق میں جنگل میں مشغول ذکر و فکر و عبادت و مجاہدہ رہے اور بعد افاقہ دولتخانہ پر رونق افروز ہوکر گوشۂ تجرید و توکل و کنج عبادت میں بسر کی فیوض و برکات و کرامات عالی سے اہل طلب مستفید ہونے لگے اور شہرت کمالات نے صاحبان ارادت و عقیدت کو دور دور سے کھینچکر آستانہ پر پہونچایا اہل حاجت غریب و امیر مقامات دور و دراز سے جوق جوق آکر طالب دعا و ملتجی برکت ہوتے تھے آپ نے جاگیر و معافیات موروثی جزو کل کو مصرف خیرات و صرف فقرا و مساکین و مہمانان کے لیے مخصوص فرماکر زہد و توکل کا دامن پکڑا خدمت درماندگان و بیچارگان ذوی القربے و یتامی و محتاجین آپ کا خاص فرض ہوگیا بادشاہ عصر محمد شاہ غازی کو جب اس حالت کی اطلاع ہوئی تو چار مواضع زرخیز آپ کی معافیات قدیم میں اور اضافہ فرمائے فرمان شاہی کے بعض فقرات بلفظہ یہ ہیں "شرافت و سیادت پناہ حقیقت و معرفت دستگاہ مفتی سید نظر محمد شاہ گوشہ نشین و متوکل اند و از صرفہ فقراء و مساکین جمعیت خاطر نمیدارند و اوقات بعسرت میگذرانند لہذا نظر بر استحقاق شاہ موصوف نمودہ

---

۵۱ مقام سلون جزیرہ جنوبیہ ہند میں مدراس کے قریب ہے ۵۲ قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ ہے ۱۲ – منہ

۵۳ جملہ حالات بیعت و شیوخ شرف السادات سے منقول ہیں – ۱۲

مواضع مفصلۂ ذیل بنابر امر حضور دروجہ مدد معاش شاہ موصوف نمودہ شد باید..... برصرف شاہ ممدوح واگزارند وبوجہ من الوجوہ از محصول آن مزاحم نشوند و ہر سال سند مجدد نطلبند" مرقومہ بست و پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۲ جلوس والا۔ یہ فرمان مسجّل بمہر شاہی اس وقت موجود ہے۔ آپ نے اپنے فرزند اکبر مولانا مفتی سید نور احمد صاحب رح کو وارث کمالات ظاہری وعہدۂ افتا اور فرزند اصغر حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہ جد راقم کو خلیفۂ برکات معنوی وصاحب خرقہ بیعت وطریقت فرمایا جاگیر ومعافیات شاہی دونون بزرگون مین تقسیم ہوئین آخر سنہ ۱۲۳۶ ہجری ہم ذیقعدہ یوم جمعہ کو حضرت کا وصال ہوا مزار شریف مقبرۂ حظیرہ مین زیارت گاہ عام ہے آپ کے مکاشفات وکرامات وخوارق بوجہ تواتر وشہرت عام محتاج بیان نہین آپکے خلفا ومریدین کثیر تعداد مین دور دور تک منبع فیوض وبرکات ومرشد طریق معرفت ہوئے بخوف اطالت اُن کے حالات سے اعراض کیا گیا۔

قطعہ تاریخ مشعر سال وفات تصنیف عزیز علامہ سلمہ ربہ

دلیل راہ حقیقت نظر محمد شاہ	زرحلتش شدہ برپا قیامت صغرائے
نوشت سال سفر ہجر از سر الہام	زوال مہر سپہر ولایت کبرائے

۱۲۳۶ھ

(۵) مولانا مفتی سید نور احمد بن قطب الاولیاء ہزبر بیشۂ ولایت رحمہما اللہ تعالیٰ

ولادت مبارک آخر صدی دوازدہم ہجری تریب سنہ ۱۱۸۰ھ ہے آپ نے بایماے حضرت والد ماجد خود طلب علم کے لیے وطن سے رحلت کی۔ مرادآباد۔ رام پور۔ لکھنؤ مین ایک مدت قیام رہا علامہ بحر العلوم رح ودیگر اساتذۂ عصر کے حلقۂ درس مین کتب معقولہ ومنقولہ سے فراغ حاصل فرمایا دوران طلب علم مین آپ نے شرح سلم قاضی

محمد مبارک اور شمس بازغہ پر تعلیقات و حواشی لکھے جو آپ کے مسودات میں کہنہ و بوسیدہ ملے۔ بعد تحصیل علم آپ مسند افتا پر متمکن ہوئے اور چالیس سال بدیانت و تقوے فرائض منصبی انجام دیے۔ فارسی میں نثر و نظم لکھنے کا خاص ذوق تھا اور ہر دو صنف میں بسرعت و ارتجال تصنیف فرماتے تھے ایک مثنوی گلشن عشق برنگ یوسف زلیخاے جامی نتیجہ طبع والا مجلد ضخیم موجود ہے اس میں راوی قصہ اپنے فرزند اصغر مولوی سید عسکری رح کو ظاہر کیا ہے اور جا بجا ان سے خطاب ہے۔ آپ کے سامنے آپ کے دو صاحبزادے نوجوان جمیل و وجیہ زیور علم سے آراستہ رہگراے جنت الماوا ہوئے ایک مولنا سید ظہور احمد جو خلف اکبر تھے انکی اولاد ذکور موجود ہے سلمہم اللہ تعالے دوسرے مولوی سید ضیاء احمد رح جنکے حسن و جمال صورت کا شہرہ بدرجہ غایت تھا لاولد فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ لہم حضرت مفتی صاحب رح امارت و ثروت خاندانی و وجاہت دینی و دنیوی میں ممتاز اور علم و فضل میں سرافراز تھے آپ کی توجہ و ترغیب سے آپکی اولاد اور برادرزادگان کو بلکہ عام طور پر لوگوں میں اکتساب علم کا شوق دامنگیر ہوا۔ آپ نے ابتداے سال ۱۲۸۰ھ میں رحلت فرمائی۔ رحمہ اللہ تعالے عزیز علامہ مجز سلمہ ربہ نے آیہ پاک عِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ سے اعداد تاریخ مستنبط کیے۔
۱۲۸۰ھ

(۶) قدوۃ العارفین حضرت مولنا خواجہ سید آل احمد شاہ بن حضرت ہزبر بیشہ ولایت قدس سرہما

آپ جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ سے عمر میں دو سال چھوٹے حقیقی بھائی تھے ابتداے تحصیل علوم ظاہری میں وطن میں شریک درس برادر معظم رہے جب انھوں نے وطن سے سفر کیا تو حضرت والد بزرگوار رح کی خدمت میں شب و روز مصروف

سلہ جد راقم السطور تھے ۱۲ منہ

استفادۂ علوم و اسرار ظاہر و باطن رہے اور بتوجہ آنحضرت رح بعد فراغ درس علوم
رسمیہ آپ نے دقائق فن تصوف و تصانیف حضرت شیخ الاکبر بتکرار حل فرمائے فصوص الحکم
معہ شرح شیخ محب اللہ الہ آبادی و نقد النصوص مولٰنا جامی ۲۰۲۷ مرتبہ حضرت کے مطالعہ
مین آئی اور پھر خود اسکی شرح بزبان عربی اَلۡبُنۡیَانُ الۡمَرۡصُوۡصِ تصنیف فرما کر حضرت
والد بزرگ کی خدمت مین پیش کی آپ نے اسکے چند مقامات ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ؂ چنانچہ روزانہ بعد نماز عصر اسکا ایک حصہ آپ سناتے
اور بایماے سامی جابجا محو و اثبات فرماتے اس کتاب کے ختم ہونے پر حضرت اقدس نے آپکو ایک
مجموعہ اپنی ملفوظات و مقالات خاص کا مرحمت فرمایا اور آپکے حق مین دعاے خیر کی آپنے سفر دہلی
فرمایا اور مزار اقدس حضرت شیخ نظام الدین اولیا رح پر تشریف لے گئے خدام آستانہ نے دور تک استقبال
کیا اسپر بعض ہمراہیان حضرت نے خدام زیارت سے پوچھا کہ آپ لوگون کو کسنے اطلاع
دی ایک بزرگ معمر خادم خاص مزار نے جواب دیا کہ شب کو کسی نے بہ آواز بلند کہا کہ
صبح کو ایک شہزادہ چشت و پیرزادۂ سلطان المشایخ آنے والا ہے چنانچہ ہم سب منتظر
قدوم میمنت لزوم برسم استقبال حاضر ہوئے۔ وہان سے فارغ ہوکر آپ پھر دہلی تشریف
لائے اور حضرت مولٰنا شاہ محمد عبد العزیز قدس سرہ دہلوی سے ملاقات ہوئی شاہ صاحب
نے اپنی مسند چھوڑ کر آپ کو باصرار اسپر بٹھایا اور وقت رخصت کچھ دور تک مشایعت فرمائی
القصہ آپ بعد وفات حضرت ہزبر بیشۂ ولایت مسند نشین خلافت ہوکر قطب الاقطاب عصر
و سرآمد اولیاے وہر ہوئے طالبین معرفت و طریقت کو فیوض و برکات روحانی
سے مالامال کیا اور بندگان خدا کو کمالات ظاہری و باطنی سے معمور فرمایا کرامات کا دور و
دراز شہرہ ہوا۔ بریلی۔ رامپور۔ مرادآباد سنبھل۔ پیلی بھیت سے مشتاقان انوار الٰہی آستانۂ
فیض کاشانہ پر حاضر ہوکر حلقۂ مریدین مین داخل ہوتے اور اہل حاجات اپنے مقاصد مین
کامیاب ہوکر معتقد خاص بنتے ہر صادر و وارد و ابن سبیل و فقرا و مساکین کے لیئے

انتظام خورد و نوش روزانہ موروثی طریقہ پر بصرف کثیر جاری رہا حضرت کے چار صاحبزادے علیہ فضل و کمال سے آراستہ اور مکارم صورت و معنی سے متصف ہوئے ہر ایک کا ذکر خیر بجائے خود مذکور ہوگا وصال آن حضرت بسن ہشتاد سال ۱۲۵۹ہجری مین ہوا آیہ شریفہ قیل ادخل الجنۃ مشعر سال وفات مستخرجہ عزیز علامہ سلمہ ربہ ہی دام افضالہ
۱۲۵۹ھ

قطعہ تاریخ

عارف کامل آل احمد شاہ	بود محو تجلی یزدان
گفت ہجر چو با احد پیوست[1]	رحلت قطب عارفین زمان
	۱۲۵۹ھ

(۷) قطب زمن تاج الاولیا حضرت مولنا سید محمد تاج الدین حسن نقوی مودودی فاضلی قدس سرہ

بن مولنا حاجی سید محمد عارف علی رحمہ اللہ تعالے آپ بحر زخار علوم ظاہری و باطنی و سرچشمۂ کمالات صوری و معنوی تھے ذات قدسی صفات مصدر کمالات لاتحصے و منبع کرامات و فضائل انسیہ و ملکیہ تھی ولادت شریف تقریباً بارھوین صدی ہجری کے اواخر مین اور بقول بعض تیرھوین صدی کے اوائل مین ہوئی حضرت ہزبر بیشۂ ولایت قدس سرہ نے آپ کے والد بزرگوار کو جو کہ حضرت کے قریبی برادر زادہ تھے آپ کے تولد کی بشارت پیشتر سے دی اور فرمایا کہ "اس نفس زکیہ مین کمالات خفیہ و جلیہ کا ظہور کامل ہوگا" اسی لئے حضرت تاج الاولیا رح کو آنجناب رح کی خدمت مین تقرب خاص تھا اور ابتدا سے برکات ظاہر و باطن کا گنجینہ ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے برادر کلان مولنا سید محمد بہار الدین حسن رح

[1] ایک عدد کا تعمیہ ہے ۱۲۔

کے ساتھ وطن مین ہوئی کتب درسیہ فارسی وصرف ونحو عربی وغیرہ حضرت والد بزرگوار کی توجہ سے حاصل فرما کر وطن سے ریاست رامپور افغانان بزمانہ نواب فیض اللہ خان تشریف لے گئے اور مدت قلیل مین تمام کتب معقولہ ومنقولہ علوم متداولہ کمال بحث وتدقیق کے ساتھ مختلف کاملان عصر و اساتذۂ فحول سے حد تکمیل کو پہونچائین قوت ضبط وسرعت ادراک وذہن وحافظہ خداداد کی مدد سے ہر استاد فن پر آپ کا نقش فضل وکمال بیٹھ جاتا تھا اہل کمال ہر بحث ومناقشہ مین آپ کو حکم تسلیم کرتے تھے۔ دقائق ومحاورات زبان فارسی وحل مغلقات واستحضار مصطلحات وبدیع ومعمّٰی وعروض وقافیہ وبلاغت مین درجۂ کمال پر فائز تھے حتی کہ استادان فن آپ سے مستفید ہوتے تھے۔ مُلّا غیاث الدین صاحب غیاث اللغات وشارح سکندرنامہ آپ کے خرمن فضل کے خوشہ چین تھے جب وہان آپ کی شہرت عام ہوئی تو والی ملک نے چند مرتبہ بکمال قدر ومنزلت آپ سے ملاقات کی یہ حالت دیکھکر آپ کے استغنا وزہد نے وہان زیادہ قیام کی اجازت آپ کو ندی اور دفعۃً رامپور سے دہلی کا قصد فرمایا یہان درسگاہین طلبۂ علم سے معمور تھین علوم تفسیر وحدیث وادب ومعقول وریاضی کے دریا بہ رہے تھے حضرت مولنا شاہ عبدالعزیز ومولنا شاہ رفیع الدین ومولنا شاہ عبدالقادر ابناے مجدد الوقت مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالےٰ مسند درس وافادہ پر رونق افروز تھے آپ نے مذکور الصدر حلقون مین شرکت فرمائی اور حظ کامل حاصل کیا فنون حکمیہ وریاضیہ مین وہ مہارت تامہ پیدا ہوئی کہ خود حضرت استاد مولنا شاہ محمد رفیع الدین رح آپ کی مدح رسائی ذہن فرماتے اور متحیر ہو کر طلبہ سے آپ کی قوت ادراک کا بار بار ذکر کرتے آپ کے جملہ اساتذہ واہل علم آپ کی سیادت ونجابت وورع وتقدس کے باعث نہایت احترام واکرام کرتے تھے اور مولنا شاہ عبدالعزیز رح

آپ کو موید بالقوۃ القدسیہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے - اسی دوران مین آپ دقائق فن تصوف و نکات معارف اپنے مشائخ عظام سے حل فرماتے رہے آپ نے بعض کتب منتہائیہ مولنا محمد بزرگ علی مارہروی رح سے استفادہ فرمائین جو کہ کبار فضلاے مشاہیر سے متوطن فرخ آباد تھے مولنا سید عبد الحسیب صاحب رح[1] فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولوی شیخ امام بخش صہبائی سے بعض مصطلحات زبان فارسی پر آپ سے بحث ہوئی آخرکار جانبین کی رد و قدح حضرت مولنا شاہ محمد عبد العزیز رح کے سامنے پیش ہوئی آپ نے اسکا فیصلہ مولنا سید تاج الدین صاحب کے موافق فرمایا علمی مناسبت طبع و ملکۂ فطری کا یہ عالم تھا کہ جس فن مین کلام فرماتے اُسی کے امام و محقق معلوم ہوتے تھے - الحاصل بعد تکمیل علوم درسیۂ و رسمیہ و تحصیل فنون غریبہ و دقیقہ و قطع منازل معرفت و حقیقت و طی مراحل مجاہدہ و ریاضت وطن مالوف کو مراجعت فرمائی اور باصرار بعض اعزۂ بزرگ آپ کا عقد نکاح ہوا طبع وارستگی پسند کا پابند علائق ہونا دشوار تھا اُسپر توجہ و التفات کا تقاضا اور پھر اہل قرابت جدیدہ کی ناگوار طبع ادا مین آپ کب برداشت کر سکتے تھے فوراً راہ غربت اختیار کی اور کچھ مدت کے بعد طلاق بذریعۂ تحریر واقع ہوئی - اس آزادی نے کیفیت باطنی و ذوق معرفت کو ترقی دے کر شد تقیدات سے جا ملا یا تزکیہ قلب و تصفیہ باطن و ریاضت نفس و مجاہدات مین مشغولیت ہوئی اور مدت دراز تک بیابان و کوہ و صحرا مین اوقات گزاری فرمائی سفر بلاد دور و دراز اختیار کیا جاذبۂ شوق نے حرمین شریفین کی جانب رہنمائی کی اور براہ خشکی کابل و ایران و عراق کے شہرون اور مواضع مین قیام کرتے ہوئے ملک حجاز مین پہونچے اور کئی سال وہان اقامت و سفر مین بسر ہوئے - اب

[1] آپ کا ذکر خیر اس کتاب مین مندرج ہے ۱۲ منہ

عقد نکاح

طرز معاشرت

خصائل

حالت مین تغیر ہوا اور اطمینان قلب کے ساتھ وطن کو معاودت فرمائی قدوۃ الاولیا
حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہٗ یہان متمکن مسند رشد و ہدایت وقطب
دائرۂ عرفان وکرامت تھے برعایت کفو و قرابت و اجتماع مکارم وفضائل لاتعد
آپ کا نکاح اپنی صاحبزادی[لہ] کے ساتھ منعقد فرمایا یہ بی بی ولیۂ صالحہ ثانیہ رابعہ بصری
تھین از دواج موافق مزاج واقع ہوا کنج قناعت وتوکل وگوشۂ طاعت وریاضت
مین ایک دوسرے کا رفیق و دمساز تھا۔ آپ نے اسکے بعد وطن سے باہر قدم
نہ رکھا اور تقریباً پچاس سال کامل زاویۂ تجرید وتفرید مین بے ہمہ وباہمہ بسر ہوے
حالت یہ تھی کہ نہ تعلقات قرابت و یگانگت مین کوئی خاص دلچسپی ظاہر ہوتی تھی
نہ آپ کے یہان پیری و مریدی کا سلسلہ تھا نہ تعلیم وتدریس طلبہ علم کی پابندی
تھی نہ وعظ وتلقین طالبان ومعتقدان کا مشغلہ تھا نہ مجامع ومجالس علما و فضلا مین
آمد و رفت تھی نہ اہل قرابت سے زیادہ ملنا جلنا نہ اعیان شہر و امرا و رؤسا سے
ملاقات طالبان زیارت ومشتاقان فیوض وبرکات و اہل حاجات دولتکدہ پر
حاضر ہوکر انوار جمال سے مستفید ہوتے اور عرض مطالب کرتے خواہشمندان فیوض
علمی کو اکثر آبادی کے قریب بیابان اور جنگلون مین استفادہ کا موقع ملتا تواضع
وانکسار وفروتنی کی کوئی حد نہ تھی سوکھی لکڑیان جو جنگل سے خود چن کر گھر لاتے
قریب شہر پہونچکر طلبۂ علم ومعتقدین ہمراہیون کے ہاتھون سے باصرار تمام خود
لے لیتے تاکہ آبادی کے اندر ان کو عار وکسر شان نہو۔ کبھی کسی سے خود کلام
کرنے مین سبقت نفرماتے ہمیشہ خاموشی قفل دہن ہوتی باایں ہمہ لطیفہ گوئی
وبذلہ سنجی وخوش طبعی سے محظوظ فرماتے۔ ہر وقت مراقب وصامت ذکر قلبی مین مشغول
ومحو تجلیات عرفان رہتے بظاہر معمولی حالت کے انسان اور حقیقت مین جنیدؒ و بایزیدؒ

لہ راقم کی حقیقی پھوپھی تھین غفرلہا اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

وقت و قطب الاقطاب دوران تھے اہل زمانہ کی ظاہر بین آنکھیں آپ کے نفس قدسی کے کمالات کا اندازہ کرنے سے قاصر ہین۔ استحضار علوم ظاہری باوجود ترک مشاغل درس و مطالعہ لاریب خرق عادت و کرامت تھا علوم رسمیہ و فنون غریبہ مین عموماً ملکہ خداداد تھا جودت حافظہ و قوت ادراک و مناسبت فطری سے ہمیشہ فضلاے عصر انگشت بدندان رہتے اور آپ کی امامت و فضیلت علمی کا اعتراف کرتے مسائل دقیقہ و مباحث مُہمہ و مغلقہ جنکے حل کرنے سے مشاہیر اہل فن عاجز ہوتے یا اہل علم مین جب کسی مسئلہ دقیق یا مغلق عبارت پر نزاع واقع ہوتا تو آنحضرت فوراً بکمال متانت و سہولت مختصر عبارت مین اصل مطلب ارشاد فرماکر تمام شکوک و اعتراض رفع فرما دیتے جس سے ہر ایک مطمئن ہوجاتا برہان المتکلمین حضرت مولنا سید امیر حسن صاحب محدث رح و علامہ نحریر مولنا شیخ محمد بشیر رح اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ استحضار و تبحر علوم و فنون و قوت ذہن و حافظہ منجملہ کرامات اولیا و کمالات وہبی ہے۔ بعض اساتذہ عصر نے ذکی و مستعد طلبہ علم کو کتب منتہائیہ کے مطالب دقیقہ سمجھاکر امتحاناً آپ کی خدمت مین بھیجا اور آپ نے بلا تامل حسب عادت چند زبانی الفاظ مین معلم و متعلم دونون کی تشفی فرمادی اور کسی کو پھر موقع بحث نہوا ایسا واقعہ بارہا پیش آیا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ طلبہ علم صحرا مین یا راستہ چلتے آپ سے مستفید ہوتے تھے اور چند سال یہ وتیرہ رہا کہ بعد نماز عصر مسجد چوک مین ایک جماعت ارباب علم و فضل کی مجتمع ہوتی اور کتب اخلاق و تصوف مثل کیمیاے سعادت و احیاء العلوم و مثنوی معنوی و حدیقہ و فصوص الحکم وغیرہا سے کوئی کتاب پڑھی جاتی اور اسکے خاص مقامات پر باہم بحث و جدال و رد و قدح کی جاتی حضرت والا بھی وہان روزانہ تشریف لے جاتے اور صدر نشین جلسہ ہوتے اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت یہی تھی کہ آپ سے استفادہ کیا جائے چنانچہ جب کسی مسئلہ یا عبارت

دقیق پر باہم نزاع ہو کر ہر جانب سے دلائل پیش ہوتے اور فیصلہ کی صورت ممکن نہوتی تو حضرت توجہ فرماتے اور مطلب حل فرما کر سب کی تسکین کر دیتے - بظاہر آپ وجوہ معاش کچھ نہ رکھتے تھے مگر مصارف اہل و عیال مین کوئی عسرت و تنگی کسی کو محسوس نہوئی بلکہ ہمیشہ آپ اور تمام متعلقین بفراغ و اطمینان زندگی بسر کرتے رہے - آپ کے استغناے نفس و بے نیازی کے باب مین یہ واقعہ مشہور عام ہے کہ جب دہلی مین آپ کا قیام تھا تو جرمن یا انگلستان سے چند مسائل پیچیدہ علم ریاضی جو ہندسہ و مساحت سے متعلق تھے بذریعہ اخبار انگریزی ہندوستان مین پہونچے - معزز حکام شہر مین سے ایک یورپین نے برہنمونی بعض علماے مقتدر آپ سے ملاقات کی اور مسائل مشتہرہ پیش کیے اسی کے ساتھ کہا کہ انکے جوابات شافی بلجانے پر مجھے اور آپ کو منفعت کثیر کی اُمید ہے کیونکہ جس جماعت نے اُنکو شائع کیا ہے انعام کثیر کا وعدہ کیا ہے - آپ نے وہ سوالات لے لیے اور پھر ملنے کا وعدہ کیا دوسرے روز وہ انگریز خود آیا اور آپ سے جوابات لیکر ولایت کو روانہ کر دیے چار پانچ ماہ گزرنے پر اس انگریز نے آپ کو طلب کیا مگر آپ نے بے پروائی کے ساتھ ٹال دیا مگر بعض بے تکلف احباب دامنگیر ہوئے اور باصرار آپ کو اُسکے بنگلہ پر لے گئے وہ آپ کو دیکھتے ہی جوش مسرت مین کھڑا ہو گیا اور آپ کو انعام[علہ] حاصل کر لینے پر مبارکباد دی اسکے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ مین پروفیسر ریاضی کی جگہ کا پروانہ آپ کے نام پہونچا جسمین حکم تقرر ملازمت بمشاہرہ چارسو روپیہ درج تھا آپ اسی روز دہلی سے بجانب علی گڈھ روانہ ہو گئے اور کسی کو سفر کی اطلاع نہ دی انگریز مذکور نے آپ کی تلاش مین نہایت سعی کی جب اُس کو وارد علی گڈھ کی خبر ہوئی تو خود پہونچا اور آپ سے مستدعی ملازمت مذکور ہوا اور ساتھ ہی کہا کہ اسکے سوا

علہ یہ رقم انعام نقد ایک ہزار سے زیادہ تھی جو آپنے باوجود اصرار مسترد فرمائی ۱۲ منہ -

ایک رقم معقول نقد بھی آپ کو ملیگی آپ نے فرمایا کہ اس موقع کو کون چھوڑ سکتا ہے
مین بے سرو سامانی کی حالت مین ہون اس لیے دفعۃً کیونکر کلکتہ چلا جاؤن القصہ
بلطائف الحیل اس بلا کو سر سے ٹالا اور وہان سے سیدھے وطن تشریف لائے
سُنا ہے کہ مدت تک آپ کی جستجو رہی۔ اکثر دیکھا گیا کہ والی ریاست رامپور نواب
محمد کلب علی خان بہادر کی خاص سواریان مع معتمد خاص و سوار و چوبدار باستدعاے
تشریف آوری رام پور آپ کی خدمت[سلہ] مین آئین اور جواب صاف لیکر خالی واپس
گئین رقم نذرانہ و سفر خرچ بھی قبول نفرمائی۔ نوابان رام پور کا یہ اخلاص معتقدانہ
قدیم سے قائم تھا کیونکہ جب سہسوان صدر ضلع تھا تو نواب محمد سعید خان بہادر یہان بعہدۂ
ڈپٹی کلکٹری مامور اور قاضی محلہ مین مقیم ہوئے اور آپ سے رابطہ ارادت و عقیدت
دل مین رکھتے تھے چنانچہ حصول نوابی و امارت و ریاست کو محض آنحضرت کی دعا کا
اثر خیال کرتے تھے اُن کی حیات مین آپ ایک دو مرتبہ رام پور تشریف لے گئے
مگر اُن کے انتقال کے بعد پھر قصد نفرمایا اور ہمیشہ درخواستون کو رد فرمادیا مشہور شاعر
حکیم مومن خان دہلوی جب بغرض ملاقات نواب محمد سعید خان بہادر وارد سہسوان ہوئے
تو آپ کی خدمت مین معتقدانہ مستفیض ہوتے رہے۔ عُرفاے صوفیہ بالاتفاق کہتے ہین
کہ فن تصوف و معارف مین حضرت تاج الاولیا کا ہمپایہ نہین دیکھا گیا اپنے عصر مین
ثانی شیخ الاکبر تھے۔ طریقۂ قادریہ اویسیہ مین آپ کو رئیس الموحدین حضرت خواجہ محمد
ناصر احمد خان شاہجہانپوری قُدس سرہ سے بیعت تھی کذا فی شرف السادات اور
طریقۂ نقشبندیۂ مجددیہ و قادریہ مین بیعت و خلافت حضرت شاہ محمد نعیم اللہ صاحب
رام پوری سے حاصل تھی۔ یہان ایک واقعہ غریب یہ پیش آیا کہ اثناے تحریر احوال

سلہ یہ واقعات مولف کے چشم دید ہین حسب الحکم حضرت والدہ ماجدہ ہیچمیرز سن طفولیت مین بخدمت حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ ابتدائی کتب درسی لیکر بغرض استفادہ خیر و برکت حاضر ہوتا تھا۔ ۱۲ منہ۔

آن حضرت مین حضرت کا سلسلۂ بیعت معلوم نہونے سے راقم مؤلف کو ایک خلجان و قلق پیدا ہوا کیونکہ نہ مجکو ذاتی علم تھا نہ کسی اور عزیز وطن نے اُس کے متعلق کچھ لکھا اِس فکر مین دو تین روز گزر گئے اور حصول مطلب کی صورت نہ نظر آئی ناگاہ ایک مقدس بزرگ مُسن المعمر بھراہی مکرمی منشی محمدؐ اسد اللہ خان صاحب رامپوری تحصیلدار بھوری ریاست بھوپال مقام رایسین مین تشریف لائے اور دوران تذکرہ صلحا مین راقم سے فرمایا کہ مین ریاست رامپور مین حضرت مولنا سید تاج الدین حسن صاحب قبلہ کا مدت دراز تک خادم رہا ہون اور حضرت کے خوان مکرمت کا ادنی زلہ ربا ہون یہ کہکر حضرت کا شجرۂ سلسلہ بیعت تحریر فرماکر اس ناچیز کو عطا کیا اِس فیضان غیبی پر جو کچھ استعجاب ہوا بیان سے باہر ہے طرفہ یہ کہ اسی روز ایک تحریر عزیزی مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ ربہ کی سہسوان سے بذریعۂ ڈاک پہونچی جسمین آنعزیز نے عبارت شرف السادات متعلق بیعت طریقت بسعی تمام حاصل کرکے براے اندراج کتاب نقل کرکے بھیجی جو بحوالہ درج ہو چکی ہے عبارت شجرۂ بیعت عطیۂ مرد غیب بجنسہ یہ ہے ؎ حضرت مولنا سید محمدؐ تاج الدین صاحب مجاز حضرت شاہ نعیم اللہ صاحب رامپوری واوشان مرید حضرت شاہ درگاہی صاحب پنجابی ثم الرامفوری واوشان مرید شاہ جمال اللہ صاحب رامپوری اوشان مرید حضرت سید قطب الدین پنجابی واوشان مرید حضرت قبلہ عالم شاہ محمد زبیر صاحب سرہندی واوشان مرید جد خود حضرت شاہ نقشبند سہرندی واوشان مرید وولد حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمدؐ معصوم واوشان مرید وولد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ در طریقہ عالیہ قادریہ و نقشبندیہ مرید ۔ تحریر شانزدہم ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۲ ہجری بمقام رایسین فقط این تحریر یکاز خدام این بزرگواران مجاز طریقہ متخلص مجبور است ؎ آپ کی کرامات و خوارق عادات و مکاشفات

کا باب نہایت وسیع ہے صدہا واقعات روزمرّہ حدِ تواتر و شہرت سے بھی بڑھ گئے ہین
اور ابتک بندگان خدا ابتعداد کثیر آپ کے دیکھنے والے زندہ موجود ہین دل حق
منزل مین دریاے عرفان موجزن تھا اور سینہ معرفت گنجینۂ رموز وحدت سے
معمور مگر لب خاموش مُہرِ سکوت قفل دہن بقول حضرت معنوی ؎

برزبان قفل ست و دردل رازہا	لب خموش و دل پُراز آوازہا

قوت کشفیہ کا یہ عالم تھا کہ اکثر اظہار مافی اور پیشین گوئیان زبان حق بیان سے ادا ہوتی تھین - تحریری تعویذ اور زبانی دعائین اہل حاجت کے لیے اکسیر کا کام دیتی تھین - اللہ ھو کی صدا ہر سانس مین بزور قلب و سینہ سوتے جاگتے گونجتی ہوئی نکلتی تھی جس کے اثر سے ہمنشین کا دل ہلجاتا اور نئے عالم مین پہونچ جاتا بلکہ آپ سے دس قدم کے فاصلہ پر بھی وہ صدا آدمی کا دل ہلا دیتی تھی اور غافل شخص یکایک چونک پڑتا تھا یہ کیفیت دائمی تھی واقعہ عجیب و مشاہدۂ غریب یہ ہے کہ وہی صدا اُسی تاثیر کے ساتھ اب تک بہنگام صبح صادق طلوع آفتاب تک مزار مقدس سے روزانہ سُنی جاتی ہے - مین ایسے واقعات کو بتقاضاے آزاد خیالی ہمیشہ معتقدین کی حُسنِ ارادت و تصور متخیلہ پر محمول کرتا ہون مگر بیان میری بھی عقل دنگ ہے کیونکہ اکثر مقیم وطن رہکر اپنے گھر مین جو حضرت کے مرقد سے متصل ہے روزانہ وہ آواز فجر کو سُنی جسمین کوئی ریب و شک ممکن نہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - جو بزرگ آپ کے فیوض صحبت و برکات انفاس سے مستفید اور خرمن علم کے خوشہ چین تھے وہ سب صاحب نسبت و باخدا درویش پائے گئے - آپ کی بڑی کرامت و برکت یہ دیکھی گئی کہ جس نے دو چار سبق بھی کسی کتاب کے آپ سے پڑھ لیے وہ اہل علم مین شمار ہو گیا اور فضیلت علمی سے محروم نہ رہا اور وجہ معاش کی طرف سے بھی تمام عمر پریشان و خستہ نہوا بحمد اللہ خود کاتب حروف بھی اس شرف سے محروم نہین ہے

آواز ہو کی کرامت

حضرت کے صاحبزادے مولوی سید محمود حسن صاحب محمود[۱] رحمہ اللہ جو میرے برادر عم زاد اور عمر مین مجھسے قریب ۱۲ سال بڑے تھے چونکہ آپ اولاد ذکور مین اپنے والدین کے اکلوتے تھے اسلیے آپکو اُنسے خاص اُنس تھا مگر کبھی انکی تعلیم کی جانب توجہ نفرمائی اُنکا سن شعور جلسہ احباب مین گزرتا تھا انکی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے بارہا آپ سے کہا کہ "میان محمود حسن کا وقت ضائع ہوتا ہے اور آپ کچھ خیال نہین فرماتے" اِسکا کچھ جواب نہ ملتا تھا ایک مرتبہ سخت تقاضا ہوا تو آپ نے صاحبزادہ سے فرمایا کہ "اچھا کوئی کتاب اُٹھالاؤ اور پڑھو" اس حکم کی تعمیل ہوئی دوچار دن گلستان سعدی کا سبق پڑھا بعدہ دوچار سبق سکندر نامہ کے ہوئے پھر کوئی عربی صرف ونحو کی کتاب علےٰ ہذا القیاس چند کتب ورسائل مختلفہ مدت یکماہ مین جستہ جستہ آپ نے دکھائے اور پڑھائے تعلیم کا سلسلہ اس مدت یکماہ سے زیادہ نہین بڑھا نہ اس درس کے بعد پھر کبھی پڑھنے کی نوبت آئی باانیہمہ صاحبزادہ صاحب کی حالت یہ ہوگئی کہ مولوی منشی شاعر محقق فصیح وبلیغ اُستادِ فنون مروجہ بن گئے اس قلب ماہیت پر تمام خاندان واہل وطن حیران تھے افسوس آپ نے حضرت کی حیات مین بسن شباب شہر متھرا مین سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین رحلت فرمائی خبر وفات آنے سے دو روز قبل وطن مین حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ پژمردہ ومحزون نظر آئے جب کوئی قریب آتا تھا تو رومال سے آنسو پونچھ لیتے تھے۔ جب خبر وحشت اثر وطن مین پہونچی تو لوگون کو آپ کی چشم گریان وملال طبع کا سبب معلوم ہوا اس واقعہ سے چند ماہ بعد حضرت نے بھی وفات پائی۔

[۱] سال ولادت آپ کا سنہ ۱۲۶۲ھ ہے عمر شریف ۳۱ سال ہوئی جودت ذہن وذکاوت طبع مین فائق الاقران کمالات وصنائع علمی وعملی مین اعجوبہ روزگار تھے شعر اُردو کم اور فارسی زیادہ فرماتے رحمۃ اللہ علیہ آپ کا کچھ کلام فارسی تذکرہ صبح گلشن مین مندرج ہے ۱۲ منہ دام فیضہ۔

تین چار روز معمولی حرارت سے آپ کو بخار رہا ایک روز کچھ افاقہ معلوم ہوا دوسرے
دن صبح کو نماز فجر کے سجدہ آخر مین بروز سہ شنبہ بائیس[۲۲] شوال سنہ ۱۲۹۳ھ بعمر ۹۶ سال
اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہ مرقد مطہر
اندرون احاطہ خام قاضی محلہ سے جانب شمال زیر دیوار مکان موروثی راقم الحروف
واقع ہے قدس اللہ سرہٗ وانار برہانہ عزیز علامہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے
جو آن حضرت قدس سرہ کے حقیقی نواسے ہین مادہ تاریخ آیہ شریفہ۔ ذٰلِكَ
جَزٰوٓا الْمُحْسِنِيْنَ تُزَكّٰى سے مستخرج کیا اور ایک قطعہ تاریخ فارسی بفرمائیش راقم لکھا ہوا

مرشد آفاق تاج الدین حسن	سید السادات تاج فرق دین
در نماز فجر ہنگام سجود	گشت محو ذات رب العلمین
گفت معجز سال تاریخ وفات	مقتدائے دور وقطب عارفین
	۹۳ ۱۲ ۹

(۴) مولانا سید محمد مبارز علی صاحب فاضلی رحمہ اللہ تعالے

آپ کے تولد و وفات کا سنہ صحیح نہین معلوم تاہم یہ قیاس قریب یقین ہے
کہ آپ کا زمانہ بارھوین صدی ہجری کے آخر اور تیرھوین صدی کے اول مین محدود
ہے۔ آپ نے اکتساب علم کے لیے سفر کیا اور مشاہیر اساتذہ عصر سے تحصیل علوم
وفنون عقلیہ و نقلیہ بتمامہا فرمائی بعد فراغ مشاغل درس و تدریس و تصنیف و تالیف
بھی مدت تک جاری رہے آپ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے معرفت و زہد
و تقوی و اتباع کتاب وسنت مین راسخ القدم وفحول فضلائے عصر سے تھے۔
چند مرتبہ براہ خشکی حرمین شریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے سفر حج
مین چشت و سبزوار و خراسان مین قیام کرتے ہوئے مدینہ منورہ فائز ہوئے اور
چند سال مسجد نبوی مین درس و وعظ فرمایا آخر مکہ مکرمہ ہو کر بعد ادائے حج رحلت فرمائی

رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے بیٹے اور پوتے عالم تبحر ہوئے۔ آپ کی تصانیف ابتدائی سے حاشیہ شرح ہدایت الحکمۃ صدرائے شیرازی مولوی حکیم سید اسد علی صاحب رح نے دیکھا تھا اُن کا بیان ہے کہ دقت مضامین و انداز بیان عجیب وغریب تھا از شرف السادات۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے چند سال آگرہ مین بھی بمشغلہ درس و وعظ قیام فرمایا رحمہ اللہ تعم

(۹) مولوی خطیب محمد معین الدین بن خطیب بخش الدین انصاری رحمہ اللہ

آپ کے اجداد عہد حکومت جہانگیر سے خطیب مسجد جامع سہسوان رہے آپ کی ولادت اوائل صدی سیزدہم ہجری مین واقع ہوئی تحصیل علوم وفنون متداولہ رام پور و لکھنؤ مین کی بعدہٗ دہلی کا سفر کیا اور علوم دینیہ حدیث و تفسیر وغیرہ حضرت مولنا محمد عبد الحی رح و مولنا محمد اسمعیل شہید رح و شاہ محمد اسحٰق محدث رحمہم اللہ سے حاصل کر کے ایک مدت تک مصروف وعظ و اشاعت کلمۃ الحق و تبلیغ اسلام رہے اور برفاقت حضرت اساتذہٗ ممدوحین رح جابجا وعظ و نصیحت خلق اللہ کے لیے سفر کیے پھر وطن واپس آکر حق ہدایت و ارشاد و موعظت بخلوص قلب ادا فرمایا پابندی نماز و روزہ و زکوٰۃ کا عام سبق دیا اور اتباع شریعت ورد شرک و بدعت کا غلغلہ ڈال دیا حتے کہ لوگون کو بزور تازیانہ نماز پڑھوائی مسجدون کو آباد کیا پنج وقتہ جماعتین پابندی کے ساتھ قائم کین رسوم جاہلیت تقریبات شادی وغم سے دور کین۔ گھر گھر دینداری کا چرچا پھیلا غریب و امیر جو ادائے نماز و شرکت جماعت مین تساہل کرتا آپ نے خوف و خطر درۂ شرع کو کام مین لاتے کسی سے خوف نکرتے ادنیٰ سے اعلیٰ تک آپ کے تازیانہ سے خائف و مرعوب رہتا اور کسی کو تعمیل حکم مین مجال سرتابی نہوتی آپ کی یہ سعی شہر تک ہی محدود نہ تھی بلکہ قریات و مواضع قرب وجوار مین بھی اکثر

دورہ فرماتے تھے اور لوگون کے دلون پر آپ کا دینی رعب و خوف ایسا طاری ہوتا تھا
کہ کسی حاکم جابر کا بھی نہوگا۔

ہیبت حق است این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

وفات شریف کو ساٹھ برس گذر گئے ہین مگر ابھی تک عام دلون پر آپ کی دینی کوششون اور خالص عملون کا اثر باقی ہے اور بیباکانہ وعظ و تنبیہ کے قصّے زبان زد خاص و عام ہین۔ ایک حاکم قصبہ تحصیلدار صاحب نہایت مغرور و جابر مشہور تھے ادائے نماز مین بھی تساہل کرتے تھے ایک مرتبہ اتفاقاً آپ نے مسجد ملحق محکمہ تحصیل مین نماز باجماعت ادا کی اور تحصیلدار صاحب کو شریک جماعت نپا کر تحصیل مین برسراجلاس تشریف لے گئے اور بعد سلام علیک سبب عدم شرکت جماعت دریافت کیا اور جواب معقول نہ ملنے پر حکم فرضیت نماز و تاکید جماعت مع عظمت و جبروت الٰہی و وعید شدید بیان کیا اور بجبر انکو کرسی سے کھینچ کر مسجد کو لے آئے تحصیلدار صاحب افتان و خیزان آپکے ڈر سے کانپتے ہوئے مسجد پہونچے اور فریضہ ادا کیا اور آپ کی تاثیر خلوص سے آئندہ پابند نماز و جماعت ہوگئے۔ ایک گنوار مسلمان کو موضع سید پور مین ترک نماز پر دُرّہ سے مارنا اور مسجد کو لیجانا چاہا وہ ڈر کر بھاگا اور آپ اسکے پیچھے دوڑے وہ ایک درخت پر چڑھ گیا آپ بھی باوجود عدم مہارت بخط چڑھ گئے یہ دیکھکر وہ گنوار نیچے کود پڑا آپ بھی فوراً کود ے جسکی وجہ سے جا بجا جسم مبارک پر چوٹ آئی مگر کوشش سے منھ نہ موڑا اور اسکا تعاقب کیا آخر کار کمال بدحواسی مین وہ جاہل ایک کنوئین کے اندر گر گیا آپ بھی اسکے پیچھے قصداً کود پڑے اور پانی مین غوطے کھانے لگے۔ آس پاس سے کچھ کاشتکار دوڑے اور دونون کو باہر نکالا۔ راقم السطور نے سنہ ۱۲۹۶ھ مین اس غریب کاشتکار مسلمان کو سید پور مین دیکھا اور واقعہ مذکورہ کی تصدیق کی وہ دیہاتی ضعیف و مسن تھا اور پابندی نماز مین اس کی

شہرت تھی اپنے تمام خاندان پر تاکید نماز کرتا تھا۔ آپ کے خصوصیات مین بیان کیا جاتا ہے کہ کسی غیر مسلم بلکہ غیر متشرع حاکم و امیر کی تکریم نفرماتے اور جس گانوؤن مین ہدایت و وعظ کے لیے جاتے وہان کے باشندون کی دعوت طعام قبول نکرتے اگر چند روز قیام ہوتا تو بذریعۂ محنت و حرفت بسر اوقات فرماتے۔ مساکین و بیوگان و یتامی کی اعانت بذات خود کرتے اور مالدارون کو اس کی ترغیب دیتے۔ آخر زمانہ مین قصبہ ڈبائی ضلع بلند شہر مین بغرض تعلیم و تلقین مسائل دین و اصلاح حال مسلمین زیادہ قیام فرمانے لگے وہین ایک بدبخت شقی نے موقع پاکر آپ کے کھانے مین زہر ملا دیا اسکے اثر سے آپ نے بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب اوائل ۱۲۷۲ھ مین غدر سے دو سال قبل عالم بقا کو رحلت فرمائی وہان ایک خلق کثیر نے نماز جنازہ ادا کی کہا جاتا ہے کہ قصبہ مذکور کی عام مردم شماری سے سہ چند آدمی شریک نماز ہوا یہ انبوہ دیکھکر حضار جنازہ سخت متحیر تھے اور سمجھ مین نہ آیا کہ اسقدر آدمی کہان سے اور کیونکر جمع ہوگئے بعدہ نعش مبارک سہسوان لائی گئی اور یہان بھی حاضرین نماز جنازہ کی وہی کثرت تھی بزرگان دین کا اعتقاد ہے کہ یہ انبوہ ملائکہ رحمت کا تھا۔ حضرت والد علامہ مولوی سید سراج احمد رحمہ اللہ نے خواب مین دیکھا کہ آج خواجہ عالم سرور کائنات رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اس کو مولنا بزرگ علی صاحب مارہروی قدس سرہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ کسی عالم دین و ہادی برحق کا انتقال ہوا چنانچہ اسی دن شام کو نعش وطن کو آئی۔ عزیز مورخ معجز سلمہ ربہ نے بفرمایش راقم قطعۂ تاریخ تصنیف فرمایا ؎

مقتدائے دین معین الدین خطیب	بود مرد متقی نیکو سرشت	بہر تاریخ وفات آن بزرگ	گفت معجز باد جاش در بہشت

(۱۰) مولوی سید قدرت اللہ بن سید خیر الحق فاضلی رحمہ اللہ ۱۲ھ

آپ کے حالات باوجود تفحص و تحقیق دریافت نہوئے سنین ولادت و وفات کا

بھی پتہ نکلا صرف اسقدر معلوم ہوا کہ آپ کا زمانہ آخر بارھوین صدی ہجری ہے اور بطلب علم چند سفر کیے دہلی مین حضرت مجدد وقت مولٰنا شاہ ولی اللہ محدث رح سے کتب احادیث و تفسیر پڑھکر سند فراغ حاصل کی اور عالم متبحر فنون عقلیہ و نقلیہ کے ہوئے آپ کے بعض اہل خاندان نے آپ کی کچھ تصانیف کا بھی ذکر کیا مگر فقیر کے مطالعہ مین کوئی کتاب نہین آئی اس لئے قلم انداز کیا۔ آپ نے وطن مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالے

(۱۱) مولٰنا سید عبد العلی بن سید تراب علی فاضلی رحمہما اللہ تعالے

آپ مولٰنا محمد مبارز علی رح سابق الذکر کے پوتے ہین۔ ابتدائی تعلیم وطن و رامپور مین بمعیت مولٰنا مفتی سید نور احمد رح علمائے عصر سے پائی پھر دہلی جاکر اخلاف مولٰنا شاہ ولی اللہ محدث رح سے علوم دینیہ استفادہ کیے اس درس مین حضرت مولٰنا سید حیدر علی صاحب رامپوری ثم التونکی بھی آپ کے شریک و دمساز رہے اور رابطۂ اتحاد فیمابین آخر تک قائم رہا چنانچہ بعد حکومت نواب وزیر الدولہ ریاست ٹونک مین مولٰنا سید حیدر علی صاحب کا توسل و تقرب ہوا اور زمرۂ علما و اطبائے دربار مین منصب و وجاہت مین ممتاز ہوئے اس زمانہ مین مولوی سید عبد العلی صاحب بارادۂ سفر حج معہ متعلقین سہسوان سے ریاست ٹونک تشریف لے گئے اور مولٰنا رح نے آپ کا استقبال کیا اور باصرار تمام چندروز مہمان رکھا اور والی ریاست سے بھی دو ایک مرتبہ ملاقات کا اتفاق ہوا نواب وزیر الدولہ نہایت نیک منش و قدردان اہل علم و فن و دیندار و متقی تھے انھون نے آپ کے علم و فضل و زہد و تقوی و عزت خاندانی کو بنظر عظمت دیکھکر ریاست مین قیام و تعلق کرنے کی آپ سے استدعا کی اور یہ طے ہوا کہ بعد واپسی سفر حج ریاست مین آئین گے

ساتھ نواب صاحب نے ایک رقم معقول بطور زاد سفر عطا کی جسکو آپ نے شکریہ کے ساتھ واپس فرمایا اور کہا کہ بغیر خدمت مین اسکا مستحق نہین ہون نیز یہ رقم میری ضرورت سے زیادہ ہے میرے پاس خرچ کافی ہے۔ الحاصل بعد مراجعت حرمین شریفین ٹونک مین بعہدۂ نظامت ضلع سرونج مامور ہوکر بکمال عزت و احترام و دیانت و ورع بسر کی نواب صاحب آپ کی قدردانی کرتے اور دربار مین اپنے قریب جگہ دیتے تھے اس عہد مین ہر علم و فن کے اہل کمال کا وہان مجمع تھا آپ کی ذات سے بھی مشاغل علمی کا سلسلہ قائم رہا اور جلسہ اہل علم مین مذاکرات و مباحثات مین شریک رہے۔ مولنا محمد فضل حق خیرآبادی حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی حکیم مولوی کفایت اللہ امروہوی مولنا سید حیدر علی رامپوری متوسلین ریاست سے آپکے روابط دوستانہ تھے جب فاضل خیرآبادی رح و علامۂ رامپوری کے درمیان مناظرات و مشاجرات ہوئے اور مولنا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رح کے بعض تصانیف کا رد فاضل خیرآبادی نے لکھا تو آپ تائیداً للحق مولنا سید حیدر علی صاحب کے معین و ہم خیال رہے اور مخالفین حضرت شہید قدس سرہ کا جواب باصواب دیا۔ جب آپنے بتقریب عقد نکاح اولاد خود ریاست سے رخصت وطن چاہی تو نواب صاحب ممدوح نے خاص تزک و احتشام دستۂ فوج و نقیب و چوبداران کے ساتھ مرخص فرمایا اور تمام مصارف سفر و شادی کی کفالت کی چنانچہ آپنے وطن پہونچکر بیرون شہر خیمے نصب کیے اور تمام شہر کو ایک ہفتہ اپنا مہمان رکھکر الوان اطعمہ لذیذہ سے عام ضیافت و دعوت دی۔ فیاضی و سیرچشمی و مروت و قبیلہ پروری کے اوصاف سے موصوف تھے ہر خویش و بیگانہ کو احسان و کرم سے مرہون رکھنا آپ کا مشہور شعار تھا۔ ٹونک سے دوبارہ سفر حج بقصد ہجرت حرمین شریفین فرمایا اور وطن تشریف لائے نواب محمد سعید خان بہادر والی ریاست

مقام ریاست

مجمع فضلا

اوصاف حمیدہ و احسان

رام پور جو بزمانہ قیام سہسوان آپ سے رابطہ خلوص رکھتے تھے متمنی قدوم زیارت ہوئے اور باصرار بلاکر رام پور مین چندروز مہمان رکھا اور قیام کی استدعا کی آپنے ارادہ ہجرت ظاہر کیا اور رخصت ہوکر مکہ معظمہ پہونچ گئے چند ماہ قیام کے بعد وہین وفات پائی یہ واقعہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری کا ہے نواب صاحب رام پور نے آپ کے صلبزادون کا مولوی حکیم محمد یعقوب مرحوم اور مولوی سید محمد میر مرحوم کو وظیفہ طالب علمی ستر روپیہ ماہواد باظہار خلوص عقیدت دیا جو نواب یوسف علی خان کے عہد تک قائم رہا۔ تاریخ وفات سامی عزیزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ نے آیہ یعظم لہ اجرا سے مستخرج کی جزاہ اللہ خیرا ۱۲۶۰ھ

(۱۲) مولنا محمد حسن بن مولوی محمد اشرف علی رحمہما اللہ تعالی

آپ عالم اکمل و فاضل اجل تھے طلب علم کے لیے سفر کیا اور علوم عقلیہ ونقلیہ بسعی تمام حاصل کیے دینیات مین آپ کو خاص تبحر تھا شہر اکبرآباد معروف بہ آگرہ مین قیام فرمایا اور درس وتدریس و وعظ کا مشغلہ رکھا۔ زہد وورع و اتقا سے مزین تھے اور لوگون کو اتباع قرآن وحدیث و ترک بدعات کی جانب ہدایت فرماتے تھے ایک گروہ کثیر اہل حق کا آپ سے خلوص عقیدت رکھتا تھا۔ افسوس کہ راقم آثم کو آپ کے سلسلہ تلمذ و تصنیفات کے متعلق کچھ حال معلوم نہو سکا وفات شریف کو تقریباً ساٹھ سال منقضی ہوئے۔ آپ کے پدر بزرگوار مولوی اشرف علی صاحب سادھوڑا ملک پنجاب سے ابتدائے حکومت رنجیت سنگھ و مظالم قوم سکھ مین سہسوان تشریف لائے فضائل علمی وعملی وشرافت خاندانی سے موصوف تھے چونکہ اس تاریک زمانہ مین پنجاب کے مسلمانون کا مذہب وجان ومال خطرہ مین تھا آپ نے اپنی تمام جاگیر و مکانات کو خیرباد کہکر معہ متعلقین وخدمتگزاران خاص وہان سے ہجرت فرمائی۔ بڑے موحد و دیندار

تھے عوام کو شرک و رسومات مبتدعہ سے زجر و منع فرماتے تھے۔ آپ کے محاسن و مکارم معاینہ کرکے سادات نے آپ کا خیر مقدم کیا اُن سے قرابتین پیدا ہوئین آپ کی نسل اباد و سادات تعداد کثیر ہے۔

(۱۳) مولانا مفتی سید ظہور احمدؒ بن مولانا مفتی سید نور احمدؒ رحمہما اللہ

ولادت مبارک تخمیناً ۱۲۲۸ھ ہجری مین ہے کتب درسیہ عقلیہ و نقلیہ اپنے والد علامہ رح سے اور بعض کتب فقہائیہ ادب و فن حکمت و ریاضی حضرت تاج الاولیا قدس سرہٗ سے استفادہ کرکے فراغ حاصل کیا متانت طبع و اصابت رائے مین ممتاز تھے ایک مدت منصب افتا کی خدمت بحکم پدر بزرگوار ادا کی اور درس و تدریس علوم کا سلسلہ جاری رکھا اپنے برادر اوسط مولنا سید ضیاء احمد رح کی تعلیم پر خاص توجہ فرمائی اور ایک کتاب مبسوط فن بلاغت و منطق مین باندازِ مفتاح سکّاکی عربی مین تصنیف کی جو ہنوز مسودہ ہے۔ شہر مراد آباد مین بعہدۂ تحصیلداری مامور ہوئے اور کمال دیانت وسطوت و معدلت کے ساتھ فرائض انجام دیے دونون بھائی علاوہ کمال علم و فضل و ریاست و اعزاز خاندانی حسن و جمال صورت مین بھی یکتا تھے دونون حضرات نے بسن شباب عہد حیات والد مین رحلت فرمائی جیسا کہ سابقاً بذیل ترجمہ حضرت مفتی سید نور احمد صاحب رح ذکر ہوا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی مفتی سید مقبول احمد رح نے کنار جد بزرگوار مین تربیت پائی اور وارث عہدۂ افتا و ریاست ہوئے اب ان کی اولاد ساکن مراد اباد ہے وفات صاحب ترجمہ آخر ۱۲۶۳ھ ہجری مین واقع ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ آپ حضرت ہنر برہنۂ ولایت کے پوتے تھے۔

(۱۴) مولنا حافظ سید ولاد احمدؒ خلف اکبر قدوۃ العارفین خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہٗ آپ ہنر برہنۂ ولایت کے پوتے اور اپنے بھائیون مین جو ارکان اربعہ کمالات

صوری و معنوی تھے سن و سال مین بڑے تھے ہر ایک کا ذکر خیر بالترتیب بلا فصل
نذر خامہ ہوگا۔ آپ کا سن ولادت تقریباً سنہ ۱۲۲۸ ہجری ہے۔ بحکم حضرت والد ماجد خود
بمعیت اپنے منجھلے بھائی یعنی مولٰنا والدی سید سراج احمد رح طلب علم کے لیے مراد آباد
گئے اور پھر وہان سے رام پور پہونچے اکثر کتب درسیہ ادب و منطق و فقہ و اصول وغیرہ
علّامہ مفتی شرف الدین صاحب رح رامپوری کے حلقہ درس مین تدّبر و تحقیق کے
ساتھ پڑہین بعدہ لکھنؤ جاکر ابو البرکات مولٰنا تراب[۹] علی لکھنوی و علّامہ ادیب
مولوی محمد اسمٰعیل[۱] لندنی مرادابادی سے تکمیل درس فرمائی۔ ذہن درّاک و طبع غواص
رکھتے تھے ہر فن کے اصول و فروع پر بہت جلد حاوی ہوگئے۔ خوشنویسی و انشا پردازی
عربی و فارسی مین ید طولیٰ حاصل تھا تحقیق لغات و مصطلحات و دقائق علوم مین
بے نظیر سمجھے جاتے تھے عربی و فارسی کے اہل ادب آپ کو بدیع الزمان و ابو الفضل
کا ہمپایہ تسلیم کرتے تھے بزمانہ سلطنت اودھ و لکھنؤ بقدر دانی وزیر الممالک آپ
عہدہ تحصیلداری سلطان پور پر مامور فرمائے گئے بعد چندے عدالت دیوانی و منصفی کے
حاکم اعلےٰ ہوئے مشہور ہے کہ آپ کا فیصلہ بغایت قابلانہ اور تجویز نہایت پر زور
ہوتی تھی حکام بالادست شان عبارت و محاسن لفظی و معنوی دیکھ کر متعجب ہوتے تھے
اور اپیل مین کوئی اس کی تردید نکر سکتا تھا آخر نظام سلطنت مین آثار ابتری ملاحظہ
کرتے ہوئے قطع تعلق ملازمت فرمایا اور باوجود اصرار ارکین حکومت وطن مالوف کا
راستہ لیا اور کنج عزلت و عبادت مین ہمیشہ متوکلانہ بسر فرمائی۔ اسی دوران مین آپنے
حسب ارشاد حضرت والدۂ ماجدہ خود سات ماہ کے اندر تمام قران مجید حفظ کرکے محراب
تراویح سنائی یہ قوت حافظہ ابتک ضرب المثل ہے آپ کی مطبوعہ و مقبولہ تصانیف

ولادت

تحصیل علم و اساتذہ

ملازمت لکھنؤ

حفظ کلام اللہ

---

[۱] وطن قدیم مراد آباد ساکن و متوسل لکھنؤ علوم معقولات و ادب مین علامہ عصر صاحب تصانیف کثیرہ تھے بعہد سلطنت نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ منجانب حکومت آپ لندن بھیجے گئے وہان ایک لیڈی سے نکاح کیا۔ تصانیف سے شرح مقامات حریری و حاشیہ میبذی وغیرہ مشہور ہین سنہ وفات سنہ ۱۲۵۳ھ[illegible]
[۹] آپ کے اجداد علماے دہلی سے شیخ زبیری تھے آپ نے محلہ امین آباد لکھنؤ مین قیام کیا بعد غدر ہند سے آپ اعظم گڑھ چلے گئے اور

سے مفتاح اللغات ہے جو خلف اکبر یعنی حافظ سید ابن احمد رح کی ابتدائی تعلیم کے لیئے تالیف فرمائی تھی حجم پانچ جز مطبوعۂ آگرہ نصاب لغت عربی فارسی ہے۔ ابتدا آرا الصرف علم صرف عربی بزبان اُردو بغرض تعلیم برادر خرد بطریق صرف میر قیام لکھنؤ مین تصنیف فرمائی ضخامت ۲ جز مطبوعۂ لکھنؤ ہے۔ شمس الضحی عربی لکھنؤ مین مترجم طبع ہوئی ہے۔ شرح حسن و عشق نعمتخان عالی مطبوعہ لکھنؤ و کانپور اصل کتاب کے حاشیہ پر ابتک اِس شرح کے حوالے درج ہوتے ہین مصنف کے شعر ابتدائی کے مصرعہ ع حدیث عشق شد زیب بیانم۔ کی شرح مین فرماتے ہین کہ بجاے لفظ زیب حسن زیادہ مناسب ہے تاکہ صنعت براعۃ الاستہلال پیدا ہو اِس اصلاح نے شعر کا حُسن بڑھا دیا۔ سراج التحقیق عربی مین ضابطہ تہذیب منطق کی مبسوط شرح ہے ابتک اِس پایہ کی کوئی شرح نہین دیکھی گئی یہ ہنوز غیر مطبوع ہے دیباچہ مین لکھا ہے کہ اپنے بھائی مولوی سید سراج احمد رح کی فرمایش سے تصنیف کی گئی ضابطہ تہذیب کے جواب مین بھی شرائط اشکال اربعہ کو خود اعبارت موجز و بلیغ تحریر فرمایا ہے اِسکے سوا بعض کتب درسیہ ادب و منطق و فلسفہ پر شروح و حواشی قلمی بخط حضرت مصنف و بعض تصانیف مولنا محمد اسمٰعیل مرادآبادی آپ کی مکتوبہ موجود ہین خطوط مروجہ نسخ و نستعلیق و شفیعہ مین یکسان دستگاہ تھی آخر وطن مین اپنے منجھلے بھائی کے صدمۂ وفات سے مضمحل و غمزدہ ہوکر بعمر پنجاہ سال اوائل سنہ ۱۲۸۱ھ مین رحلت فرمائی مزار شریف حظیرہ مین ہم پہلوے مرقد والد بزرگوار ہے رحمۃ اللہ علیہ و علی من لدیہ۔ آپ نے تین پسر عقب مین چھوڑے سال وفات قطعۂ تاریخ مندرجۂ ذیل سے ہویدا ہے ؎

سید اولاد احمد اعلم عصر	کرد آہنگ سیر باغ بہشت	کلک معجز بیان تاریخش	داخل باب خلد باد نوشت

(۱۵) رئیس المتکلمین حضرت مولنا و والدنا سید سراج احمد بن خواجہ حضرت سید آل احمد شاہ انار اللہ برہانہ

ولادت باکرامت تقریباً سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین ہے آپ مولنا سید اولاد احمد مغفور سے

تصانیف

وفات

قریب تین سال عمر مین چھوٹے تھے۔ عہد طفلی و سن شعور مین بمشاغل درس و تعلیم و قیام بلاد و سفر و ملازمت و کسب معاش مین اکثر دونون بھائی ہمصحبت و رفیق رہے تفصیل مشایخ و اساتذہ علوم آپ کے بھائی کے حال مین مذکور ہوئی مزید علیہ یہ کہ بعد فراغ علوم درسیہ آپ نے دہلی کا سفر کیا اور مولٰنا شاہ محمد اسحٰق تلمیذ و نبیرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سند صحاح ستہ قراءتاً و سماعاً حاصل کی سُنن ترمذی مکرر حضرت مولٰنا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی شاگرد مولٰنا شاہ عبدالعزیز رح کو سُنا کر سند لی آپ سے رابطۂ خلّت و مودّت بھی مستحکم تھا چنانچہ شاہ صاحب گنج مرادآباد سے آپ کی ملاقات کے لیے بارہا کاکوری تشریف لے گئے الحاصل بعد تکمیل درس آپ وطن ہوکر بڑے بھائی صاحب کی خدمت مین پھر لکھنؤ واپس ہوئے علما و فضلائے عصر سے صحبتین رہین اور علمی مذاکرات مین آپ کے پہونچنے سے جان پڑ گئی جس طرح مولٰنا سید اولاد احمد صاحب رح ہر فن مین رزانت رائے و متانت طبع و زور تحریر و راجحو بہ نگاری مین ضرب المثل تھے اسی طرح آپ سرعت ادراک و ذکاوت طبع و جودت استدلال و جسارت و خوش بیانی مین بے مثل تھے رسائی ذہن کا یہ عالم تھا کہ بجالت درس اُستاد نے سبق کا مطلب ابھی پورا نہین بیان کیا کہ آپ نے تقریر کو آخر تک سمجھ لیا اور اُس پر دو ایک شبہے بھی وارد کر دیے استاد نے جواب کی تمہید شروع کی اور آپ نے جواب الجواب سُنا دیا آپ کے سرعت فہم و فطانت طبع کی مشہور روایت ہے کہ بزمانۂ تعلیم ابتدائی کسی صاحب نے آپ سے کوئی صیغۂ صرفی امتحاناً پوچھا اسکا جواب باصواب دے دیا پھر حضرت سائل نے دریافت کیا کہ یہ کس باب سے ہے اسکے جواب مین کچھ تامل ہوا اسی موقع سے قریب مگر آپ کی نظر سے غائب بڑے بھائی آپ کے اُستاد کے پانون آہستہ آہستہ داب رہے تھے لیکن کان اس طرف لگے تھے جب آپ کو متامل پایا تو بکنایۂ لطیفہ اُستاد کے

پانون پر زور سے ہاتھ مارے جسکی آواز بلند ہوکر آپ کے کان تک پہونچی اور
ذہن رسا جواب سائل مین کامیاب ہوگیا فرمایا کہ باب ضَرَبَ یَضرِبُ سے ہے حضرت
استاد خاموش پڑے ہوئے یہ تمام واقعہ سُن رہے تھے یہ عجیب فطانت دیکھکر
ضبط نہوا اور دفعۃً اُٹھکر بیٹھ گئے اور دونون نوعمرون کی ذکاوت وجودت ذہن کی دیر تک
تحسین وآفرین کی یہ اور اس قسم کے اکثر واقعات آپ کی قوت ادراک وسرعت فہم کے
متعلق وطن وغیرہ مین زبان زد خاص وعام ہین۔ مباحث علمیہ ودرس ومذاکرات
مین عجیب وغریب موشگافیان فرماتے اور زور کلام وقوت استدلال سے مخاطب
کو مبہوت کردیتے تھے جرات وحق گوئی وقوت گویائی سے لوگ مرعوب رہتے تھے
گما سیجئے لکھنؤ مین بزمانہ سلطنت شاہان اودھ کلکٹر میر محمد حسین خان
بہادر ناظم ضلع سیتاپور اور انکے چھوٹے بھائی میر فدا حسین خان بہادر کپتان فوج
تھے یہ دونون بھائی معزز سادات فاضلی متوطن سہسوان دلیر وشجاع وبامروت
وسخی وبرادر نواز صاحب اقتدار وجاہ وحشم تھے اور ان کے توسل سے گروہ کثیر
اعزہ واہل وطن کا لکھنؤ مین برسر ملازمت وتعلق معاش تھا حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ
اور جناب کپتان صاحب موصوف کا یوم ولادت ایک ہی تھا اس وجہ سے دونون
حضرات بدو عمر سے سوائے قرابت خاندانی رابطہ محبت ویکجہتی بھی رکھتے تھے اور
کلکٹر صاحب ممدوح آپ کے اظہار کمالات وآوازۂ ناموری پر بجوش حب الوطنی
بغایت شادمانی فخر وناز فرماتے تھے اور بعض معزز خدمات حکومت کے لیے آپ سے
استدعا کی لیکن آپ نے باستغناے نفس دولت کمال پر قناعت فرمائی اور
مشاغل علمیہ تدریس وتصنیف وبحث وصحبت ارباب علم مین وقت عزیز صرف
فرمایا علماے عصر سے مباحثات تحریری وتقریری کیے اور فن کلام وقوت مناظرہ
مین آپ کی مہارت وسبقت کا غلغلہ بلند ہوا مجالس اعیان ورؤسا ے دربار مین

بھی اکثر بتقریب مناظرہ مکالمۂ اہل علم آپ شریک ہوکر تیغ زبان کے جوہر دکھاتے تھے - ایک مرتبہ آپ وزیرالسلطنت اودھ کے دربار مین موجود تھے اور امرا ارکان حکومت کے سوا علما و مجتہدین شیعہ پایہ بپایہ اپنے مقامات پر موودب اور صدر جلسہ مین ایک مجتہد العصر بلباس فاخرہ متمکن تھے اُن کے رعب وادب نے سبکو ساکت و سرافگندہ بنا دیا تھا مجتہد العصر نے نزاع سُنی و شیعہ کے متعلق کچھ تقریر کی اور آخر مین بزور طبع یہ فیصلہ سُنایا کہ اصحاب ثلثہؓ کے نسبت شیعہ جو کچھ مطاعن و الزام بیان کرتے ہین کُلیتہً اُنکا انکار خلاف عقل سلیم ہے کوئی عمارت بے بنیاد بلند نہین ہوتی وہ مشہور واقعات اگر سب سچ نہین ہین نہون مگر کوئی بھی صحیح نہو یہ غیر ممکن ہے بقول شاعر ع - تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ؁ اِس تقریر پر خود وزیر سلطنت اور دیگر امرا و حضار دربار نے مرحبا و احسنت کا نعرہ بلند کیا اور علماے شیعہ نے خوب خوب وادوی کما ھُو واہم - یہ رنگ دیکھکر آپ سے نرہا گیا اور بے تامل مجتہد صاحب سے بلند آواز سے خطاب کیا کہ بجاے پیر و مرشد ع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ؁ مشرکین نے خداے تعالے کے لیے جو ہزارون شریک و سہیم تجویز کیے اُن سبکا انکار کہان تک ہوسکتا ہے کچھ اصل تو ضرور ہے ع - تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ؁ یہود و نصارا نے اُس واحد لاشریک کے ابنا و بنات ثابت کئے ع قیل اِن اللہ ذو ولد - یہ نہین تو بھانجے بھتیجے ضرور ہونگے ع - تا نباشد چیزکے الخ جناب سرور کائنات صلعم کو ساحر و کاہن کہا گیا ع - قیل ان الرسول قد کہنا - اگر اسقدر نہین تو شعبدہ باز نظر بند تو ضرور ہونگے ع - تا نباشد الخ خوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو بیدین و کافر کہا یہ نہین تو ضعیف الایمان و عاصی ضرور ماننا پڑے گا کیونکہ ع - تا نباشد الخ اس تقریر سے تمام علماے شیعہ کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور مجتہد صاحب تو حواس باختہ ہوگئے جلسہ پر سناٹا چھا گیا اور کچھ دیر کے لیے خاموشی ہوگئی آخر وزیر سلطنت علی نقی خان بہادر نے آپ سے

خطاب کیا کہ مولنا آپ کی فصیح و بلیغ تقریر اور زور کلام کی جو تعریف سُنی تھی وہ درحقیقت صحیح ہے اور جس موضوع پر آپ نے اِس وقت استدلال فرمایا وہ ایسا ہی ہے مخالف اِسکا جواب ہرگز نہین دے سکتا۔ وزیر کے دل پر آپ کی بیباکانہ حق گوئی کا بہت کچھ اثر ہوا چنانچہ ایک بار محل خاص سُلطانی نے کسی واقعۂ ناگوار پر برہم ہوکر شہر کے ایک محلہ کے تمام مکانات منہدم و مسمار کرنے کا حکم دیا بادشاہ بیگم کے حکم سے کسی کو مجال سرتابی نہ تھی رعیت سخت پریشان ہوئی اور کلکٹر صاحب ممدوح و کپتان صاحب بھی اسی محلہ مین ساکن تھے اور اِن کی عالیشان عمارتین وہین واقع تھین ملکہ جہان کے مزاج مین سواے وزیر سلطنت علی نقی بہادر کے کسی کو دخل نہ تھا آپ نے اِس ہنگامہ رستخیز پر وزیر موصوف سے رعایا کی سفارش کی اور خود ملکہ جہان کی خدمت مین جاکر بطلاقت لسانی قہر خداوندی و بازپرس روزجزا کا خوف دلایا اور بے توسط کسی کے اِس مہم کو بندگان خدا کے سر سے دفع کیا۔ جب مولنا فضل حق خیرآبادیؒ لکھنؤ تشریف لائے شہر مین عام شہرت ہوئی اور اراکین ورؤسا نے خیر مقدم کیا علامہ موصوف کو کلکٹر صاحب سے بوجہ تعلق نظامت سیتاپور و خیرآباد رابطہ محبت تھا کلکٹر صاحب مرحوم نے ایک مجمع کثیر علما و اُمرا کے ساتھ اُن کی دعوت و مہمانی کا اہتمام فرمایا اور آپ سے بھی شرکت دعوت کی خواہش کی اور ہنسکر فرمایا کہ آج آپ کی جرأت و طلاقت لسان کا امتحان ہے کیونکہ بڑے نامور سے مقابلہ ہے چنانچہ شب کو کھانے سے قبل معززمیزبان نے دونون حضرات مین تعارف کرایا اور ایک سے دوسرے کی بغایت تعریف کی جب بعد فراغ طعام ادھر اُدھر کی باتین شروع ہوئین اور علوم مروجہ کے متعلق بھی کچھ گفتگو ہوئی تو آپ نے علامہ خیرآبادی سے بے تکلفانہ سوال کیا کہ "حضرت علم منطق کی غرض وغایت ارشاد فرمایئے" جواب دیا کہ اسکو ادنیٰ طلبہ بھی جانتے ہین آپ نے فرمایا کہ اِسمین مجھکو شبہہ ہے فاضل موصوف نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے ذہن فکر

رعیت کی ہمدردی

ملاقات علامہ فضل حق خیرآبادی و لطیفہ علم

واستدلال مین غلطی نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ طرفہ تماشا ہے کہ متقدمین و متاخرین مین کوئی شخص اس غرض کو حاصل نہ کر سکا قدما مین اشراقین و مشائین کے اختلافات اور ہر فریق کے فلسفیانہ استدلال ایک دوسرے کی تردید کرتے ہین متاخرین نے قدما کی غلطیان ثابت کیکے نئے دعاوی قائم کیے اور بزور دلائل انکو حق بتایا اور ان پر بھی باہم اتفاق نہوا شیخین و امام رازی و طوسی و شیخ الاشراق کے مشاجرات اور اختلاف مسالک عجب حیرت انگیز معما ہے خود علم منطق کی کتابون پر نظر کیجیے تو ماتن اپنے پیشروون کے اقوال رد کرتا ہے اور شارح اس کے جوابات دیتا ہے اور محشی ماتن کی تائید کرتا ہے ۔ وَھَلُمَّ جَرًّا اور یہ سب منطقی فن میزان مین اپنی امامت تسلیم کرا چکے ہین یہ کیا قیامت ہے ؟ مولٰنا نے جواب مین کچھ معقولیانہ توجہ فرمائی مگر آپ نے جواب الجواب مین اپنے مدعا کو اور بھی روشن فرما دیا اور سلسلہ گفتگو ختم ہو گیا اس کے بعد مولٰنا سے اکثر دوستانہ ملاقاتین ہوئین اور مذاکرات علمی بھی رہے مولٰنا نے کاکٹر صاحب بہادر سے آپ کی وسعت نظر و استحضار علم و قوت بیان کی چند مرتبہ کما حقہٗ تعریف کی۔ آپ کے اور مولٰنا کے مسلک مین یہ اختلاف تھا کہ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید رح اور مولٰنا فضل حق صاحب سے چند مسائل اعتقادی امکان نظیر وغیرہ مین تحریری بحثین ہوئین اور ایک مدت تک باہم چھیڑ چھاڑ عالمانہ رہی مولٰنا نے دلائل منطقیانہ و فلسفیانہ بہت صرف کیئے مولٰنا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رح نے رسالہ یکروزیہ مین انکار و ابطال کیا فریقین مین کسی نے اپنے مخالف کی تکفیر و تفسیق نہین کی بعد شہادت شاہ صاحب رح ٹونک مین مولٰنا سید حیدر علی رامپوری اور مولٰنا خیرابادی کے باہم پھر ان مسائل پر مباحثے ہوئے اور طرفین سے تصنیف رسائل کی نوبت آئی سید صاحب رح شاہ صاحب کے ہم عقیدہ تھے اور مولٰنا شاہ محمد عبد العزیز محدث دہلوی رح کے شاگرد رشید ان کے بعد ایک گروہ پیدا ہوا جسنے عوام مین غلط فہمیان پھیلا کر بزرگان دین موحدین

[illegible] ۱۲۴۶ھ

ومحدثین کے بغض وعداوت کو اپنا فرض مذہبی سمجھا اور مولنا شہید وشاہ محمد اسحٰق محدث ومجدد عصر مولنا شاہ محمد ولی اللہ رحمہم اللہ کی شان مین کلمات ناسزا کہنا اور عوام کو اُن کی جانب سے بدظن کرنا شعار ٹھہرایا۔ الغرض آپ تبع کتاب وسنت و ماحی شرک وبدعت تھے طریقہ محدثین واخلاف مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کی حمایت ونصرت اور ابطال اقوال مبتدعین ومضلین کو فرض جانتے تھے۔ مولنا خیرآبادی نے ایک جلسہ مین فرمایا کہ مولنا محمد اسمٰعیل صاحب جس چیز کو حلال کہین اسکو مین حرام اور جسکو وہ حرام کہین اسکو مین حلال ثابت کرسکتا ہون آپ اِس موقع پر تشریف فرما تھے فرمایا کہ مولنا محمد اسمٰعیل صاحب نے ماں بہن بیٹی کو حرام اور زوجہ کو حلال فرمایا ہے آپ ایسے موقع پر کیا کیجیے گا ارباب جدل وکلام واہل بدع کی جوابدہی مین آپ کو خاص ملکہ تھا میدان بحث ومناظرہ مین ہمیشہ بحکم اَلْحَقُّ یَعْلُو وَلَایُعْلٰی غالب ومنصور رہے اور تمامتر سعی اشاعت حق واعلاے کلمۃ اللہ مین تھی مولوی محمد فضل رسول صاحب بدایونی نے حضرت مولنا محمد اسمٰعیل شہید رح کی کتاب تقویت الایمان کا رد لکھکر بنام احقاق الحق شایع کیا جب وہ لکھنؤ مین آپ کی نظر سے گزرا تو بفرمایش بعض اہل حق آپ نے اسکا محققانہ ومنصفانہ جواب باصواب ایک جلسہ مین تصنیف فرماکر بیت السلطنت لکھنؤ مین طبع کرادیا تصانیف علماے سہسوان سے پہلی کتاب یہی ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور اپنے باب مین لاجواب سمجھی گئی اسکا نام سراج الایمان ہے۔ مولنا مفتی محمد سعد اللہ رامپوری سے آپ کا رابطۂ مجالست ومودت تھا جب بعض ارکین حکومت اودھ اور کاکا ٹر میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی نے آپ کو تعلق ملازمت سلطنت پر مجبور کیا تو مفتی صاحب رح بھی مصر ہوئے۔ یہان تک کہ عہدۂ تحصیلداری قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ پر مامور کیے گئے اور پانچ چھہ سال فرائض خدمت بحسن قابلیت ونا موری کے ساتھ انجام دیے اس نواح مین ابتک آپ کے علم و

اسکات خصم

تحصیلداری [illegible]

Marfat.com

وفضل و ذہن و ذکا کے حیرت خیز قصے مشہور ہین فریقین مقدمہ کا اظہار ختم نہین ہوا اور طبع رسانی اصل واقعات کا پتا لگا لیا وکلا قانونی و واقعاتی گتھیان سلجھانے کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے اور حکام بالادست نظام سیاسی و ملکی و تدابیر حکومت مین آپ سے مشورہ کرتے اور آپ کی اصابت رائے و حکمت عملی کی تحسین بلیغ کرتے تھے اور یہ اعتراف قابلیت یہین تک محدود نہ تھا بلکہ جب مابین سلطنت اودھ و گورنمنٹ انگریز تجدید عہد نامہ ہوئی اور حدود ملک والحاق بعض مقامات مین صورت نزاع درپیش ہوئی تو بایمائے وزیر سلطنت آپ کو نیابت وکیل سلطنت اودھ کا منصب دیا گیا اور یہ عہدہ آپ کے لیے نیا قائم ہوا آپ نے اقل مدت مین تمام سیاسی پیچیدگیان اور نزاعی صورتین رفع فرما کر طرفین کو مطمئن کیا ارکین حکومت اودھ کی پریشانی زائل ہوئی اور کچھ حصہ ملک بھی مثل نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آیا اس حسن کارگزاری کے صلہ مین آپ خلعت و پالکی سے ممتاز کیے گئے اور ترقی منصب کا مسئلہ درپیش ہوا آپ نے بزمانہ تحصیلداری مظالم حکام و سوء انتظام حکومت و خوف نتائج بد سے متواتر وزیر سلطنت و دیگر معتمدین کو مطلع فرمایا تھا اور انتظام جدید و اصلاح ملک کی طرف توجہ دلائی تھی مگر اسکا نتیجہ کچھ نہوا ارکان حکومت کی عیش پسندی و غفلت اور حکام کی خود غرضی و رشوت ستانی و بیدادگری حد سے متجاوز تھی یہ ابتری ملاحظہ فرما کر آپ ۱۲۶۷ ہجری مین ملازمت کی ذمہ داریون سے سبکدوش ہو گئے مفتی محمد عباس صاحب رئیس کاکوری جو آپکا نہایت احترام فرماتے تھے اور اپنا دیوانخانہ و مکان آپ کے لیے دو تین سال کو وقف کر دیا تھا قیام کاکوری پر اصرار کیا اور دیگر اعیان قصبہ بھی دامنگیر ہوئے آپ نے زمانہ کی حالت اور اپنی مصالح پر نظر فرما کر مع متعلقین وہان اقامت فرمائی اسکے بعد ہی مصائب غدر کا آغاز ہوا اور تمام ہندمین آتش فساد مشتعل ہوئی جب بحکم الٰہی فتنہ عظیم فرو ہو کر امن عام کا حکم ہوا تو ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۸۵۸ع مین آپ وطن تشریف لائے

ترک ملازمت

اقامت وطن

اتفاقاً ایک انگریز جس نے منجانب سرکار انگلشیہ اودھ مین خدمت انجام دی تھی آپ سے خوب واقف اور جوہر عقل و فہم و قوت بیان و ذکاوت خوب دیکھ چکا تھا یہان عہدہ ججی پر مامور تھا اُس نے آپ کو وکالت کی ترغیب معہ سند وکالت دی تقریباً دو سال یہ مشغلہ قائم رہا وکلاے عصر کو آپ کے خلاف مقدمہ لینا بڑی دشواری کا سامنا تھا دفعات قانون کے وہی معنی عدالتین تسلیم کرتی تھین جس پر آپ زور دیتے تھے واضعان قوانین کا منشا اور وضع قانون کے موجبات آپ کی تقریر سے ذہن نشین ہوجاتے تھے اس لیے حکام کا فیصلہ آپ کی رائے کے خلاف کمتر صادر ہوتا تھا بااین ہمہ کبھی کوئی مقدمہ خلاف حق نہین لیا اور دروغ و ملمع سازی سے برکنار رہے آخر اس شغل کو ترک فرماکر خانہ نشینی و عزلت گزینی اختیار فرمائی اپنے اور اہل و عیال کے لیے بغرض حصول رزق حلال کچھ تجارتی کاروبار اور جائداد موروثی آبائی کو کافی خیال فرمایا اور شب و روز عبادت

اشتغال

و ذکر و وعظ و ارشاد عباد و درس قرآن و حدیث مین بسر فرماتے اور بعض اوقات صحبت حضرت تاج الاولیا قطب عصر مولنا سید تاج الدین حسن قدس سرہ مین مستفید فیوض روحانی رہتے۔ آپ کی تصانیف کا ایک بیش بہا ذخیرہ فتنہ غدر و حوادث سفر مین تلف ہوگیا اسکا اکثر حصہ رد شرک و بدعت و حمایت توحید و سنت مین تھا متفرق مسودات

تصانیف

کے ناقص اجزا ہنوز موجود ہین ایک کتاب علم سیاست و نظم مملکت مین دستبرد انقلاب سے محفوظ ہے اس مین ہر عنوان آیات قرآنی و احادیث نبوی سے مرتب کیا گیا ہے اور مواد تاریخی و دلائل عقلی سے اسکی توضیح فرمائی ہے آپ کا کتب خانہ مختلف علوم کی کتابون سے مشحون تھا کتب حدیث و کلام و سیر و رجال کی تعداد زیادہ تھی چونکہ حضرت مولنا حاجی سید محمد عبد الباری صاحب علیہ الرحمہ جو آپ کے خلف الصدق اکبر اور فقیر راقم کے حقیقی برادر بزرگ تھے بطلب و تحصیل علم وطن سے باہر رہے اور بعد فراغ درس بوجہ تعلقات ملازمت و معاش بلاد دور و دراز مین اقامت گزین

ہوئے اور حقیر بغرض طلب علم آن حضرت کی خدمت مین رہا اس لیے بڑا حصہ کتب خانہ کا برباد ہو گیا عمدہ عمدہ کتابین خاک کا ڈھیر ہو گئین۔ آپ کے اخلاقی خصائص مین حسن خلق و مروت وکرم و ہمدردی وحاجت روائی قابل ذکر اوصاف ہین حضرت ممدوح نے بتاریخ ۱۹۔ شوال ۱۲۷۹ھ بعمر ۷۴ سال دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون مزار مقدس حظیرہ مین ہم پہلوے مرقد پدر و جد علیہما الرحمہ ہے اس سانحہ کی تاریخ جناب مفتی محمد سعد اللہ رامپوری نے قطعہ ذیل مین نظم فرمائی ہے

مولوی سید سراج احمد	عالم دین و مرشد عالم
کرد رحلت ازین جہان صد حیف	رخت بربست سوے باغ ارم
ازپئے سال رحلت آشفتہ	خامشی سراج دین گفتم
	۱۲۷۹ھ

(۱۶) حضرت مولٰنا شاہ سید نیاز احمد شہید بن خواجہ سید آل احمد شاہ مودودی قدس سرہما

آپ کا سال تولد ۱۲۳۲ھ ہے آپ اپنے منجھلے بھائی صاحب موصوف الصدر سے تین سال عمر مین چھوٹے اور اپنی دو بہنوں اور ایک بھائی سے بڑے تھے آپ بدو عمر سے زیور صلاح وسعادت سے آراستہ اور حلیہ زہد وتقوے سے پیراستہ تھے اسی وجہ سے برادران محترم ومعظم آپ کا پاس ادب فرماتے اور آپ کی راے صائب کو ہر مشورہ مین قابل اتباع جانتے تھے۔ تحصیل علوم درسیہ لکھنؤ و دہلی مین فرمائی فن حدیث وفقہ سے خاص مناسبت تھی بعد تکمیل دہلی مین چند سال قیام فرمایا اور طلبہ علم کو درس دیا فنون سپہگری دمشق تیر اندازی وشمشیر زنی وشہسواری مین مہارت تامہ حاصل کر کے بعض بزرگان دین کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی اور شریک غزوہ ہوئے کفار ومشرکین سے جنگ کی۔ پھر وطن واپس ہو کر حضرت والد ماجد

قدس سرہ کے دست مبارک پر بطریق حضرات صوفیہؒ بیعت کرکے مشغول طاعت و ذکر و فکر و مجاہدۂ نفس و تزکیہ قلب ہوئے با این ہمہ شان امارت و ریاست و عز و وقار کے تھا متمکن و سادۂ عظمت و احترام رہے۔ اتقا و ورع میں پایۂ عالی تھا اور نفاست پسندی و سلیقہ شعاری و خودداری میں سرافراز و ممتاز تھے آخر بعد واقعۂ غدر کفار اشرار کے ہاتھ سے ۱۲۷۴ھ ہجری مطابق ۱۸۵۸ء میں بعمر ۴۹ سال وطن میں شربت شہادت نوش فرمایا دست مبارک میں تسبیح اور لب پر کلمہ شہادت تھا۔ تاریخ وفات قطعہ فارسی میں نظم کی گئی ہے ؎

شہادت یافت چون سبط پیمبر	نیاز احمد کہ بود از آل احمد
چو روح پاک او در جنت آسود	دخول خلد۔ تاریخش برآمد

مزار اقدس خطیب محلہ میں کنکر کا ہے۔ آپ کے خلف ؒ مولوی سید غفور احمد صاحب نہایت لائق فن ریاضی کے ماہر خوشنویس تھے ریاست بھوپال میں تحصیلدار بلقیس گنج رہے اور وہیں ۱۲۹۶ھ میں بعمر ۳۷ سال وفات پائی بامروت باوقار و سلیقہ شعار تھے رحمہ اللہ تعالےٰ۔

(۱۷) مولنا حکیم سید نذیر احمد شاہ خلف اصغر حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ رحمہما اللہ

ولادت شریف تقریباً ۱۲۴۳ھ ہجری کے آخر میں ہے آپ اپنے والدین رحمہ کے اصغر اولاد ہیں اور وقت وصال حضرت والد بزرگوار رحمہ بعمر پانزدہ سالہ تحصیل علوم درسیہ میں مشغول تھے اپنے برادران معظم سے لکھنؤ میں اور قابل مولوی شیخ احمد حسن مرادآبادی تلمیذ حکمت مآب مولنا فضل حق خیرآبادی و دیگر فضلائے عصر سے تعلیم پائی بنظر ؟ تشریف لے گئے اور مدت دراز قیام کیا کتب ادب و بلاغت مولوی محمد فیض الحسن

سہارنپوری و فلسفہ و منطق مولوی فضل حق خیرآبادی و مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی
سے استفادہ کر کے علوم دینیہ تفسیر و حدیث حد تکمیل کو پہونچائی بعدہ فن طب مشہور طبیب عصر
حکیم سید فیض علی تلمیذ رشید حکیم قدرت اللہ و حکیم عزت اللہ خان شاگردان حکیم محمد شریف خان
مرحوم سے حاصل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی۔ بحال فیض رسانی خلق اللہ مصروف علاج
و مداوا ہوئے اور درس و مطب کا سلسلہ بڑے پیمانہ پر جاری ہوا اور اس مین خاص شہرت
و نیکنامی حاصل ہوئی مطب و علاج مرضیٰ کو آپ نے ذریعۂ کسب معاش نہین بنایا غربا
و مساکین کو ہمیشہ اُمرا پر ترجیح دی بسر اوقات جاگیر و معافیات موروثی و آبائی پر تھی
اور اُسکا بڑا حصہ صرفۂ محتاجین و فقرا رہا۔ اسی دوران مین مطالعہ کتب معرفت و تصوف
کا شوق ہوا ملفوظات حضرت مہر بر بیشۂ ولایت اور بعض تصانیف حضرت والد ماجد اکثر
مطالعہ فرماتے اور عبادت و ریاضت و کثرت ذکر مین وقت زیادہ صرف فرمانے لگے
بعد چندے دفعۃً بحکم بشارت غیبی خیر الواصلین حضرت شاہ محمد رحیم اللہ خان سنبھلی
مرید و خلیفۂ حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ سہسوانی قدس سرہما کی خدمت مین پہونچے
اور بیعت طریقت باخذ خرقہ و تاج خلافت عمل مین آئی یہ ودیعت آبائی و میراث
اسلاف کرام شاہ صاحب رہ نے عطا فرما کر آپ کو رخصت کیا۔ بتائید ربانی مقامات
سلوک و عرفان و منازل کشف و ایقان طے فرما کر متوجہ ارشاد و ہدایت بندگان خدا
و مداواے امراض روحانی ہوئے۔ اتباع کتاب و سنت مین قدم راسخ اور حقائق و معارف
باطن مین پایہ عالی تھا۔ بدعات مروجہ صوفیہ سے احتراز و اجتناب واجب جانتے اور
معتقدین کو متابعت قرآن و حدیث کی تلقین فرماتے۔ کسی امیر و غریب کا نذرانہ
و شکرانہ قبول نفرماتے اور ہمیشہ دولتخانہ فیض کاشانہ پر رونق افروز رہتے سلسلۂ
بیعت و ارشادت قائم تھا معتقدین مقامات دور و دراز سے آکر مرید ہوتے اور
ہفتون آپ کے مہمان رہتے مگر خود بدولت کبھی مریدون مین دورہ نفرماتے الا ماشاء اللہ

تحصیل علم طب

بیعت

توکل و استغناء

اعزہ خاندان و ذوی القربی مین یتامی و بیوگان و بیچارگان کی سرپرستی بخلوص فرماتے اور سب کی خبرگیری فرض سمجھتے کبھی کسی کے پاس محض ملاقات یا مصاحبت کے لیے تشریف نہ لے جاتے روسا و حکام خود دولتکدہ پر گروہ گروہ حاضر ہوتے اور خواہش علاج روحانی و جسمانی کرتے آپ کی مجلس مین بجز ذکر خدا و رسول و علما و صلحا دنیوی اذکار نہوتے تھے آپ کے استغنا و توکل کی ادنی مثال یہ واقعہ ہے کہ امیر الملک والاجاہ نواب سید صدیق الحسن خان بہادر رح سے بزمانہ طالب علم دہلی مین آپ کا رابطۂ موانست مستحکم تھا اب بعد نوابی ریاست بھوپال حضرت کا ذکر خیر بتوسط ملک العلما مولنا حاجی سید محمد عبد الباری سہسوانی رح جو حضرت کے حقیقی برادرزادہ تھے نواب صاحب ممدوح کے گوش زد ہوا تو بفرط اشتیاق ملاقات و یادآوری اتحاد قدیم استدعاے تشریف آوری کی اور بطریق زاد سفر ایک ہزار روپیہ نقد ارسال خدمت کیا آپ نے قدم رنجہ گوارا نفرمایا اور بادعیہ و شکریہ روپیہ واپس فرمادیا چندے مکاتبت و مراسلت فیمابین رہی اور آپ نے اظہار مسرت و لطف فرمایا

تصنیفات

تصنیف و تالیف کے مشغلہ سے کبھی خالی نرہے روزانہ کچھ اوراق تصوف و اخلاق و حالات اولیا و سیر و مناقب مین تصنیف فرماتے متعدد کتابین مجلد ضخیم ہین طبع و اشاعت کی جانب توجہ نہین فرمائی - اردو فارسی عربی تینون زبانون مین بے تکلف فی البدیہہ عبارت تحریر فرماتے نظم کی طرف بھی میلان طبع تھا چنانچہ ایک مجلد قصائد فارسی حمد و نعت و منقبت اصحاب و اہلبیت اطہار و مدح بزرگان دین مین مرتب ہے - قصیدۂ علویہ کئی سو شعر کا تلمیحات و اقتباس آیات و احادیث فضائل مرتضوی و رموز و کنایات معرفت و تصوف سے بھرا ہوا اور صنائع لفظی و معنوی سے معمور ہے اس کی عجیب و غریب شرح جو متکفل حل نکات و غوامض و تفسیر آیات و احادیث طریقت ہے آپ کے صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالی نے آپ کی افادات و ارشادات سے تالیف کی ہے اور خود حضرت نے اسپر نظر ثانی فرمائی ہے اپنے باب مین بے مثل

وعدیم النظیر ہے۔ شرف السادات بزبان اُردو حالات فقرا و اولیائے سادات سہسوان و تراجم بعض دیگر اہل کمال شاہد وسعت معلومات و تبحر علم ہے محرر سطور کو اس مبارک مسودہ سے جابجا مدد ملی ہے ایک مجلد سیرت و حالات حضرت خواجہ خواجگان قطب الاقطاب زمان خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ میں بزبان اُردو موجود ہے اس کے سوا چند رسائل عربی و فارسی علم تصوف میں اور ایک مجلد مصطلحات حضرات صوفیہ میں ہے۔ آپ ہر سال ایک مرتبہ دعوت عام درویشان و فقرا بصرف کثیر فرماتے اس میں دور دور سے درویش سالک و مجذوب آکر مہمان ہوتے تھے۔ جب زمانۂ حیات آخر ہوا تو آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اذکار و اوراد خاندانی و ملفوظات خاص حضرات آبائے کرام رح و تصنیفات خود مع چند کتب تصوف و معرفت و خرقہ و سجادہ خلافت تفویض فرماکر وصایائے نافعہ تلقین فرمائیں اور بعارضہ استسقا بعمر ۶۶ سال ماہ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ ہجری میں بعد نماز مغرب کلمہ تشہد پڑھتے ہوئے رہگرائے عالم بقا ہوئے تغمدہ اللہ بغفرانہ۔ مادہ سال وفات آیۂ کریمہ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ سے عزیزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ ربہ نے مستخرج فرمایا جزاہ اللہ تعالےٰ خیراً ۱۳۰۹ھ

(۱۸) مولوی حکیم محمد بدر الدین فاروقی رحمہ اللہ تعالےٰ

آپ کے والد شیخ محمد صدر الدین عمری مقام تھانیسر ملک پنجاب سے سن شباب میں سہسوان آئے مولانا شرف علی رح نے آپ کی شرافت حسبی و نسبی کی وجہ سے آپکا عقد نکاح اپنی دختر سے منعقد فرمایا اُن کے بطن سے حکیم بدر الدین صاحب اوائل صدی سیزدہم میں متولد ہوئے اور مع برادر حقیقی خود یعنی مولوی حکیم نیاز احمد صاحب بطلب علم سفر کیا فضلائے مشہورین و علمائے شہر دہلی سے اکتساب علوم درسیہ

متداولہ کرکے ہر دو فاضل متبحر ہوئے اور فن طب کی طرف توجہ فرمائی حضرت مولنا شاہ رفیع الدین دہلوی رح سے قانون شیخ بالاستیعاب پڑھا اور بعد تکمیل و فراغ درس و مطب آپ بیت السلطنت لکھنؤ مین رونق افروز ہوئے رسالدار نواب فقیر محمد خان بہادر نے بکمال قدردانی آپ کو اپنا مشیر و ندیم خاص بنایا اور آپ کو اظہار کمال کا موقع دیا۔ اعیان رؤسا و امرا نے آپکی طرف معالجات مین رجوع کی دائرہ علاج و مطب وسیع ہوا اور شہرت و نیکنامی عام ہوئی آپ طبیب فاضل و حکیم کامل تھے قانون شیخ الرئیس پر حواشی و تعلیقات تحریر فرمائے طلبہ علم کو ایک مدت درس دیا توسط نواب صاحب موصوف محلات شاہی و شاہزادگان کا بھی علاج و مداوا کیا اور صلہ و جائزہ کثیر پایا۔ طرز معاشرت ابتدا سے رئیسانہ رہا۔ اسیر امرائے لکھنؤ کی صحبت اطعمہ لذیذ و پرتکلف کا شوق تھا دستار خوان پر احباب کا مجمع ہوتا تھا باورچیخانہ کے مصارف زیادہ تھے سیرچشمی و مروت و احسان و مہمان نوازی آپکے خاص اوصاف تھے جنکا ظہور اولاد امجاد مین بھی کامل طور پر تھا۔ چار صاحبزادے معدن علم و حکمت کے جواہر درخشان ہوئے ہر ایک کا تذکرہ بجائے خود درج ہوگا۔ چند بار مرض سرطان مین مبتلا ہوئے اور اپنے ہی علاج سے بفضلہ تعالےٰ شفا پائی آخر بمقام قصبہ سندیلہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین بمرض مذکور وفات پائی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۱۹) مولوی حکیم نیاز احمد بن شیخ صدر الدین فاروقی رحمہما اللہ تعالےٰ

آپ کی تعلیم و اکتساب علوم کی حالت ذکر ہو چکی ہے آپ بھی اپنے بھائی حکیم بدرالدین کے مثل حکیم حاذق و طبیب فاضل تھے شہر دہلی مین درس و مطب فرمایا مولنا سید نذیر حسین محدث دہلوی رح نے آپ سے شرح سلم ملاحسن و کلیات نفیسی وغیرہ پڑھی اور ایک جماعت طلبہ آپ سے فیضیاب ہوئی حالات محدث دہلوی رح مین آپ کا تذکرہ بھی فہرست اساتذہ مین مذکور ہے وفات کا صحیح سن دریافت نہو سکا آپ کے نامور خلف حکیم محمد نور الحسن رح تھے رحمہ اللہ تعالےٰ

(۲۰) مولوی حکیم سید محمد اسد علی بن میر وجہ اللہ فاضلی رحمہما اللہ

ولادت تیرھوین صدی ہجری کے ابتدا مین ہے جب سن شعور کو پہونچے تو کسب علم کا خیال آیا لکھنؤ کا سفر کیا وہان سے بنارس گئے مولنا غلام حسین بنارسی سے علوم عقلیہ و ریاضیہ استفادہ کئے اور پھر لکھنؤ مین مولوی قدرت علی صاحب لکھنوی و بعض فضلاے فرنگی محل سے تحصیل و تکمیل فنون درسیہ بکمال توجہ و محنت فرمائی مطالعہ کتب و مذاکرہ علم مین شب و روز منہمک و مشغول رہا کیے بعد فراغ درس علم طب کا شوق ہوا اور کئی سال نامور شاہی طبیب حکیم مسیح الدولہ لکھنوی کے پاس درس و مطب مین مصروف رہکر سند فضیلت حاصل کی اور انکے تلمیذ رشید شمار کیے گئے اور مولنا حکیم محمد انور علی وغیرہ نامور علما و اطبا سے مشاجرات و مناقشات رہے بعدہ وطن واپس ہوئے اور تا آخر کہین باہر نہین گئے یہان درس علوم متداولہ و مطب و علاج مرضی مین اوقات صرف فرمائی اور نہایت سادگی و بے تکلفی کے ساتھ بسر کی بے طمعی و تواضع و انکسار نفس و ہمدردی غربا مین ضرب المثل ہوئے ایک جماعت اہل علم آپکے تلمذ سے بہرہ یاب ہوئی آپ فضلاے متطببین و علماے متبحرین سے تھے تقریباً ۱۲۶۳؁ ہجری مین بعمر ۶۴ سال وطن مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالے آپکے حقیقی برادر زادہ مولوی سید ابن حسن صاحب بعمر ۹۵ سال موجود ہین اور ذہن سلیم و عقل مستقیم اتباع قرآن و حدیث مین ثابت قدم اور اعانت و نصرت اہل حق مین ہمیشہ سرگرم رہتے ہین اور مقدمات قانونی و عدالتی مین مہارت و دلچسپی تام ہے معاملہ فہمی و حلم و مستعدی و سادگی مین امتیاز خاص رکھتے ہین اور باین سن و سال قانونی موشگافیون سے دلبستگی ہے اور نزاعی معاملات مین مہما امکن حصہ لیتے ہین سلمہ اللہ تعالے و ابقاہ —

(۲۱) مولنا سید محمد عبد الحبیب بن سید ہدایت علی قاسمی رح

سال تولد ۱۲۱۳؁ ہجری ہے کتب درسیہ فارسی و صرف و نحو عربی اپنے نانا نعشی

سید فتح علی رح سے وطن مین تعلیم پاکر شہر مراد آباد بطلب علم گئے اور مولوی احمد حسن صاحب و مولنا قطب عالم صاحب مراد آبادی سے کتب درسیہ معقول و منقول و علم طب حاصل کیا اور دینیات کا زیادہ حصہ مولنا عالم علی محدث تلمیذ حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی سے استفادہ فرمایا پھر وطن آکر بخدمت قطب الاتقیا تاج الاولیا حضرت مولنا سید محمد تاج الدین حسن قدس سرہ سے علوم معارف و اخلاق و تصوف و نکات فنون غریبہ و دقائق زبان فارسی و مقامات حقیقت حاصل کیے اور استفادہ فیوض و برکات کماینبغی کیا۔ اور طریقہ نقشبندیہ و قادریہ مین آنحضرت سے بیعت کی اور خاندان چشتیہ مین سید المجاہدین مولنا سرفراز علی صاحب جونپوری رح کے مرید ہوئے بقدر دانی قاضی محمد شمس الاسلام عباسی بدایونی بمشغلہ درس و تدریس علوم بدایون مین چند سال قیام فرمایا اور اہل شہر سے جماعت کثیر نے آپ سے استفادہ کیا بعدہٗ ریاست وان پور ضلع بلندشہر مین علم دوست رؤسا نے آپکو اپنے یہان بلاکر رکھا اور ایک مدت تک آپ کی خدمتگذاری کی حتے کہ سفر حرمین شریفین مین آپ انکے ہمراہ تھے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ علاوہ جامعیت علوم غریبہ عقلیہ و نقلیہ فارسی دانی و انشا نگاری و حل معضلات و مصطلحات و فن تصوف مین دستگاہ خاص رکھتے تھے اور بغایت نیک نفس فرشتہ صورت بزرگ تھے بزمانہ آخر وطن مین آٹھ سال تک طالبہ علوم کو چشمۂ فیض سے سیراب فرمایا اور ایک مدت مرض فالج مین مبتلا رہکر بعمر ۷۰ سال ۱۳۱۲ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے۔ مزار منور متصل دروازہ جنوبی مسجد شاہ عطا محمد رح ہے آپ کے تین صاحبزادے ذی علم طبیب موجود ہین سلمہم اللہ تعالے عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ نے جو آپکے تلامیذ رشید مین قطعہ تاریخ سال وفات موزون فرمایا ہ

عالم عصر صوفی صافی	ابو عبد الحبیب خوش سیرت
از پئے سال رحلتش معجز	گفت ۱ سنہ ۱۲ ربیب داخل جنت ۱۳ ھ

(۲۲) مولوی حکیم سید اشفاق حسین بن مولوی سید بشیر الدین ہاشمی رح
آپکی ولادت تقریباً ۱۲۶۱ھ مین ہوئی کتب ابتدائیہ وطن مین پڑھکر بطلب علم سفر کیا۔ بداون
مین مولانا محمد فضل رسول رح سے اور بریلی مین مولوی رحیم اللہ رح سے اکتساب فنون عقلیہ ونقلیہ
فرماکر دہلی پہونچے اور شاہی طبیب حکیم احسن اللہ خان دہلوی سے علم طب ومطب حاصل کیا
پھر وطن واپس آکر درس ومطب کی جانب متوجہ ہوئے اور صحبت ومجالست علما وفضلاے
عصر مثل مولنا سید اولاد احمد ومولنا سید سراج احمد رحمہا اللہ مین زیادہ وقت صرف کرتے اور انکے
مذاکرات ومشاغل علمی سے مستفید ہوتے تھے۔ علم فقہ وعربیت وریاضی مین مہارت زیادہ
تھی تقلید کی طرف خاص رجحان تھا مسائل فرعیہ مین فقہ پرعمل پیرا تھے بعد شورش غدر
بذریعہ ملازمت انگریزی وتعلیم وتربیت اولاد معہ متعلقین بانس بریلی مین فروکش ہوئے حکام و
ورعایاے شہر وقوم نے آپ کی بڑی عظمت وعزت کی ملک متوسط ہند مین بعہدہ ڈپٹی کلکری
مدت مدید مامور رہے پھر پنشن لیکر بریلی مین خدمات قومی واسلامی بکمال جمعیت وہمدردی
ادا کین اجراے یتیم خانہ وتعلیمگاہ آپکی عمدہ یادگارین ہین آنریری مجسٹریٹی ووائس پریذیڈنٹی
میونسپل بورڈ سے ممتاز تھے۔ تربیت وتعلیم اولاد کی مثال بھی اعلیٰ وارفع قائم کی تینون
صاحبزادون کو حافظ وقاری قرآن وعالم وحاجی بنایا اور انگریزی کی اعلیٰ تعلیم دلائی چنانچہ سب
آپکے سامنے بڑے عہدون پر فائز ہوئے آپ نہایت پختہ مزاج مدبر ودوراندیش
سعادت دینی ودنیوی سے بہرہ ور شہرت ونیکنامی مین بلند پایہ تھے باوجود سکونت
بریلی نکاح پسران ودختران خاندان واعزہ وطن مین کئے اور باہر غیر کفو مین قرابت
نہین کی آپ نے بعمر ۷۷ سال ۱۳۱۸ھ مطابق یکم جون ۱۹۰۱ع مین رحلت فرمائی
مزار شریف باغ تر شاہ بانس بریلی مین ہے رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) حکیم محمد نور الحسن بن حکیم شیخ نیاز احمد فاروقی رحمہ اللہ
آپ حکیم محمد بدر الدین سابق الذکر کے حقیقی برادرزادہ تھے علوم ابتدائی صرف ونحو

و منطق وغیرہ مولوی حکیم سید اسد علی سہسوانی سے تحصیل کیے بعدہ رامپور جاکر کتب درسیہ متداولہ علماے عصر سے پڑھیں پھر صناعت آبائی علم طب دہلی و لکھنؤ مین اطباے نامی سے حاصل کر کے مشغول مطب ہوئے کتب معقولات و فقہ مین مہارت و درس حاصل تھی طلبہ علم آپ سے اکثر مستفید ہوتے تھے مطب کی طرف توجہ خاص تھی اور تشخیص امراض و تجویز مداوا مین سر آمد اطباے زمان تھے رؤسا و اُمرا کی استدعا پر وطن سے باہر گئے اور خاص ناموری حاصل کی اضلاع بلند شہر و علیگڈہ مین رؤساے عظام نے بقدر دانی تمام آپ کو ایک مدت رکھا۔ آخر مین سیٹھ لکھمی چند رئیس شہر متھرا نے باصرار تمام مشاہرہ معقول پر آپ کو بلایا اور فروکش کیا دولت و ثروت کثیر سے متمتع ہوئے اور مال و نقد بسیار پس انداز فرمایا۔ آخر عہد تک متھرا مین بشہرت و نیکنامی بسر کی بعض مسائل فقہیہ مین آپ سے اور مولٰنا محمد عبد الحی فرنگی محلی لکھنوی رح سے تحریری بحثین ہوئین۔ اولاد ذکور مین ایک فرزند زوجہ اولیٰ سے اور ایک زوجۂ ثانیہ سے آپ کے اعقاب ہین معرکۃ الآرا مواقعون پر بمقابلہ اطباے نامور مثل حکیم محمود خان صاحب دہلوی و حکیم محمد ابراہیم خان لکھنوی وغیرہما آپ نے معالجہ و مداوا کیا اور کامیاب ہوئے آخر سنہ ۱۲۹۷ھ مین بمقام متھرا بعمر ۶۴ سال رہگراے دار البقا ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۴۲) مولوی حکیم سید الٰہی بخش بن سید نبی بخش صالحی رحمہ اللہ

آپ حکیم نور الحسن صاحب کے ہم سن اور تحصیل علوم مین سہسوان و رامپور مین ہم سبق و رفیق رہے مولوی حکیم سید اسد علی رح سے کتب درسیہ پڑھ کر رامپور مین مختلف اساتذہ سے تکمیل درس کی بعض کتب معقولات شمس العلما مولٰنا محمد عبد الحق خیرابادی سے بھی استفادہ کیں بعد تکمیل نصابیات علم طب و طریقۂ مطب حکیم علی حسن خان لکھنوی

سے حاصل کر کے سند فراغ لی اور وطن واپس آکر علاج و تداوی مرضیٰ مین مصروف ہوئے
کم سخنی و متانت طبع آپ کا وصف تھا مواقع بحث و مذاکرہ سے مجتنب رہتے تھے مطب
ذریعہ معاش تھا اس لیے آپ خویش و بیگانہ سے یکسان تعلقات رکھتے تھے تقلید شخصی
پر جمود تھا۔ آپ کے خلف رشید مولوی حکیم سید محمود عالم مرحوم ذی استعداد و نامور
طبیب فخر خاندان ہوئے جیسا کہ مذکور ہوگا۔ سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی
مزار و شہرہ وطن مین ہے۔ عمر تخمیناً ۶۵ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۲۵) مولوی سید نیاز حسن بن حاجی میر فرخند علی رحمہ اللہ

آپ کے جد اعلیٰ قصبہ اکرو ٹیہ سے سہسوان آکر متوطن ہوئے رفتہ رفتہ سادات سے
قرابت قائم ہو گئی۔ آپ نے مولوی الٰہی بخش و حکیم نور الحسن کے ساتھ مولانا اسد علی
صاحب سے وطن مین اور اپنے ماموں مولانا عبد الحبیب رح سے استفادہ کیا اور سفر
رام پور مین بھی ہر دو صاحبان کے رفیق و ہم سبق رہے ذہین و ذکی اپنے سلجھوں
مین قوت ادراک و فطانت سے موصوف تھے تحصیل درسیات کے بعد بتعلق بعض
حکام انگریز ملک پنجاب مین بعہدہ تحصیلداری مامور کیئے گئے مشاغل علمی سے خالی
نہ رہتے اور علم دوست حکام آپ کی قدر شناسی کرتے تھے مولوی سید ممتاز حسن
آپ کے چھوٹے بھائی ڈپٹی انسپکٹر مدارس پنجاب مقرر ہوئے جو علوم جدیدہ سے
بہرہ ور ریاضی مین ماہر حکام مین معزز تھے۔ پنجاب مین سنہ ۱۲۹۴ھ و سنہ ۱۲۹۶ھ مین
دونوں حضرات نے بترتیب مذکور وفات پائی رحمہما اللہ تعالےٰ

(۲۶) مولوی حکیم سید محمد یعقوب بن مولانا سید عبد العلی مہاجر مکہ رحمہما اللہ

آپ اہلبیت علم و فضل سے صاحب وجاہت و تقویٰ تھے۔ سن و سال مین ہر سہ ارباب

علم وحکمت مذکور الصدر سے بڑے اور تحصیل علم مین سابق تھے وطن مین مولنا اسد علی صاحب سے اکتساب علم کیا اور پھر رامپور و ٹونک مین تحصیل علوم و فنون کی مولوی عبدالواجد نابینا رامپوری سے کتب درسیہ پڑھین اور مولنا سید حیدر علی ٹونکی کی خدمت مین استفادہ کیا حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی مقیم ٹونک سے کتب طب کی تکمیل کی اور ایک مدت مطب مین مشغول رہے اِس فن سے مناسبت خاص تھی زہد و ورع و پابندی شرع وصلاح وسعادت و ذکر وعبادت سے مزین اور محاسن اخلاق وفضائل موروثی و آبائی سے محلے تھے نواب محمد علی خان والی ٹونک نے آپکے حقوق موروثی و عزت وشرافت قدیم کا اعتراف کرکے باکرام واحترام آپ کو معتمد خاص بنایا پھر بعد معزولی نواب ممدوح آنکے ولیعہد نواب محمد ابراہیم علی وام اقبالہ نے مسند نشین ہوکر طبیب ریاست کے منصب پر ممتاز کیا اور بکمال عقیدت وخلوص آپ کی عظمت وعزت کی معرفت خواص ادویہ وعلم نباتات ومعدنیات وترکیب ادویہ مین کامل اور تشخیص امراض وادراک اسباب وعلامات مین فائق الاقران تھے معرفت قواعد نبض وقارورہ وحذاقت علاج بدرجہ غایت تھی دواخانہ ریاست کے مہتمم بھی تھے ہمیشہ دیانت وتشرع کے ساتھ فرائض ادا کیے اور خویش وبیگانہ سے بحسن خلق و احسان وکرم ہمدردی فرمائی صبر واستقامت ورضا مین ثابت قدم تھے جوانمرگی اولاد سعید پر صبر جمیل کیا اب آپ کے دو خلف صالح موجود ہین۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولوی سید محمد میر رح ندیم ومصاحب نواب اور صاحب سلیقہ خاص ومبصر ومدبر تھے صاحبزادگان ریاست آپ کا احترام کرتے تھے اکثر تربیت واتالیقی نواب زادگان آپ کو تفویض ہوئی آپ کا ازدواج ثانی راقم کی خواہر کلان مرحومہ کے ساتھ ہوا آپ کو حضرت تاج الاولیا قدس سرہ کے ساتھ ارادت خاص تھی اکثر ندیم خلوت رہتے تھے سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین بمرض آکلہ دہن آگرہ مین وفات پائی۔

حضرت صاحب ترجمہ رح نے ریاست ٹونک مین بمرض فالج ۱۳۱۳ھ مین رحلت
فرمائی رحمۃ اللہ تعالے ۔

(۲۷) امام المتکلمین مولنا العلامہ سید امیر حسن رح بن میر لیاقت علی فاضلی رحمہ اللہ

ولادت باکرامت تقریباً ۱۲۴۳ھ ہجری ہے عمر کا ابتدائی حصہ تحصیل علم سے بالکل خالی
رہا عنفوان شباب مین بعد ازدواج و تاہل محض بمقتضائے حمیت و غیرت نفس طلب علم
کے لیے کمربستہ ہوئے اور وطن سے نکلکر علیگڈھ کول کا راستہ لیا وہان علامۂ
عصر مولنا محمد عبد الجلیل مجاہد اسرائیلی رح کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور تلافی اوقات
مافات مین توجہ مبذول ہوئی ۔ مبدء فیاض سے جوہر ذہن و ذکا و قوت حافظہ و سرعت
فہم و ضبط کا بڑا حصہ عطا ہوا تھا اس وجہ سے اسرع اوقات مین منازل اکتساب
وازدیاد بصیرت سطے فرمائے اور دقائق علوم کی راہین کھُل گئین بعدہ فرخ آباد
مین مولوی بشیر الدین رح قنوجی سے تحصیل علم کی پھر بعض وسایل باعث سفر لکھنؤ
ہوئے وہان علماے فرنگی محل و ابو البرکات مولنا تراب علی رح سے تکمیل فنون عقلیہ و حکمیہ
وغیرہ فرمائی مگر تشنگی کم نہوئی اور اس سے پیاس نہ بجھی وہان سے دہلی کا رخ کیا اور
چندے مولنا مفتی صدر الدین خان بہادر کے حلقۂ درس سے استفادہ فرما کر شیخ المحدثین
مولنا شاہ سید نذیر حسین رح و مولنا شاہ عبد الغنی محدث مجددی رح و مولنا شیخ عبد الحق
بنارسی تلمیذ علامۂ شوکانی رح کی خدمت مین کتب صحاح وغیرہ سماعاً و قرارۃً حاصل کرکے
سند لی آپکے سوا دیگر مشائخ کرام سے اسانید کتب حدیث اخذ فرما کر وطن تشریف
لائے اس مین تحصیل علم کی طرف متوجہ ہونا اور اس قلیل مدت مین فراغ حاصل کرنا
اسکے ساتھ تبحر و وسعت نظر و سلیقہ وعظ و بحث فوق الوصف ہر شخص کو موجب

صد حیرت و استعجاب ہوا جو کچھ اساتذہ سے پڑھا اور مذاکرات مین حل ہوا اور جو
مضامین مطالعۂ کتب سے حاصل ہوئے ہن وعن مستحضر فی الذہن تھے وطن آئے
تو یہان علم کا بازار سرد پایا اہل فضل رحلت کر چکے تھے اور جو باقی تھے بسبب تعلقات
معاش وطن سے باہر تھے آپ نے سوتون کو جگایا غافلون کو ہشیار کیا بیدینون
کو دیندار اور جاہلون کو عالم بنانے کی کوشش مین خور و خواب کی پروا نہ کی ہر نوع
ضبط و استقامت و تحمل سے کام لیا اور موعظہ حسنہ و تواضع و ملاطفت پر کاربند رہے
انجام کار خلوص قلب نے مساعی دینی مین رنگ تاثیر دکھایا اور بھولے بھٹکون کو
شاہراہ مقصود پر کھینچ لائے بیدین پابند شرع اور غافل عاقل اور جاہل عالم ہو گئے
یہ لاریب کرامت نفس قدسی و تائید الٰہی تھی — سبحان اللہ و بحمدہ - ایک جماعت کثیر
نے طلب علم پر کمر باندھی اور آپ کے ہمراہ رکاب ہوئی باصرار اعیان تجار و رؤسائے
دہلی چند سال آپ نے دہلی مین قیام فرما کر تشنگان علم و ہدایت کو چشمۂ فیض و عظ و ارشاد
سے سیراب کیا ارباب ملل باطلہ و ادیان منسوخہ سے تحریری و تقریری مباحثات کیے
جنمین بجز حمایت دین برحق و اعلاے کلمۃ اللہ ریا و عجب کا نشان نہ تھا اسی وجہ سے
ہر معرکہ مین غالب و منصور رہے - جامعیت فنون معقول و منقول و فروع و اصول
کے ساتھ معرفت حقائق دینیہ و حکم شرعیہ و علوم کتاب و سنت مین امام عصر و مجدد
وقت تھے چونکہ شرائط اجتہاد و قواعد استنباط مجتمع تھے اس سبب سے تقلید شخصی سے
برکنار مجتہد فی المذہب تھے ہر جزئیہ کو دلائل کتاب و سنت سے ثابت فرماتے اور
اور منحرفین کو صراط المستقیم پر پہونچا دیتے رد بدعات و نہی منکرات مین ید طولیٰ رکھتے
تھے علم کلام و اصول مین فائق الاقران اور تحقیق مسائل متنازعہ مین بعدیل زمان
تھے کتب ادیان مختلفہ پر نظر تھی اور بکمال قوت حافظہ مضامین و عبارات بلفظہ مستحضر
رکھتے تھے خوش بیانی کی تاثیر دلون کو مسخر کرتی اور حسن خلق کی ادا دشمن کو دوست

اثر اصلاح

فضائل علمی

بنا دیتی تھی مخالفین آپ کے وعظ مین بدلچسپی تمام محو ہوتے اور اہل بدع و اہوا اُنے عقائد باطلہ و اعمال سیئہ سے تائب ہوکر جاتے۔ درس و افادہ کی یہ برکت مشاہدہ کی گئی کہ مبتدی اقل مدت مین درجہ فضیلت پر فائز ہو گئے اور آپ کے مستفیدین صحبت ہادی و رہنماے دین بن گئے ہر سو توحید و خدا پرستی کے آوازے بلند ہونے اور ہر مجلس مین قال اللہ و قال الرسول کے چرچے ہونے لگے قیام دہلی کے زمانہ مین شہرہ علم و فضل و آوازۂ کمال دور دور تک پہونچ چکا تھا بنا برین عمائد شہر میرٹھ و علم دوست تجار جو حمیت دینی و قدر دانی اہل حق سے موصوف تھے آپ سے قیام میرٹھ پر مصر ہوئے خصوصاً رئیس تجار باوقار شیخ الٰہی بخش مرحوم نے آپ کی خیر مقدم کی یادگار مین ایک وسیع مدرسہ اسلامیہ عربی کی بنا ڈالی اور اسکا سنگ بنیاد حضرت کے دست مبارک سے رکھا گیا اور وہ مدرسہ دینیہ بالکل آپ کی حفاظت و نگرانی مین دے دیا آپ نے بھی بخلوص نیت لوجہ اللہ اپنی اوقات کو اُسکی خدمت کے لیے وقف فرما دیا۔ علاوہ طلبۂ شہر دور و دراز مقامات سے طالبان علم آکر آپ کے خرمن فیض سے خوشہ چین ہوئے اور دامن مراد گلہاے مقصود سے بھر کر اساتذہ عصر ہوئے۔ وطن سے بالخصوص شرفاے سادات و اہل قرابت سے ایک گروہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور انکو حلیۂ علم و فضل سے آراستہ فرمایا چنین بہت سے علامہ زمان و فخر دوران نکلے چنانچہ آپ کے خلف شمس العلماء مولٰنا سید امیر احمد رح و تلمیذ خاص رئیس الفضلاء مولٰنا حاجی سید عبد الباری رح و مولٰنا حاجی سید سبط احمد رح و مولوی سید محمد نذیر رح ان حضرات کا تذکرہ مفصل درج ہوگا اہل وطن کے سوا آپ کے نامور شاگرد مولٰنا محمد تراب علی مرشد آبادی سلمہٗ و قاضی محمد احتشام الدین مرادآبادی وغیرہما بالاستیعاب آپکے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے اس دور مین سہسوان سے جو کچھ آوازۂ علم و فضل بلند ہوا وہ سب آپ ہی کی برکات انفاس کا اثر تھا جزاہ اللہ عنا و عن جمیع المسلمین خیراً۔ آخر زمانہ مین مدرسہ میرٹھ کا

بنائے مدرسہ میرٹھ

تلامذۂ نامور

انتظام اپنے نائبین و تلامذہ کے ہاتھ مین دے کر پابندی سے آزاد ہوگئے میرٹھ مین کم اور
وطن و علیگڈھ مین زیادہ قیام فرماتے تھے وطن مین درس قرآن و حدیث و مذاکرہ
و مناظرہ مین صرف اوقات فرماتے اور طلبۂ مستعدین کو باہم دینی مسائل مین بطور بحث
اقامت وطن
مشغول کرتے عوام کو ترک منہیات و پابندی صوم و صلوۃ کی طرف بکشش مساعی ترغیب
دیتے مسجد غلام علی شاہ مین روزانہ درس ہوتا طلبۂ علم مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہر جمعہ کو آپ
وعظ قرآن و حدیث سے مجمع کثیر کو مستفید فرماتے اگر کوئی غیر مذہب آجاتا تو نہایت
خوبی کے ساتھ مطالب کی باگ اسکے مذہب کی طرف پھیر کر نرمی و خوش بیانی کا جوہر
دکھلاتے ہوئے اصولاً و فروعاً احقاق حق و ابطال باطل فرما کر مخالف کی تشفی کر دیتے
مذاہب باطلہ کے جزئیات مع ادلہ کے و مالہا و ماعلیہا بیان کرتے۔ پادری ہاسکن یوروپین
مقیم بدایون و پادری اسکاٹ انگریز مقیم بریلی جو فرقہ نصاریٰ کے نامور قسیس و عالم تھے
اور بڑے محقق و مناظر سمجھے جاتے تھے بارہا آپ سے برسر بحث ہوئے اور آپ کی وسعت
نظر و تحقیق مذاہب کا لوہا مان گئے۔ اکثر سہسوان بھی آپ کی ملاقات کو آئے اور وعظ
سُنتے دونون کا اعتراف تھا کہ ایسا محقق آج کوئی اور نہین ہے آپ کو الزام و اسکات
خصم مین قوت خداداد ہے پادری اسکاٹ نے جب ولایت مین آپ کے انتقال کی
خبر سُنی تو انگلستان کے ایک مشہور انگریزی اخبار مین آپ کے متعلق مضمون طویل شائع
کیا جس مین آپ کی علمی و تحقیقی فضیلت و قوت بحث دکھا کر آپ کو علماے ہند مین
بیمثل و یکتا تسلیم کیا ہے۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ
علامۂ نحریر مولانا محمد بشیر صاحب محدث سہسوانی رحمہ آپ ہی کے فیض صحبت و ارشاد
سے سالک جادۂ تحقیق و تارک تقلید ہوئے اور جب مولانا ابو الحسنات محمد عبدالحی
لکھنوی سے مسئلہ وجوب زیارت پر مباحثہ و مناظرہ ہوا اور طرفین سے رسائل تصنیف
ہوکر شائع ہوئے تو آپ کی آخری تصنیف جسپر کہ بحث کا خاتمہ ہوا ہنوز غیر مکمل تھی کہ
وفات

اتفاق سے مولنا محمد بشیر صاحب حضرت مولنا سے ملاقی ہوئے اور بعض مقامات مجوزہ مین اپنا تحیر وضعف بیان فرمایا اور مولنا لکھنوی کا رسالہ پیش کیا آپ نے فوراً فرمایا کہ آپ کے مقابل کی تصنیف کا ماخذ کتاب شفاء اسقام علامہ سبکی رح ہے اور اس کا جواب باصواب در رد بلیغ صارم منکی مصنفہ امام محمد بن عبد الہادی رح ہے ساتھ ہی اسکے بعض مقامات جو ذہن مین محفوظ تھے سُنا دیے اس بشارت و اشارت سے کچھ کام چلا اور کتاب کی جستجو ہوئی آخر آپ ہی نے مولوی عنایت اللہ ساکن بمبئی سے وہ کتاب مطلوب منگا کر مولنا کے حوالہ کی اور جواب مکمل ہوکر لاجواب ثابت ہوا۔ آپ کی تصنیفات مسائل متنازعہ ورد بدعات وحمایت سنت مین تلامذہ و احباب کے نام سے شائع ہوئین انکی تعداد کثیر ہے رسائل متوسطہ ہمیشہ ایک دو جلسہ مین لکھا دیتے اور نقل عبارات مستندہ کے لیے کتابون کی طرف کمتر رجوع فرماتے بمدد قوت حافظہ کتب فقہ واصول وفتاوے وکلام کی طویل عبارتین بلفظہ زبانی پڑھ کر سُناتے کاتب انکو قلمبند کرلیتا اکثر صفحہ وسطر و باب وغیرہ کا صحیح پتا بھی بتا دیتے جس پر سامعین متحیر و متعجب ہوتے تھے۔ رسالہ تلک عشرۃ کاملہ مولفہ مولوی سید محمد نذیر سہسوانی مین لکھا ہے کہ آپ نے الہیات شفا پر ایک حاشیہ مسمی بحر و اما تصنیف فرمایا تھا۔ ریاست حیدر آباد دکن مین جب بعض کتب شیعہ کی تردید وجواب نویسی کا انتظام درپیش ہوا اور والی دکن نے ملک المناظرین حضرت مولنا محمد حیدر علی فیض آبادی تلمیذ رشید مولنا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مصنف منتہی الکلام وازالۃ الغین کو باوجود کبرسن و ضعف قوی اس امر مہتم بالشان کا متکفل بنایا آپ نے طوعاً وکرہاً بعد عذر ضعف و اضمحلال پیری قبول فرمایا اور استدعا کی کہ کوئی معین صاحب بصیرت و عالم وسیع النظر شریک مہتم آپ کو دیا جاے چنانچہ آپ ہی کے انتخاب وتجویز پر حضرت مولنا مرحوم کو بمشاہرہ چار سو روپیہ ماہوار بوعدہ اضافہ آئندہ تا یکہزار روپیہ ماہوار طلب کیا گیا اعزہ

تصنیفات

ریاست حیدرآباد

واحباب نے بھی ترغیب دی مگر آپنے فرمایا کہ مین اپنے اوقات درس و وعظ کو مباحثات ومشاجرات مین صرف کرنا اور تقرب امرا و عیش وتنعم اختیار کرنا نہین چاہتا ایک دیندار عالم کے لیے اس سے بڑھکر کوئی فتنہ نہین ہے۔ یہان سے آپکے استغناے نفس وقناعت وخلوص سعی کا پتا لگتا ہے اور میدان علم وتحقیق وبحث ومناظرہ مین ایک علامہ عصر کی نظر نے آپکی ذات مجمع کمالات کو تمام ہند مین منتخب کیا اس سے آپکی فضیلت واعتراف اہل فضل ظاہر ہے حسن خلق وتواضع وبذلہ سنجی ورنگینی طبع خاص شعار تھا گویا عجوانون مین جوان بوڑھون مین بوڑھے لڑکون مین لڑکے ؎ آخر مین آپ کے مشاغل کا بڑا حصہ عبادت وذکر وریاضت نفس تھے ایک مرتبہ بذوق وشوق تمام حضرت شاہ رحیم اللہ خان سنبھلی خلیفہ ومرید حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ سہسوانی قدس سرہ کی خدمت مین وطن سے سنبھل گئے اور بحسن ارادت وخلوص قلب چندروز مستفیض صحبت رہے۔ اگرچہ بطریقہ معروفہ انعقاد بیعت نہین ہوا مگر فیض روحانی و تجلیات ربانی سے مالامال ہو کر وطن واپس ہوئے اور شیخ کے کمال وکرامات کے بیحد مداح تھے۔ اسکے بعد حالت مین زیادہ تغیر ہوا اور جذبۂ معرفت نے تمام اشغال سے سبکدوش کرکے کنج خلوت مین زاویہ نشین بنادیا بجز ذکر وفکر ومجاہدہ کوئی کام نکرتے تھے اسی حالت مین علیگڈھ تشریف لے گئے اور وہین معمولی ناسازی طبع مین بروز دوشنبہ یازدہم صفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری کو جوار رحمت کی طرف منتقل ہوئے رحمہ اللہ تعالے اس حادثہ کی تاریخ اخی مکرم مولوی سید محمود حسن بن حضرت تاج الاولیاء نے بصنعت صوری ومعنوی فی البدیہہ تصنیف فرمائی ؎

رحلت حضرت سے کیون عالم نہو ماتمکدہ	غم سے سینہ شق ہی ہر طفل وجوان وپیر کا
دی ندا محمود کو ہاتف نے بہر سال فوت	لکھ صفر کی گیارھوین اور سال ان ہی پیر کا

عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے آیہ پاک ورحمۃ ربک خیر سے ۱۲۹۱ھ

اعداد مطلوبہ مستخرج کیے جزاہ اللہ تعالےٰ

(۲۸) مولوی شیخ محمد سخاوت حسین خلف محمد افضل حسین انصاری رح

آپ نے اولاً مراد آباد و رام پور کا سفر کیا اور علماے وقت سے تحصیل فنون رسمیہ درسیہ کی بعدہ لکھنؤ گئے اور عربیت و فقہ و اصول کی تکمیل کی اور بعد فراغ درس نظامیہ و علوم متداولہ وطن واپس ہو کر درس و تدریس مین مشغول ہوئے صرف و نحو عربی سے آپ کو خاص مناسبت تھی جزئیات مسائل نوک زبان پر تھے اور تصانیف ائمہ نحو مستحضر رکھتے تھے اکثر بحث و مذاکرہ مین اپنے مقابل کو مشاجرات نحویہ مین لیجا کر ملزم و ساکت فرما دیتے تھے۔ سلسلۂ طریقت مین شاہ محرم علی صاحب خیر آبادی رح کے ہاتھ پر بیعت کی اور صوفیت مروجۂ عام سے قدم آگے نہ بڑھایا باوجود علم و فضل ظاہر تقبیل مزارات و استعانت اموات و دعاتِ عرس و نذر غیر اللہ کو مباح خیال کرتے اور عظمتِ تعزیہ و علم کو موجب ثواب سمجھتے تھے تعظیم مرشد کا یہان تک حق ادا کرتے کہ قصبہ خیر آباد پہونچ کر پانوٗن سے نعلین اُتار دیتے اور کوچہ و بازار مین برہنہ پا پھرتے مجالس میلاد و سماع مین شریک ہوتے سہسوان مین آپ کے خالہ زادہ مولوی سید عبد الصمد شاہ رح آپ کے شاگرد رشید تھے نواح بلند شہر و علیگڈھ مین بقدر دانی رؤساے علم دوست برسون قیام فرمایا اور طلبہ علم آپ کے فیض تعلیم سے بہرہ ور ہوئے مہمان نوازی و سیر چشمی آپ کا وصف خاص تھا ایک دو مہمان کے لیے اپنی گھر کی بکری گاے ذبح کر دیتے تھے اسم بامسمے تھے آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولوی قطب الدین عرف پردیسی برہمچاری سبیل ہند مقابل فرقہ آریہ اس زمانہ مین مشہور دیار و امصار ہین اکثر لکھنؤ مین قیام رکھتے ہین — آپ کی رحلت بعمر ۶۲ سال ۱۲۹۹ھ مین بمقام خیر آباد ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ و عفا عنہ

(۲۹) مولوی حکیم سید احمد حسن بن قاضی سید محمد حسن صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ نے ابتداءً وطن مین تحصیل علم کی اور پھر دہلی جاکر فنون متداولہ اکتساب فرمائے
چونکہ ابتدا سے فارسیت کی جانب بھی میلان طبع اور نظم ونثر فارسی لکھنے کا شوق
تھا دہلی مین مرزا اسد اللہ خان غالب سے مشورہ کرتے اکثر کاملان فن کی صحبت سے
مستفیض ہوتے رہے بعد تکمیل درس عربی بتوسّل بعض اعزہ مقتدر وذی جاہ ریاست
بڑودہ ملک گجرات تشریف لے گئے وہان نامور طبیب حکیم ہاشم علی خان موہانی
سے علم طب استفادہ کیا اور مطب وعلاج مین مصروف ہوئے بوجہ تعلقات ملازمت
ریاست وقدردانی رؤسا بڑودہ مین سکونت اختیار فرمائی اور اپنے اقارب واخوان
کو بھی پاس بلاکر خدمات ریاست پر مامور کرا دیا بامروت وسیر چشم وکریم ومہمان نواز و
قدرشناس اہل علم تھے مطالعہ کتب وصحبت ارباب کمال وتصنیف وتالیف وشاعری
وانشانگاری مین زیادہ دلچسپی کے ساتھ اوقات بسر فرماتے علما وشعراے صادر
ووارد کو بشوق تمام مہمان رکھتے تھے مولٰنا سید احمد حسن عرشی قنوجی رح بن مولٰنا سید
اولاد حسن رح جو نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم کے برادر کلان صاحب فضل
وکمال تھے جب بعزم حج بیت اللہ چلے تو بڑودہ مین آپ کے مہمان رہے اور وہین
وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۷۷؁ ہجری کا ہے۔ نواب صاحب ممدوح رح سے اسی بنا پر آپ کا
تعارف ورابطہ وداد ہوا اور اکثر کتب مصنفہ آپ کو بھیجین نواب صاحب رح نے
اتحاف النبلا وغیرہ مین تحت ترجمہ مولٰنا عرشی رح آپ کا ذکر خیر لکھا ہے اُردوے معلے
مین مرزا غالب کے چند خطوط دوستانہ آپ کے نام ہین۔ آپ کا کتب خانہ علوم
وفنون مختلفہ کی کتابون کا بڑا ذخیرہ تھا بڑودہ مین ۱۳۱۲؁ ہجری کو بعمر ۶۵ سال
انتقال فرمایا آپ کے فرزند ارجمند سید محمود حسین سلمہ ربہٗ جانشین پدر ہین۔ آپ

محرر سطور کے قریبی خال با افضال تھے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۰) مولوی حکیم امداد حسین بن شیخ امیر اللہ رحمہ اللہ زبیری

آپ اپنے سلف کے سرمایۂ ناز خلف اور فخر خاندان تھے مسکن آبائی محلہ دہلیز ہے قاضی محلہ کے اہل کمال کی صحبت نے تحصیل علم کا شوق دل مین پیدا کیا اور اساتذۂ عصر سے مستفید ہوکر بطلب علم سفر کانپور و لکھنؤ کیا ذکاوت ذہنی و استعداد فطری سے چند سال مین کتب درسیہ معقول و منقول علماے وقت سے بغور و تدبر پڑھین تینون فن منطق و فلسفہ و ریاضی مین مہارت تامہ حاصل کی اور فاضل متبحر ہوئے اور علم طب و طریقہ علاج و مطب بجنست تمام حاصل کرکے بعد مدت وطن مالوف کا رخ کیا مزاج مین صفائی و تکلف تھا نازک دماغی و لطافت طبع بدرجہ غایت تھی لکھنؤ کی طرز معاشرت و تہذیب پر کاربند ہوئے فنس و پالکی مین سوار ہونا پسند فرماتے افسوس کہ زمانہ ناقدرشناس ہے با این ہمہ علم و فضل و حذاقت خلیق و متواضع بھی تھے مگر خودداری کے ساتھ لہذا اہل وطن نے اجنبیت کی نظر سے دیکھا اور عوام کو آپ کی سنجیدگی سے وحشت ہوئی مطب کو فروغ نہوسکا آخر بحالت ناسا عدت روزگار بعمر ۵۴ سال عالم بقا کو رحلت فرمائی سنہ ۱۲۹۵ھ سال وفات ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۱) حکیم شیخ مصطفےٰ علی ولد منشی کریم الدین صدیقی رح

آپ مولوی حکیم بدر الدین رح کے خواہرزادہ تھے عربی صرف و نحو وغیرہ سے فارغ ہوکر کتب طبیہ فارسی و عربی مین توغل کیا اور حکیم صاحب موصوف سے طریق علاج و مداوا مین مستفید ہوئے تشخیص امراض و تجویز معالجہ مین حاذق تھے زبان فارسی و تعلیم کتب درسیہ فارسی مین ممتاز تھے کتب طبیہ فارسی کا ہمیشہ درس قائم رکھا آپ کے مشاہیر

تلامذہ سے آپ کے فرزند حکیم انوار الحسن اور اعزہ مین حکیم سید ابن علی و حکیم سید عبد الحق وحکیم سید نظر حسن و حکیم شیخ بدر الحسن وغیرہم ہوئے آخر عمر مین نابینا ہوگئے اور بعمر ۷۰ سال ۱۲۹۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۲) حضرت مولنا شاہ محمد سعید بن مولوی سید بہاء الدین حسن فاضلی رح

آپ حضرت تاج الاولیاء رح کے حقیقی برادر زادہ تھے ابتدائی زمانہ حضرت ہی کی خدمت مین بسر کیا اور تربیت و تعلیم فرزندانہ پائی نظر کیمیا اثر نے حالت مین تغیر اور طبیعت مین آزادگی پیدا کردی باین ہمہ تحصیل علوم و اکتساب فنون کی جانب متوجہ ہوئے کلام اللہ شریف معہ قرا‌ٔت سبعہ و تجوید حفظ کیا اس کے بعد چند سال مین دہلی و لکھنؤ قیام فرماکر علوم درسیہ معقولہ و منقولہ و تفسیر و حدیث و فقہ تحصیل کیے سرعت فہم و ذکاوت و قوت حافظہ کا وصف بمرتبہ نہایت رکھتے تھے جذب معرفت و کیفیت وجد و ذوق و عرفان فطری تھا لہذا علوم ظاہری کے ساتھ معارف باطنی کا دریا موجزن رہا ہنگام تلاوت قرآن مجید جوش رقت قلب ہوتا اور آبدیدہ ہوجاتے خشیت الٰہی کا اثر تغیر بشرہ و لرزۂ اندام سے ظاہر ہوتا اور کبھی استغراق و محویت کی حالت طاری ہوجاتی۔ تکمیل تحصیل ظاہری و طی مراحل باطنی کے بعد وطن تشریف لائے باتباع سنت و حکم بعض بزرگ عقد نکاح کیا اور چند سال مقیم رہے بعدہٗ لکھنؤ کا رخ کیا اور تا آخر حیات وہین رہے تعلقات دنیوی کو وطن سے نکلتے ہی خیرباد کہی۔ ہر صنف خط مین خوشنویس کامل تھے کتابت قرآن کا مشغلہ کیا اور مطابع کو باجرت کاپیان لکھ کردین اور بسر اوقات فرمائی مجاہدہ نفس و تزکیۂ باطن و عبادت شغل شبا روزی تھا بعدہ جذب و سکر کی منزل مین قدم پہونچا مگر خلاف شریعت مصطفوی کوئی امر سرزد نہوا تا دیۂ فرائض و سنن مین ثابت قدم متبع قرآن و حدیث رہے اور باوجود عدم اشتغال علوم ظاہری

وترک درس ومطالعہ آپ کے استحضار علم پر علماے زمانہ انگشت بدندان ہوتے تھے
معضلات فنون ودقائق علوم بے غور وفکر حل فرما دیتے اور عبارات کتب زبانی سنا
دیتے - تاثیر وقبولیت کا یہ عالم تھا کہ عمائد امرا ورؤسا اور حکام واعیان شہر لکھنؤ
ومضافات کا در دولت پر انبوہ رہتا اور نوبت بنوبت حاضر خدمت بابرکت ہو کر ملتجی دعاے
قضاے حاجات ہوتے عامہ مخلوق ہندو ومسلمان بغرض استمداد رجوع کرتے
مقتدر انگریز وحکام ہر صیغہ کلکٹر وکمشنر وغیرہ بھی حاضر ہو کر تکریم وتعظیم بجالاتے
تھے مشہور صاحب مطبع منشی نول کشور سی - ایس - آئی - آپ کو اپنی عزت ودولت
کا ذریعہ سمجھتے اور بکمال عقیدت روزانہ حاضر خدمت ہوتے اور ہر تیسرے روز آپکے
کھانے کے لیے خود کھانا لیکر آتے اور دست بستہ سامنے کھڑے رہتے - اسی
کھانے پر آپ قناعت فرماتے تھے اور کسیکا ہدیہ ونذر نقد وجنس قبول نہ فرماتے
اعزۂ وطن سے جب کوئی فائز خدمت ہوتا بحسن خلق ومحبت پیش آتے - راقم سطور
ایک مرتبہ وطن سے ریاست بھوپال کو واپس جاتے ہوئے راستہ مین لکھنؤ
اُترا اور حاضر خدمت اقدس ہوا بغیر تعارف وملاقات سابق بطریق بزرگانہ
میرا نام لیکر اظہار مسرت فرمایا اُٹھ کر بغلگیر ہوئے اور اپنے قریب بٹھایا اور خود بخود
حصول مقصد کی بشارت دی چنانچہ بھوپال پہونچکر اسکا فوراً ظہور ہوا وقت رخصت
بستہ کھولکر ایک روٹی کا ٹکڑا اور پان کی گلوری مرحمت فرما کر دعاے غناے
نفس وسلامتی ایمان دی - مجکو اُس حالت کشفی واطلاع مافی الضمیر پر آجتک
حیرت ہے برکت پارۂ نان یہ پاتا ہون کہ بحمد اللہ ابتک محتاج غیر اللہ ومنت کش
مخلوق نہوا بلکہ اہل مال ودولت سے زیادہ فارغ البالی وخوشحالی مین بسر
کی اور محسود حُسّاد رہا - اب گلوری پان کی برکت کا امیدوار ہون کہ رحمت الٰہی
سے خاتمہ بالخیر ہو سرسبزی نخل ایمان وسرخروئی آخرت سے بہرہ ور ہون

تاثیر وقبولیت

اظہار کشف وکرامت

وَذٰلِكَ لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۵ وفات شریف لکھنؤ مین ۱۳۰۰ ہجری
مین ہوئی کسی بیدین شقی نے آپ کے کھانے مین زہر ملاکر شہید کیا قدس اللہ تعالے
سرہٗ وجہرہٗ۔ اس واقعہ کی تاریخ سید المورخین عزیز مُعجز سلمہ ربہ نے یہ لکھی ہے ؎

امام ظاہر و باطن امین سِرّ خدا	نمود عزم سفر سوے جنّت الماوےٰ
بگفت از پئے تاریخ مصرعے مُعجز	وفات شاہ محمد سعید نور ہدیٰ

(۲۴۳) شمس العلما مولٰنا سید امیر احمدؒ بن مولانا سید امیر حسن محدث رحمہما اللہ

آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۶۲ہجری مین ہے جب آپ کے والد بزرگوار بعد فراغ
اکتساب علوم وطن واپس ہوئے تو آپ کی تعلیم کی جانب توجہ فرمائی اور قیام دہلی
و میرٹھ مین آپ کو اپنے پاس رکھا بمفحواے الولد سر لابیہ جودت ذہن و قوت حافظہ
مین عدیم النظیر تھے تیزی فہم و جسارت و جولانی طبع و بیباکی سے موصوف اور
بحث و جدل کی طرف راغب تھے اقل مدت مین جملہ علوم درسیہ و کتب متداولہ اپنے
پدر بزرگوار سے جودت و اتقان کے ساتھ استفادہ فرماکر مشغول درس و تدریس
ہوئے خیر المتکلمین مولٰنا الحاج اخونا سید محمد عبد الباری رح آپ کے ہمدرس و سہیم
مشاغل رہے اور باہم ارتباط دوستانہ و محبت برادرانہ رکھتے تھے۔ بعد
قطع تعلقات میرٹھ حضرت شمس العلما نے دہلی خورجہ آگرہ لکھنؤ بریلی بدایون نولہ وغیرہ
مختلف اوقات مین قیام فرمایا اور ہر جگہ طلبہ علم درس و تعلیم سے مستفید ہوئے جامعیت
فنون عقلیہ و نقلیہ و مذاق ادب و معقولات و فطانت و تفنن طبع و استحضار علوم
و جودت حافظہ مین سرآمد فضلاے عصر تھے جس کتاب کو دیکھ لیتے وہ ذہن مین
محفوظ ہو جاتی اکثر عبارات طویلہ زبانی نقل فرماتے اکثر اشعار عربی حماسہ و دیوان
متنبی و مقامات حریری کا تحفظ تھے متون منطق و حکمت و نحو و بلاغت کے درس مین

اقوال کثیرۂ شارحین ومحشئین بیان فرماتے اور بحث ومناظرہ مین طرز استدلال متکلمانہ
وفلسفیانہ پر قادر تھے اور بوجہ جامعیت علوم واستحضار مضامین مقابل پر غالب آتے
تھے نام آور علما سے مجالس بحث ومجادلہ منعقد کین اور گاہ بشوق طبع وحدت ذہن خلاف
مخالف پر ضد واصرار کیا اور اپنے دعاوی کی تائید اور خصم کی تردید زور شور سے کی یہ تفنن
ابتدا مین زیادہ تھا۔ تقریباً ۱۸۶۵ء مین گورنمنٹ ہند نے عربی ورنیکولر مدارس جاری
کیے اور آگرہ مین اسی صیغہ کی مدرسی اول پر آپ مامور ہوئے اور قریب تین سال
فرائض درس وتعلیم انجام دیے وہین حقیر راقم سطور بھی آپ کے چشمہ فیض سے
سیراب ہوا اور ایک جماعت کثیرۂ طلبہ علم کے ساتھ آپ سے اکتساب علم کیا علامہ
مولنا محمد بشیر سہسوانی رح مدرس سنیٹ جونس کالج مین عربی فارسی کے پروفیسر تھے اور
آپ مدرسہ عربی کے صدر مدرسین اور میرے اخ معظم حضرت مولنا سید محمد عبد الباری
رحمہ اللہ علم ادب وریاضی کے مدرس اعلے تھے ہرسہ فضلاے سہسوان اپنے اپنے
مکان پر بھی مختلف فنون معقول ومنقول طلبہ علم کو پڑھاتے اور تصنیف وتالیف وبحث
ومناظرات ووعظ ودرس مین شب وروز مصروف رہتے تھے تینون ہموطن اور باہمی
تعلقات قرابت کے سوا رابطۂ محبت ویگانگی بدرجۂ غایت رکھتے تھے۔ شمس العلما رح
اکثر اپنے زور طبع مین غیر کی موافقت گوارا نفرماتے اور مسائل مختلفہ مین مولنا
شیخ محمد بشیر رح کے مقابل ہوجاتے تھے اور تردید مین زور قلم وزبان صرف فرمادیتے
تھے اور کبھی نزاع بڑھ کر باہمی شکر رنجی کی کیفیت بھی نمایان ہوجاتی تھی اور فاضل
علامہ اخی معظم رح جو دونون حضرات پر اثر خاص رکھتے تھے باہم مصالحت وتجدید اخلاص
مین سعی فرماکر پھر شیر وشکر کردیتے تھے اور دونون بزرگ بصفاے قلب متحد ہوجاتے
تھے ہرسہ ارباب کمال حقیر کے استاد تھے سلوک جادۂ تحقیق واتباع خاص کتاب وسنت
ہر ایک کا نصب العین تھا پیروی عقائد سلف ورد شرک وبدعت مین ہر ایک ممتاز تھا

حضرت شمس العلما جب بتقریب نکاح اول قصبۂ خیرآباد مین میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی کے مکان پر فروکش تھے مولنا محمد عبد الحق بن مولنا محمد فضل حق خیرآبادی رح سے ملاقی ہوئے اور باہم آمد و رفت رہی مولنا خیرآبادی کی بعض تلامذۂ ممتاز بھی آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے ایک صحبت مین آپ نے باثناے تذکرۂ علم و فضل مولنا فضل حق رح مولنا شاہ محمد اسمعیل شہید رح کے مقابلہ مین انکی نفسانیت و تعصب اور کمزوری بیان فرمائی یہ واقعہ جب مولنا کے گوش زد ہوا تو نہایت برافروختہ ہوئے اور باہم کشیدگی پیدا ہوگئی آپنے اپنے اثبات مدعا مین ایک رسالہ مبسوط مسمی نقض الاباطیل فی الذب عن الشیخ اسمعیل رح مسئلہ امکان نظیر مین مولنا فضل حق رح کے رسالہ کا رد لکھا اور اُنکے خلف الرشید موصوف کی خدمت مین بتوسط بعض اعیان رؤسا بھیجا مگر صداے برنخاست کا مضمون دیکھکر بعد انتظار بسیار کتاب ہدیۂ سعیدیہ وغیرہ مصنفات مولنا فضل حق رح پر دس اعتراضات منطقیانہ و فلسفیانہ فوری تحریر فرما کر اور روانہ کیے اور متقاضی جواب ہوئے اسکے بعد مختلف مقامات پر آپنے بوساطت اعیان رؤسا مثلاً دہلی مین موقع دربار ۱۸۷۷ء اور لکھنؤ و آگرہ مین مولنا سے مطالبہ تحریر جوابات کیا اور ریاست رامپور مین بھی تحریک بحث و مناظرہ کی اور اعتراضات متعلق فن معقول رسالہ مطبوعۂ ملک عشرہ کاملہ مین مولوی سید محمد نذیر مرحوم نے جمع فرما کر شایع کیے بزمانہ قیام بدایون ۱۲۹۰ھ ہجری مین دربارہ مسئلہ امکان و امتناع نظیر مولوی محمد عبد القادر بن مولوی محمد فضل رسول بدایونی آپ کے فریق مخالف ہوئے اور مجلس مناظرہ شہر سے بعید محلہ شیخوپور مین باہتمام شیخ انتظام الدین صاحب رئیس عصر منعقد ہوئی چندروز متواتر تحریرات جانبین کی ردوبدل رہی آپ کی طرف سے جواب بدلائل عقلیہ و نقلیہ مع نقل عبارات مستندہ ہمروزہ بلکہ فی الفور پہونچتا تھا اور کوئی کتاب بھی آپ کے ہمراہ نہ تھی - فریق آخر کی جانب سے بعد انتظار بسیار و تقاضاے مسلسل جواب موصول ہوتا حالانکہ ایک بڑا کتب خانہ ہمراہ تھا اور حسب

رامپور

بدایون

ضرورت بدایون سے بھی کتب کثیرہ طلب کی جاتی تھین غرکاے جلسہ مناظرہ
وحاضرین شیخو پور تمام حالات کا معاینہ و موازنہ کرتے تھے عمائد رؤسا و اعیان امرا
کو مباحثہ کے نتایج کا انتظار تھا کہ ایک روز عین شدت گرما مین دوپہر کے وقت
سنا گیا کہ حضرت مولنا بدایونی پیادہ پا اپنے مکان کو تشریف لے گئے سلسلہ
بحث ختم ہو گیا مفصل حالات و تحریرات ہر دو فریق کتاب مناظرہ احمدیہ مولفہ مولوی
سید محمد نذیر صاحب مرحوم مین مندرج ہین من شاء الاطلاع فلیرجع الیہ حقیقت
امر یہ ہے کہ آپ علوم و فنون کے بحر زخار اور جامعیت معقول و منقول مین دریا
ناپیدا کنار تھے اسپر ذکاوت و فطانت ذہن و قوت حافظہ کا جوہر آپ کے
فضل کو وہ چند کرتا تھا ہر ایک فن کا عالم آپ کے سامنے متحیر و ششدر رہجاتا
تھا۔ عبارت و انشا نگاری عربی و فارسی مین دستگاہ کامل و ملکہ خدا داد
رکھتے تھے بدیہہ گوئی کا یہ عالم تھا کہ متعدد کاتبون کو مختلف مضامین عربی و
فارسی ایک ساتھ لکھاتے اور ربط عبارت و سلسلہ مضمون مین کہین فرق نہ آتا
نہ خود توقف فرماتے تھے۔ صدرا و شمس بازغہ و افق المبین و شرح چغمنی وغیرہ کے
درس مین بحر زخار تھے قدیم حکماء یونان و حکماء اسلام کے اختلافات تقررات
عبارات بیان فرماتے۔ نیز ادیب کامل الفن تھے ہزارہا شعر عربی زمانہ جاہلیت
و اسلامی یاد تھے اسی طرح اردو فارسی کے شعراز بر تھے غرضکہ فلسفہ حکمت و ادب
مین آپ کا درجہ کمال کو پہونچ گیا تھا۔ بر وقت درس کبھی کتاب نہ دیکھتے تھے
دور سے بیٹھکر مضامین کے دریا بہا دیتے۔ آپ کے مشہور تلامذہ سے مولوی
محمد اسحق خان بریلوی مقیم دہلی و مولوی عبد الکریم پنجابی مقیم گنج مراد آباد و مولوی
مشیت اللہ اترولی متوسل ریاست رام پور موجود ہین انکے سوا العداد کثیر طلبہ متعدد
شہرون مین آپ سے فیضیاب ہوئی آپ کی تصنیف رسائل مذکورہ کے سوا

جامعیت علوم

ذوالجلہ فی حکم الصلوٰۃ علی العجلہ مفتی سعد اللہ صاحب رامپوری کے فتوے کے جواب مین طبع ہوئی مگر تکمیل کو نہ پہونچی اور ایسا اکثر ہوا کہ ایک کتاب ختم نہین ہوئی کہ دوسری شروع کردی یہ تفنن طبع مانع اتمام کتاب ہوتا تھا۔ سنہ ۱۳۰۲ھ مین آپ نے سفر حجاز فرمایا اور بغرض حج بیت اللہ ادا کیا بعد واپسی ریاست بھوپال مین وارد ہوکر نواب مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر سے ملاقات کی اور اعزۂ وطن متوسلین ریاست سے ملے آپکا اکرام و اعزاز کیا گیا مشہور عربی دان حج نا ول صاحب آپ کا شاگرد تھا اور بڑی عظمت کرتا تھا تقرب حکام و ملاقات روساے عظام کی وجہ سے آپ کے اقتدار کو گورنمنٹ نے بھی تسلیم کیا اور بوجہ کمال علم و فضل خطاب شمس العلما جسکی پہلی بار گورنمنٹ نے فضلاے نامور کو دیا ہے آپ کو مرحمت ہوا آپ کے شریک خطاب مولانا محمد عبدالحق خیرآبادی و مولانا محمد نعیم لکھنوی فرنگی محلی و مولوی شاہ عبدالحق کانپوری شاگرد مولانا فضل حق خیرآبادی مشاہیر زمانہ تھے اسکے بعد سے ابتک حصول خطابات کا مدار محض خوشنودی حکام و خیرخواہی سرکار پر ہے کسی کمال کو انتخاب مین دخل نہین آپ نے اس عنایت کے شکریہ مین باصرار بعض حکام یورپین ضلع ایک فصیح و بلیغ قصیدہ عربی کوئین وکٹوریا ملکہ انگلستان و ہند کی مدح مین لکھکر بتوسط بعض حکام انگریز لندن روانہ کیا۔ افسوس کہ اس واقعہ سے ایک سال بعد آپ نے بدایون مین بعمر پنتالیس سال سنہ ۱۳۰۳ھ مین بمرض تپ و اسہال وفات پائی مزار خام متصل نواده و کھیڑا باغ مین ہے آپ کا کتبخانہ عظیم الشان افسوسناک طور پر تباہ و برباد ہوا آپ خوش خوراکی و خوش پوشاکی کے شوقین اور وجاہت کے دلداده تھے رحمہ اللہ تعالیٰ

علامہ عزیزی نے مادہ سال تاریخ عربی قطعۂ فارسی مین موزون کیا ہے۔

مولوی سید امیر احمد	گرد آہنگ روضۂ جنت	
سال تاریخ زدو رقم معجز	ادخلوا الخلد از سرِ رحمت ۱۳ھ	

آپکے دو صاحبزادہ ہین خلف اصغر یعنی مولوی سید محمد صاحب شاغل علمی و درسی مین مصروف اوقات ہین سلمہما اللہ

(۴۳) اشجع المناظرین برہان المتکلمین مولانا و اخونا الحاج سید محمد عبدالباری قدس سرہٗ

بن حجۃ الاسلام مولنا و ابینا السید سراج احمد نقوی فاضلی رحمہ اللہ تعالے ولادت باسعادت سال ۱۲۶۶ ہجری کو وطن مین ہوئی کاتب الحروف کے حقیقی برادر عمر مین آٹھ سال بزرگ تھے بچپن کا بڑا حصہ لکھنؤ و کاکوری مین بخدمت حضرت والد ماجد رح بسر ہوا مراجعت وطن کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی چونکہ سرعت فہم و قوت حفظ و جودت ادراک سے بہرۂ کامل رکھتے تھے اس لیے علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت اقل مدت مین حاصل کرلیے اور بعض متون اصول و کلام و ادب وغیرہ محفوظ ذہن عالی ہو گئے ابھی عمر کا بارھوان سال تھا کہ جناب پدر بزرگوار کا سایۂ عاطفت سر سے جدا ہو گیا اور اندوہ و مصائب کا کوہ عظیم سر پر آگیا لیکن مردانہ ہمت و استقلال و جرأت خداداد سے آپنے آلام زمانہ کا مقابلہ کیا اور حضرت والدہ ماجدہ اور چھوٹے بھائی بہنون کی تشفی و تسلی مین چندے مصروف رہے اسکے بعد پھر سلسلۂ اکتساب علم شروع ہوا اور مولنا سید امیر حسن رحمۃ اللہ کی خدمت مین پہونچے اُنکو چونکہ آپ کی قابلیت فطری و جوہر استعداد و ذہن و ذکا سے آگاہی تھی اس وجہ سے بتوجہ خاص آپ کی تعلیم مین مشغول ہوئے اور اپنے ہمراہ میرٹھ لے گئے وہان آپ نے چند سال قیام فرمایا اور شب و روز طلب علم و تکمیل درس مین اوقات عزیز بسر ہوئی۔ چونکہ جودت و فطانت کے ساتھ جرأت و دلیری زائد الوصف تھی اور کسی امیر یا حاکم کا رعب آپ کو مانع گفتگو نہ ہوتا تھا

اور قوت تقریر مین یگانہ تھے اس لیے ہمیشہ مجالس وعظ و مناظرہ مین حضرت اُستاد آپ کو فخر کے ساتھ پیش کرتے تھے اور آپ اپنا فرض خوبی سے انجام دیتے تھے۔ تقریباً ۱۲۸۵ھ مین مدرسہ اسلامیہ کی طرف سے شیخ الٰہی بخش تاجر رئیس میرٹھ نے عظیم الشان جلسہ کا اعلان کیا اور علما و فضلاے عصر بلاد و امصار سے شریک و مدعو ہوئے رامپور بریلی لکھنو دہلی مراد آباد دیوبند وغیرہ سے مشاہیر اہل علم آئے اور تین روز تک یہ بارونق جلسہ علما کے مواعظ و خطب سے معمور رہا تیسرے دن مجمع عام علما و امرا و عمائد شہر مین فارغ التحصیل طلبہ کو سند فضیلت بعد امتحان دی گئی اور سب سے پیشتر بانی مدرسہ مولنا سید امیر حسن رحمہ نے آپ کو پیش کیا کتب منتہائیہ کے مقامات مشکلہ اور ہر علم و فن کے دقیق و مغلق مسائل آپ کے سامنے لائے گئے جنکے جوابات شافی بے فکر و تامل آپ نے فضلاے ممتحنین کو دے دیے ہر طرف سے احسنت و بارک اللہ کی صدا بلند ہوئی اور اول درجہ کی سند بمواہیر علماے حاضرین آپ کو دی گئی اعیان شہر میرٹھ آپکی حالت سے پہلے سے واقف تھے اس جلسہ کے بعد عظمت اور بھی زیادہ ہو گئی اسی زمانہ مین آپ نے رسالہ ہدایۃ المبتدعین رد شرک و بدعات مین بفرمایش بعض نو مسلم انگریز تصنیف فرمایا اور اسکو بعض روساے میرٹھ نے طبع کرایا

جلسہ میرٹھ

پھر حضرت مولنا سے اجازت لیکر آپ دہلی تشریف لے گئے اور اپنے استاد الاستاذ شیخ الکل مولنا سید شاہ نذیر حسین محدث رح سے کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ سُنا کر سند لی۔ علی جان صاحب معزز تاجر دہلی نے آپ سے قیام دہلی کی خواہش کی چنانچہ پانچ ماہ وہان قیام فرمایا طلبہ علم کو درس دیا اور شہر مین جابجا مجالس وعظ منعقد ہوتین بعض سربرآوردہ مسلمانون کے اصرار سے آپ نے مسیحی پادریون سے مناظرہ کیا اور مجمع عام مین انکو شکست دی کتب مذاہب باطلہ پر آپ کی نظر وسیع تھی اور انکے مضامین مستحضر فی الذہن تھے انکی خوب خوب تردید فرمائی اور

سفر دہلی

مناظرہ نصارا

حقانیت دین اسلام زور شور سے ثابت کی چند مسیحی علماء نے خود اپنے مغلوبیت و عجز
کا اعتراف کیا۔ پھر وہان سے بقصد وطن روانہ ہوئے اور راستہ مین علی گڈھ قیام
فرمایا یہان بانی مذہب آریہ دیانند سرستی سے مقابلہ ہوا مخالفین نے تقریری
بحث کو گوارا نکیا لہذا آپ نے ایک تحریر اثبات حقیت اسلام و تردید اعتراضات
مخالفین سے مشحون لالہ صاحب کے پاس بتوسط بعض اعیان شہر بھیجی اور اسکا جواب
نہ آنے پر چوتھے روز ایک تحریر جسمین وید کی تعلیمات کو لغو ثابت کیا تھا اور عقائد آریہ

مناظرہ آریہ

کی اصولاً تردید تھی ایک جلسہ عام مین پڑھ کر سنائی اور مشہورۂ عام مخالف کو پہونچائی
اس دوران مین چند جگہ آپ کا وعظ و بیان ہوا مگر کسی مخالف کو مجال دم زدن
نہوئی پھر سنا گیا کہ لالہ صاحب کسی طرف روانہ ہوگئے اسکے بعد آپ وطن
تشریف فرما ہوئے اور حضرت تاج الاولیا قدس سرہ نے اپنی دختر کے ساتھ

مراجعت وطن و نکاح

آپ کا عقد نکاح فرمایا پھر باجازت حضرت والدہ معظمہ آپ بدایون تشریف لے گئے
اور بقدر دانی بعض حکام مسلمان وہان قیام فرمایا طلبہ علوم کو درس دیتے اور
اہل بدع واہوا و ہنود و نصارا سے معرکہ بحث مین وقت صرف فرماتے بعض
علماے بدایون سے بسبب اختلاف عقائد و اعمال مباحثے ہوئے اور تحریراً
و تقریراً اعلاے کلمۃ الحق و اشاعت توحید و اتباع کتاب و سنت و رد شرک
و بدعت مین سعی روزانہ فرمائی اور کسی جلسہ مین کسی مخالف کی پرواہ نہ کی
بخطر اظہار حق فرمایا۔ مشہور پادری انگریز ہاسکن صاحب سے بتقریب بحث و

قیام بدایون

تحقیق مذاہب ملاقات ہوئی اور وہ آپ کی وسعت نظر و تحقیق و عبور کا گرویدہ
ہوگیا تحریفات انجیل کا اعتراف کیا آپ سے عربی زبان کی تحصیل حد تکمیل کو پہونچائی
وہ زبان عبرانی کا عالم تھا آپ نے اس سے زبان عبرانی حاصل کی اور بحسب ضرورت
کتب دین مسیحی کا مطالعہ کیا آپ کے مناظرات و مباحثات مین تعصب و نفسانیت

وخود نمائی وشہرت پسندی کا مطلقاً دخل نہ تھا ہمیشہ خلوص وسعی لوجہ اللہ وارشاد عباد مرکوز خاطر تھے اور طلب حق وکسب کمال ودرس ووعظ وتصنیف مین بدل مساعی فرماتے تھے ردّ اہل باطل والزام مخالفان اسلام آپ کا خاص شعار تھا۔ تعلقات معاش شہر جونپور مین قیام فرمایا کچھ وقت تدریس طلبہ علم مین بھی صرف ہوتا تھا مولوی حکیم محمد انور علی لکھنوی محشی کتب درسیہ ومصنف انوار الحواشی وغیرہ سے آپ کا ربط وضبط زیادہ رہا اور بعض اوقات فرصت مین آپ نے اُنسے فن طب کے مسائل اور بعض مقامات مشکلہ ومصطلحات طبیّہ کلیات قانون شیخ الرئیس زبانی استفادہ فرمائے اور طریقہ مطلب بھی حاصل کیا بعد چندے شہر آگرہ مین مدرسہ عربی سرکاری مین آپ کا تعلق ہوا اور کئی سال وہان قیام فرمایا مدرسہ مین تعلیم ادب وریاضیات عربی آپ کو تفویض ہوئی حساب وہندسہ وہیئت ومساحت مین آپ کو علماً وعملاً کامل دستگاہ تھی جامعیت علوم وفنون معقول ومنقول مین ممتاز اور استحضار وتحقیق فروع واصول مین فائق الاقران تھے اس وقت آگرہ مین مسیحی پادریون کا بڑا زور تھا اور عوام وخواص سے ہر موقع پر بر سر بحث ہوتے تھے آپ نے وہان پہونچکر دین نصاریٰ کی تردید اور حقانیت اسلام پر زور وشور سے وعظ کہی اور ہر مجلس مین مذہبی تقریرین کین اسپر عیسائی علما نے متفق ہوکر ایسے مباحثہ کا قصد کیا اور مشہور مسیحی عالم پادری عماد الدین جو عربی زبان واسلامی کتب پر عبور اور بحث ومناظرہ مین خاص مہارت رکھتا تھا اس مباحثہ کے لیئے منتخب ہوا اور بعض مشنری علما پنجاب سے بھی اس مُہم کے لیے مدعو کیے گئے پادری وین صاحب پرنسپل مشن کالج اس کے منتظم تھے شرائط مباحثہ وانعقاد جلسہ انجمن کے ذریعہ طے ہوئے اور یوم موعود پر عمائد شہر ہندو ومسلمان وعیسائی وحکّام وقت وامرا وغربا شریک جلسہ ہوئے اور باتفاق رائے حاضرین استدعائے

جونپور
آگرہ
مناظرہ نصاریٰ

مخالفین آپ نے تقریر طویل دربارۂ استحکام اصول اسلام وحقانیت قرآن وصداقت
دین برحق وابطال وتردید ادیان منسوخہ وتحریفات وغیرہ پر بفصاحت وبلاغت تمام
بیان فرمائی مسیحی علما اس سے قبل آپ کی تقریرون اور وعظون کے مضامین خود اور
لوگون کی زبان سے بھی متواتر سُن چکے تھے اب اس بیان مین دین اسلام کا
غیر مذاہب سے موازنہ اور زبردست فیصلہ تھا اور آپ کی طلاقت لسانی نے اسکو
بوضاحت حضّار کے ذہن نشین کردیا اسمین دو گھنٹہ سے زیادہ وقت صرف ہوا
آپ کے بعد پادری صاحبان سے جوابی تقریر کا تقاضا کیا گیا مگر کچھ نہوا کچھ دیر خاموشی
کے بعد پادری عماد الدین نے مناظرۂ زبانی کو موجب فتنہ وفساد کہکر رخصت مانگی اور کہا کہ
ہم تحریری بحث کو پسند کرتے ہین منتظم جلسہ ودیگر معزز عیسائیون نے انکے فرار وبہانہ جوئی
کو تسلیم کرکے جلسہ برخاست کیا پادریون کی اس بے محابا گریز سے عام عیسائیون کے
دل بیٹھ گئے اور ایک مدت کے لیے اُنکی تقریرون کا بازار سرد ہوگیا اسکے بعد چند
تحریرون کے ذریعہ سے اُنکو تنبیہ کی گئی مگر جواب صاف ملا اور کوئی آمادہ بحث نہوا
مسلمانون نے نعرہاے فتح ونصرت بلند کیے۔ اسکے مختصر حالات رسالہ فتح المبین
علی اعداء الدین مطبوعہ آگرہ ۱۲۹۴ھ مین درج ہین جب سرسید مرحوم کی تفسیر القرآن اردو
کے بعض مضامین رسالہ تہذیب الاخلاق مین علیگڈھ سے شائع ہوئے تو آپ نے
سورۂ فیل کی تفسیر پر سید صاحب کا رد لکھا اور انکی تفسیری غلطیان ظاہر کین اس
مضمون کو سید مرحوم نے تہذیب الاخلاق مین بلفظہ طبع کرا دیا اور دوستانہ خط و
کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور جب قیام محمڈن کالج کے لیے گشت کیا تو آگرہ پہونچکر
سب سے پہلے آپ سے آکر ملے اور آپ کو اپنے قیام گاہ یعنی مکان مولوی عبد القیوم
صدر اعلی پر ساتھ لے گئے اور جابجا شہر مین معززین کے پاس مع آپ کے گئے
بعد چندے عہدۂ پروفیسری عربی وفارسی کے لیے آپ کو بلایا اور بہت اصرار کیا

مگر آپ نے حمیّت دین و اختلافِ عقائد باہمی یہ تعلق گوارا نفرمایا با این ہمہ سیّد صاحب ہمیشہ آپ کی ہمت و عزم و مستعدی کے مدّاح رہے زمانہ قیام آگرہ مین آپ نے کتاب مستطاب اِعْلامُ الاخبار والاعلام اِنّ الدین عند اللّٰہ الاسلام مجلد ضخیم تصنیف فرماکر طبع کرائی جو اپنے باب مین بے مثل و نظیر ہے مخالفین دین حق کیلیے حجت قاطعہ اور اہل حق کے لیے آیت باہرہ ہے ذیل تنقیدی اصول پر غیر مذاہب کو باطل اور اسلام کو حق ثابت کیا گیا ہے[علا] چونکہ تمام سعی آپ کی اشاعت حق و تبلیغ اسلام مین تھی اور حمیت دین و فلاح مسلمین کو نصب العین رکھتے تھے بنابرآن واقعہ جنگ روم و روس ۱۲۷۷ھ مین خاموش نہ رہسکے اعانت سلطان ترک و مجاہدین پر کمرہمت باندھی آگرہ مین جابجا وعظ کہے مضافات شہر مین دورہ کیا اپنے وطن مین لوگون کو ترغیب امداد دی اور ایک رقم کثیر چندہ کی ترکی کو بھیجی اور آپ کی کوشش سے بہت نفوس مسلمین مجاہد بنکر روم کو گئے اسی خدمت کی مصروفیت مین ملازمت سے مستعفی ہوکر وطن تشریف لائے اور وعظ و ارشاد و ترغیب و ترتیب عباد و تفسیر قرآن و حدیث مین مشغول ہوئے۔ بعدہ مرادآباد کا سفر فرمایا اور مشہور رئیس شہر قاضی محمد عباس مرحوم کے مہمان ہوئے اندرین مرادآباد کا مشہور عالم ہنود مصنف تحفۃ الاسلام سے مناظرہ کیا اور مجمع عام مین اسکو شکست دی اور یہ بھی ثابت کردیا کہ کتاب مذکور اسکی مصنفہ نہین ہے وہان سے لکھنؤ گئے اور مولٰنا محمد عبد الحی لکھنوی کے تعلقات محبانہ کی وجہ سے فرنگی محل مین قیام فرمایا اتفاقاً منشی نول کشور سی آئی ای۔ سے ملاقات ہوئی اور انھون نے مطبع کے لیے تصحیح کتب کی نگرانی و افسری کی استدعا کی جسکو آپ نے طوعاً و کرہاً قبول فرمایا۔

تصنیف کتاب

جنگ روس و روم

مناظرہ ہنود

[علا] آپکو مصنفات ابن تیمیہ و ابن قیم و سیوطی و شاہ ولی اللہ وغیرہ رحمہم اللہ سے بیحد مذاق تھا اور اکثر عبارات نوک زبان ہر از بر تھین شروح بخاری و اکثر تفاسیر پر نظر غائر و وسیع و علم معانی و بیان مین کامل دستگاہ تھی محاسن شعر عربی فارسی اردو کو خوب فہم فرماتے ۱۲ —

وہ آپ کی فضیلت علمی و ستعدی کے مدح سرا اور آپ انکی ملازمت سے سخت بیزار رہے غیر مسلم کی ماتحتی سے ہمیشہ احتراز فرماتے اور بمجبوری اختیار کرتے تھے چنانچہ بعد چندے سبکدوش ہوگئے اور بغرض تبلیغ دین و اعلائے کلمۃ اللہ مقامات دور و دراز کا سفر کیا ریاست ٹونک و حیدر آباد دکن بھی تشریف لے گئے مگر خواہش حصول ملازمت اصلا نہ کی ہر جگہ اکرام و احترام کامل کیا گیا مجالس عام میں وعظ ہوئے آپ کی حسن مساعی و برکت انفاس سے صدہا گمراہ دین برحق میں آگئے اور بہت سے مبتدعین عقائد باطلہ سے تائب ہوئے آپ کی اثر صحبت سے ایک معزز انگریز لکھنؤ میں مائل اسلام ہوا اسکا نام جوزف تھا آپ کی تحریک سے ریاست بھوپال میں معزز عہدہ پر مامور ہوا حضرت نواب سیدنا مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم نے بمعائنہ اشتہار طبع کتاب اعلام الاحیاء بحمیت دینی مصارف طبع میں اعانت فرمائی تھی جب سے باہم سلسلہ مراسلت قائم تھا اتفاق سے بعد واپسی حیدر آباد ۱۳۰۹ھ میں آپنے بھوپال میں قیام فرمایا اور بفرمایش و اصرار نواب صاحب ممدوح ریاست بھوپال میں تعلق ملازمت اختیار کیا اور تا آخر حیات متوسل و مشیر و ندیم نواب صاحب و معتمد امور ریاست رہے ریاست کے علما و فضلا و مدبرین و عقلا میں قدر و منزلت و تقرب و حضوری میں آپ ممتاز تھے عام رائے تھی کہ جس صیغہ کا کام یا جو عہدہ آپ کے سپرد کیا جائے اُسکو آپ سب سے بہتر انجام دے سکتے ہیں دربار میں جس طرح مباحث علمی میں سبقت فرماتے تھے اُسی طرح امور نظم و نسق ملکی میں بجرأت تردید و تائید و اظہار رائے فرماتے تھے بلکہ بزور دلائل اپنے مدعا کو مخاطبین سے تسلیم کرا لیتے تھے راست گوئی و اظہار حق میں آپ کی جرأت و دلیری ضرب المثل تھی آپ پر کسی امیر و حاکم و والی ملک کا رعب نہ تھا جس موقع پر ندمائے خاص و مقربین مجبور ہوتے آپ وہاں بلا خوف و خطر تقریر کے جوہر دکھاتے تھے ایں

سفر لکھنؤ

تعلق بھوپال

دلیری و اظہار حق

ذرا بھی مبالغہ نہین کہ خود اُمرا و رؤسا پر آپ کا رعب چھاتا اور اُنکو آپ کے اتباع پر مجبور کر دیتا تھا یہ حقیقتاً ہیبت حق تھی آپ نے کبھی اپنی ترقی جاہ و منصب کے لیے کوشش نہین فرمائی اور جب خود بخود کوئی موقع پیدا ہو گیا اور سرکار سے آپ کی ترقی و قدر شناسی ہوئی تو فوراً کسی امیدوار حاجتمند دوست و عزیز کو نواب صاحب کے سامنے پیش کر دیا اور بعوض اپنی زیادتی جاہ و منصب کے اسکو معقول ملازمت پر مامور کرا دیا اس ایثار کی مثالین آپ کے کارنامہ مین بکثرت ہین۔ اعزہ وطن کی قدر افزائی و سرفرازی مین ہمیشہ جد و جہد فرماتے تھے کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر مرحوم کو آپ نے محبت کے ساتھ ریاست مین بلوایا اور اُنکی ترقی اعزاز مین ساعی رہے کپتان میر فدا حسین خان مرحوم اور ڈپٹی میر مظہر علی صاحب رئیس سہسوان کو اپنے توسل و تقریب سے معزز عہدون پر مامور کرایا۔ اہل حاجت اقارب و آشنا کی ہمدردی بدل و جان فرماتے اور اگر کوئی احسان فراموش آپ کو رنج پہونچاتا تو عفو سے کام لیتے اور پھر احسان و مروت سے اسکے ساتھ پیش آتے سچ ہے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردے اَحسِن اِلیٰ مَن اَسَا

حق گوئی و اظہار مافی الضمیر مین آپ کو موقع و محل کا انتظار نہوتا تھا بڑے بڑون کو خطا و لغزش پر فوراً ٹوک دینا ایک معمولی بات تھی خوشامد و دنیا سازی آپ کے مسلک مین کفر تھی ۱۳۰۲؁ ہجری مین تیسرا سفر حج فرمایا کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر کو بھی ترغیب ادائے حج دیکر ہمراہ سفر کیا اور خود بھی ریاست سے رخصت لی اہل و عیال کو بھوپال مین چھوڑ کر مکہ معظمہ گئے علما و صلحاے مکہ سے ملاقات ہوئی حاجی امداد اللہ ہندی مہاجر کے حلقۂ درس مین پہونچے حاجی صاحب ایک جماعت کو کتب تصوف کا سبق دے رہے تھے اور جلسہ ذکر کتاب اللہ و حدیث رسولؐ سے خالی تھا اس مواخذہ پر حاجی صاحب برہم ہوئے اور علماے متقدمین و محدثین مثل امام ابن قیم و شاہ ولی اللہ

اوصاف کریمہ

سفر حجاز

رحمہما اللہ کی شان مین الفاظ نازیبا فرمائے اسپر بہت بحث و نزاع رہی آخر بتقاضاے
ہمراہیان آپ قیام گاہ پر واپس آئے مگر وہان بحکم تبنگ آمد بجنگ آمد آپ پر ایک
سخت حملہ کیا شریف مکہ کو اطلاع دی کہ یہ نووارد عالم وہابی ہین اس پر تحقیق
و تفتیش ہوئی اور آپ سے زبانی و تحریری جواب طلب ہوئے اسی کے ساتھ
مخالفین کی کوشش سے دس بارہ سوال متعلق عقائد آپ کے پاس پہونچے
آپ نے بغیر استمداد کسی کتاب کے اجوبہ محققانہ بنقل شواہد کتاب و سنت و آثار
صحابہ و عقائد سلف مع حوالہ کتب معتبرہ و نقل عبارات ایک رات مین تحریر
فرماکر شریف کے پاس بھیج دیے شریف مکہ نے بحضوری علما اسکو پڑھا اور حاجی
صاحب کے پاس روانہ کردیا بعدہ آپ کو بعز و اکرام طلب کرکے تین روز
مہمان رکھا اور بتکلف تمام آپکی دعوت مع رفیقون کے رہی جوابات مشار الیہا کا
مسودہ قلمی آنجناب رح راقم الحروف کو زمانہ ترتیب کتاب ہذا مین کتب خانہ جناب
نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ مقیم لال باغ لکھنؤ سے دستیاب
ہوا اسکے مطالعہ سے آپ کے حفظ و استحضار مطالب و عبارات و وسعت نظر و تحقیق
مجتہدانہ کا کمال ظاہر ہوتا ہے علوم قرآن و حدیث مین آپ کا پایہ ارفع و اعلے تھا
اتباع سنت و زہد و تقوے و اجتناب منکرات و رد بدعات مین ہمیشہ ساعی رہتے
تھے مولوی ہدایت اللہ خان مدرس جونپور و مولوی ہدایت علی بریلوی و مولنا
عبد القادر بن مولوی فضل رسول صاحب بدایونی و مولوی عبد النبی رامپوری
سے مختلف اوقات و مواقع مین مباحثات ہوئے اور ادلۂ قاطعہ قرآن و حدیث
سے سب کو ساکت کیا مصنفات امام ابن تیمیہ و ابن قیم جوزی و شاہ ولی اللہ دہلوی
و علامہ شوکانی و حافظ عسقلانی پر عبور خاص تھا تفسیر امام رازی گویا از بر تھی نواب صاحب
مرحوم کے دربار خاص مین اکثر شب کو مجمع علما و فضلا ہوتا تھا آپ بھی روزانہ پابند

حضوری تھے مسئلہ رفع سبابہ کی بابت نواب صاحب مرحوم نے اپنی تحقیق بیان فرمائی اور کسی نے مخالفت نہ کی آپ نے بیخوف تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ابتداے قعدہ سے آخر تک رفع سبابہ مسنون ہے اسپر دلائل صریحہ حدیث پیش کیے کچھ باہمی بحث کے بعد سب کو آپ کی تحقیق سے اتفاق کرنا پڑا اسی طرح جب مسجد جامع سہسوان زیر تعمیر تھی تو نواب صاحب نے آپ کی درخواست پر عذر کیا کہ صرف زکوٰۃ کا روپیہ میرے پاس ہے اور وہ بناے مسجد کے لیے جائز نہیں بعض علما نے موافقت بھی کی مگر آپ نے مصارف زکوٰۃ سے صرف فی سبیل اللہ کا جہاد کے لیے مخصوص نہونا ثابت فرمایا اور چند روز تک متواتر دلائل و اقوال صحابہ و سلف سے اپنے مدعا کی تائید فرمائی آخر نواب صاحب نے آپ سے اتفاق کیا اور مبلغ دو ہزار رقم چندہ عطا فرمائی۔ علیا حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ خلد مکان آپ کو شیر دربار کے لقب سے یاد کیا کرتی تھیں۔ آپ جسمانی صحت و توانائی و چستی مین شہرہ پہلوان اور محنت و جفاکشی و مستعدی مین غیر معمولی قوت کے انسان تھے ورزش بدنی و مشی و ریاضت دائمی معمول تھا۔ رحم و ہمدردی کا اسقدر جوش تھا کہ ایام قحط و گرانی مین کبھی خود شکم سیر ہو کر نہ کھاتے اور غربا و محتاجین کی مدد فرماتے اور خود کسیکا بار احسان کسی حالت مین گوارا نہوتا تھا باایں ہمہ تواضع و خوش اخلاقی و مہمان نوازی شعار خاص تھا۔ آپ کا رابطۂ انس و محبت بھوپال مین فضلاے عصر مولنا سید ذوالفقار احمد نقوی دام فیضہ و مولنا شیخ محمد صاحب محدث جعفری مچھلی شہری قاضی ریاست و مولنا محمد عبدالرشید کشمیری و مولنا حکیم محمد معز الدین پشاوری رحمہم اللہ سے زیادہ تھا۔ تا دیر حج بیت اللہ سے دوسرے سال ۱۳۰۲ھ مین آخر ماہ ذی القعدہ مین بعارضہ تپ محرقہ علیل ہوئے اور تیرہ ۱۳ دن صاحب فراش رہکر خاص یوم الحج ۹ - ذی الحجہ یوم پنجشنبہ کو بعد نماز مغرب آغاز شب جمعہ مین ۱۳۰۲ھ عالم فانی سے جوار رحمت الٰہی کو منتقل ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون ؁ اس خبر

وحشت اثر سے تمام شہر مین سخت کہرام مچ گیا سرکار عالیہ و نواب صاحب بہادر کو آپ کی وفات سے دلی صدمہ ہوا آپ کے اہل و عیال کی پرورش کے لیے ریاست سے معقول وظیفہ ماہوار معین فرمایا مزار مقدس جانب شمال شہر تکیہ قلندر شاہ مین واقع ہے رحمہ اللہ تعالےٰ اس سانحہ کی تاریخ آپ کے محب مخلص حافظ سید محمد سورتی رح اُستاد سرکار موجودہ حال وجاگیردار ریاست نے فی البدیہہ حدیث نبوی فَیَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِلَاحِسَابٍ سے بتعمیہ یک عدد مستخرج فرمائی اور مولانا سید ذوالفقار احمد سلمہ ربہ نے۔ امیر المتقین مولنا سید عبد الباری تاریخ کہی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ اللہ تعالےٰ آیہ شریفہ وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ سے بصنعت ملفوظی یعنی بعد اسقاط الف جمع مستنبط کی۔

(۳۵) علامہ نحریر مولنا الشیخ محمد بشیر محدث فاروقی رحمہ اللہ تعالےٰ

بن حکیم محمد بدر الدین رح آپ دودمان علم وحکمت کے مایۂ ناز خلف اور فضائل و کمالات مین یادگار سلف صالحین تھے زمانہ آخر مین مجدد دین برحق و امام عصر مجتہد مطلق ہوئے ولادت شریف وسط صدی سیزدہم مین ہے وقت وفات پدر رح آپ کا سن آٹھ نو سال سے زیادہ نہ تھا دو بھائی بڑے اور ایک آپ سے چھوٹے تھے بچپن کا زمانہ والد صاحب کے سایۂ عاطفت مین لکھنؤ مین بسر ہوا ابتدائی تعلیم وہین پائی ذکاوت طبع واصابت رائے ونظر غائر بدرجۂ غایت رکھتے تھے بعد وفات پدر بزرگوار وطن آئے اور بعد چندے بشوق تحصیل علم سفر کیا پھر لکھنؤ وارد ہو کر مولنا محمد واجد علی لکھنوی و بعض فضلائے فرنگی محل سے فنون معقولات ومنقولات متداولہ پڑھے بعدہ دہلی جاکر تکمیل علوم تفسیر وحدیث وفقہ واصول فرمائی

سلہ افسوس آپ کی وفات ۱۷ محرم ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۲۱ء شب جمعہ کو ہوئی ۱۲ منہ

بعض مقامات کتب دینیہ مولنا سید امیر حسن محدث سے حل و استفادہ فرمائے اور شیخ الحدیث مولنا سید نذیر حسین دہلوی سے کتب صحاح ستہ وغیرہ سماعاً و قراءۃً اخذ کین نیز سند کتب احادیث علامہ شیخ حسین عرب یمنی و شیخ احمد شرقی نزیل مکہ و مولنا محمد صاحب سہارنپوری مہاجر مکہ سے حاصل کی بعد فراغ درس اولاً علوم عقلیہ منطق و فلسفہ و علم ادب و فقہ و اصول مین زیادہ انہماک ہوا موافق مذہب حنفی کتب فقہ کے مطابق فتوے تحریر فرماتے تھے مولنا سید امیر حسن کے فیض صحبت سے دینیات کا مذاق غالب ہوا اور جادۂ تحقیق کی جانب قدم بڑھایا قرآن و حدیث کا اتباع مطمح نظر ہوا اور ہر مسئلہ مین کتاب و سنت کی طرف رجوع کی مسائل جزئیہ و فرعیہ قرآن پاک سے مستنبط فرماتے اور بقوت مجتہدانہ عمل بالحدیث و ترک آرا و تقلید شخصی کو واجب سمجھتے تھے۔ ہر مسئلہ مین اختلافات ائمہ اربعہ و نزاع فقہا و مسلک محدثین و اقوال سلف و آثار صحابہ پیش نظر تھے اور شرائط اجتہاد ذات قدسی صفات مین مجتمع تھین اس لیے ہر دعوی حجج قویہ سے مویّد اور ہر استنباط شواہد کتاب و سنت سے موکد تھا جس فتوے یا مسئلہ پر علمائے عصر سے اختلاف کیا بایراد ادلہ باہرہ کتاب و سنت مخالف کو تسلیم کرادیا زور تحریر و قوت مناظرہ مین فرد اور وسعت معلومات و اطلاع مذاہب سلف مین یگانۂ عصر تھے۔ درس و تدریس و تصنیف و تالیف و وعظ و ارشاد مین اوقات عزیز بسر فرماتے اور خدمت کتاب و سنت بخلوص دل بجالاتے تھے اوّل مدرسہ انگریزی سینٹ جونس کالج آگرہ مین فارسی و عربی کے پروفیسر ہوئے اور ایک مدت وہان قیام فرمایا مدرسہ کی تعلیم کے سوا مکان پر صبح و شام جماعت کثیرۂ طلبۂ علوم معقول و منقول کو درس دیتے تھے۔ خاندان اطبائے آگرہ کے مستعد و منتہی طلبہ آپ کے حلقۂ درس سے مستفیض ہوئے حکیم مبارک علی و حکیم معصوم علی نامور طبیب آپ کے تلامذۂ خاص سے تھے

تحصیل علم

تحقیق و اجتہاد

درس و تدریس

افق المبین ملّا باقر دھوم دھام سے ہوتی تھی انہین اتنا ذی مولنا سید امیر احمدؒ بھی شریک ہوتے تھے آپ کا وصف مشہور یہ تھا کہ جو مقام کتاب آپ کی نظر سے گذر گیا اسکو کوئی آپ کے مثل نہین پڑھا سکتا تھا تفسیر و حدیث و فقہ و اصول مین بے نظیر تھے آگرہ کے قیام مین آپ حج کو تشریف لے گئے اور واپس ہوکر رسالہ مختصر القول المحقق المحکم فی زیارۃ القبر الحبیب الاکرم تصنیف فرماکر شائع کیا اُسپر مولنا محمد عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی نے قلم اُٹھایا اور رسالہ الکلام المبرور جواباً لکھا پھر آپ نے رسالۂ القول المنصور اسکا رو شائع کیا اس کی تردید مین مولنا لکھنوی نے المذہب الماثور بڑے زور شور سے شائع کیا اسکا جواب بلیغ و شافی مزیل تمام شبہات و دافع جملہ ایرادات قدیمہ و جدیدہ بہت شرح و بسط کے ساتھ جامع مانع بجد و جہد تمام المسمیٰ اتمام الحجۃ علےٰ من اوجب الزیارۃ کالحجۃ المعروف بہ السعی المشکور ایک مجلد مبسوط و ضخیم تصنیف فرماکر طبع کرایا جو نہایت محققانہ و مسکت تھا اگرچہ اسکا جواب برائے نام لکھا گیا مگر اہل تحقیق نے ہیچ سمجھا اور پھر جواب الجواب تیار ہوگیا جسکے طبع کی نوبت نہ آئی مبدء بحث یہ تھا کہ مسئلہ استحباب و وجوب زیارت قبر نبوی صلعم مین اولاً مولوی محمد بشیر الدین قنوجی و تلمیذ رشید مولوی سید امداد العلی ڈپٹی کلکٹر متوطن آگرہ آپ کے مد مقابل ہوئے اور فیمابین چند تحریرات کی آمدو شد ہوئی فاضل موصوف نے اپنی کمزوری بفراست دریافت کرکے مولنائے لکھنوی کو بحث کی ترغیب دی اور اپنا تحقیقی سرمایہ بھی اُنکے سپرد کیا فجری ما جریٰ — آپ جب لکھنؤ تشریف لیجاتے تو مولنا عبد الحی صاحبؒ فرنگی محلی بتواضع و حسن خلق پیش آتے اور باصرار کئی روز تک آپ کو مہمان رکھتے آپ کا وعظ سُنتے اور مودبانہ عظمت و احترام کرتے آگرہ مین بزمانۂ قیام راقم آپ مرجع اہل دین و مقتدائے مسلمین و مرشد طالبان تحقیق تھے تحریر فتاوی و اجوبہ مسائل مین آپ کی طرف رجوع کی جاتی تھی بعض فروعی مسائل مین

مناظرہ در مسئلہ زیارت

مولنا سید امیر احمد سہسوانی رح نے آپ سے اختلاف کیا اور بسبب حدت طبع و اصرار فطری
کشاکش پیدا کی مگر بعد وضوح حق بارہا رجوع فرمائی اور بحث سے دستکش ہوئے۔ ہم ادھر
غضب کا زور و شور اور ادھر انتہا کا حلم و تحمل کبھی ملکہ حالت اعتدال بھی پیدا کر لیتے تھے
آپ کو اخی و استاذی مولنا سید عبد الباری رح سے رابطۂ خلت و وداد مستحکم تھا اور ہر معاملہ
مین انکی راے پر اعتماد فرماتے تھے۔ ورع و تقوی و عبادت و شب بیداری بصدق و
اخلاص رکھتے تھے رقت قلب و خشیت الٰہی کا اثر وعظ پر تاثیر سے ظاہر ہوتا تھا۔ تاریخ
پنجم محرم الحرام سنہ ۱۲۹۵ ہجری کو حسب الطلب مولنا جناب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
آپ آگرہ سے ترک تعلق فرما کر ریاست بھوپال تشریف لے گئے محرر سطور اس سفر مین
ہمراہ تھا حضور سرکار عالیہ و جناب نواب صاحب رح نے بارادت دلی آپ کا اعزاز و احترام
کیا اور عہدۂ افسری مدارس ریاست آپ کو تفویض ہوا۔ طلبہ علم کو بطور خود درس
تفسیر و حدیث وغیرہ سے مستفید فرماتے اور اجوبہ مسائل مستفتیہا مجتہدانہ تحقیق کے
ساتھ تحریر کرتے ہر جمعہ کو مسجد قاضی صاحب مین وعظ قرآن و حدیث کہتے مسائل شرعیہ
مین اپنی تحقیق کو بخیط ظاہر فرماتے اور منکرین پر تحریراً و تقریراً اتمام حجت کرتے
انکسار نفس و تواضع و حسن خلق بدرجہ غایت تھا اعزہ و احباب کے ساتھ بے تکلفانہ
ارتباط رکھتے تھے اور ایثار و کرم و امداد غربا و مہمان نوازی مین کمال سیر چشمی سے کام
لیتے اور کسی امر مین ریا و عجب و خود نمائی کا لوث نہ تھا نیز لطیفہ گوئی و ظرافت و کشادہ پیشانی
و تواضع مین ممتاز تھے مہمان نوازی و مدارات اعزہ و احباب دریا دلی سے فرماتے
خوش خوراک بیحد تھے۔ اقتداے سنت نبوی و نصرت حق مرکوز خاطر و ترک مستحب
ناگوار طبع تھا بھوپال بلکہ تمام ہندوستان مین اپنے علم و فضل کا سکہ بٹھا دیا اور
علماے عصر پر اپنی فضیلت علمی و قوت اجتہاد کو ثابت کر دیا۔ مفتی مکہ شیخ احمد دحلان رح
سے مسئلہ توحید مین مناظرہ ہوا اور ان کے رد مین کتاب صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیخ دحلان

سفر بھوپال

تصنیف فرمائی اور لاجواب ثابت ہوئی اس کو علماے بخد نے چند بار طبع کرایا جب
مولنا عبدالحی لکھنوی رح اور جناب نواب صاحب مرحوم کے مابین بحث کا سلسلہ قائم
ہوا اور طرفین سے رسائل وکتب کی اشاعت ہوئی تو بعض مواقع پر مولنا لکھنوی
نے آپ کو مصنف کتب مناظرہ خیال کیا اور رسالۂ ابراز الغی مین اسکی تصریح کی آپنے
اُنکے ظن کو رفع فرمایا اور پھر دونون علامہ عصر کے باہم مصالحت مین سعی فرمائی
جزاہ اللہ خیرا جب وفات نواب صاحب مرحوم بماہ جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۷ھ مین واقع
ہوئی تو آپ دل برداشتہ ہوئے مگر سرکار عالیہ مرحومہ کی عنایت وقدرشناسی و
حسن عقیدت نے آپ کو روکا اور ہر دوشنبہ کو تاج محل مین آپ کا وعظ مقرر ہوا
جسمین سرکار عالیہ معہ جملہ خواتین وبیگمات محل شریک ہوکر حظ دینی حاصل کرتی تھین
وعظ کی تاثیر اور انداز بیان کا یہ اثر تھا کہ تضرع وبکا کی صدائین بلند ہوتی تھین
عدل وسیاست شرعیہ کے احکام اور حکومت وامارت کے متعلق ترہیب وترغیب
بے باکانہ فرماتے اور ذرہ رعایت نکرتے یہانتک کہ ۲۹ صفر سنہ ۱۳۱۹ ہجری مطابق
یکم جون سنہ ۱۹۰۱ع مین سرکار مرحومہ نے انتقال فرمایا اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
والیہ حال ریاست بھوپال مسند نشین ہوئین تعلیم جدید وفنون مغربی کی ترقی اور
قدر علم وعلماے دین مین کمی نظر آئی تو آپ نے بعد قیام بست وپنج سال ریاست
کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہا اور مستعفی ہوگئے آپ اس سے قبل جب حسب الحکم سرکار
مرحومہ بغرض مباحثہ مرزا غلام احمد قادیانی دہلی تشریف لے گئے تھے تو وہان کے
دیندار وعلم دوست تجار ورؤسائے شہر نے آپ سے قیام دہلی کی استدعا کی تھی
کیونکہ مولنا شاہ سید نذیر حسین صاحب محدث رح بوجہ ضعف قوی وپیرانہ سالی درس وتدریس
سے عاجز تھے نیز وعظ وتفسیر قرآن بیان کرنے والا بھی کوئی نہ تھا لیکن بہ سبب تعلق
ریاست واستدعاے بیگم صاحبہ مرحومہ آپ نے بھوپال کو نچھوڑا۔ اب اُن لوگون نے

مناظرہ قادیانی

آپ کو دہلی کے قیام پر مجبور کیا اور آپ کو جانا پڑا اور مسند درس و افتا و وعظ دہلی پر متمکن ہوئے۔ مناظرۂ قادیانی کی تفصیل یہ ہے کہ جب مرزا صاحب نے مہدویت سے ترقی کر کے ادعاے مسیحیت کیا اور عیسائی و آریہ سے مباحثات کے بعد علماے اسلام سے مناظرے ہوئے مرزا جی احادیث نبوی و اقوال صحابہ سے بچ کر صرف قرآن مجید کو حکم ٹھہراتے تھے جب یہ غلغلہ بلند ہوا تو سرکار عالیہ نے مرزا صاحب کے مقابلہ کے لیے آپ کو دہلی بھیجا مرزا صاحب بحث تقریری پر راضی نہوئے تحریرات کا سلسلہ شروع ہوا مرزا صاحب مسٔلہ حیات و ممات مسیحؑ پر مناظرہ کرتے تھے اور یہ اُنکے دعوے کی تمہید تھی چنانچہ آیہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کو مثبت ممات عیسٰی علیہ السلام سمجھکر پیش کرتے تھے آپ نے آیہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الآیہ سے اثبات حیات آنحضرتؑ فرمایا مرزا صاحب نے حسب عادت مستمرہ تاویلات کے در کھولے اور صرفی و نحوی مباحث مین جولانی طبع دکھائی اور قواعد عربیت کو ناقابل اعتبار بتایا مگر کچھ پیش نہ گئی آخر کار یہ عاجز ہو کر حیلۂ استقبال خسر کر کے میدان سے رو بفرار ہوئے۔ آپ نے بہانۂ ملاقات خسر سُنکر فرمایا خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ تحریرات مناظرہ و کیفیت بحث و فرار کتاب الحق الصریح فی اثبات حیوۃ المسیح مطبوعۂ مطبع انصاری دہلی مین مفصل درج ہے یہ مناظرہ تقریباً ۱۳۱۲ھ مین واقع ہوا آپنے زمانۂ آخر مین بمقام دہلی رسالۂ القول المحمود فی رد جواز سود ڈپٹی نذیر احمد خان کے جواب مین لکھا

خصوصیات

آپ کی خصوصیات علمی و اجتہادی مین مسٔلہ قربانی آخر ماہ ذی الحجہ تک ہے بعد وفات نواب صاحب مرحوم آپ نے ایک اشتہار طبع کرا کے شائع کیا کہ قربانی کے لیے ایام تشریق کو مخصوص کرنا دعوے بے دلیل ہے اور اسکے خلاف ادلہ شرعیہ موجود ہین علماے عصر سے کچھ بحثین ہوئین مگر آپ کے دعوے کی تردید نہو سکی مسٔلہ مذکور

کے متعلق مذاہب واقوال سلف واختلافات ائمہ واثبات دعوی مع رفع اعتراضات
مخالفین ایک مجلد ضخیم مین جمع فرمائے عـہ جو آپ کی کمال تحقیق و وسعت نظر پر دال
ہے افسوس کہ ابتک اس کی طبع کی نوبت نہین آئی۔ آخر زمانہ مین مسئلہ قرأت
فاتحہ خلف امام مین ایک مبسوط کتاب مسمّی البرہان العجاب فی فرضیۃ ام الکتاب لکھی جو
بعد وفات آنجناب دہلی مین مطبوع ہوئی انتظام طبع کی جانب کسی نے توجہ نہ کی
بدخط غلط چھپی ہے۔ یہ عجیب مجتہدانہ تصنیف ہے جملہ اختلافات واقوال مجتہدین
ودلائل مذاہب وآیات واحادیث وآثار متعلق مسئلہ مذکور اور احقاق وابطال
وتردید واثبات وتنقیح دعوے جزءً وکلاً مندرج ہین اسکے سوا دیگر بہت رسائل وغیرہ تصانیف
آپکے قلم سے نکلے جو بعض تلامذہ کی جانب منسوب ہین راقم سطور نے آپ سے آگرہ
وبھوپال مین فنون عقلیہ ونقلیہ اکتساب کیے دہلی مین آپ کے چشمۂ فیض سے گروہ
طلبہ بلکہ تمام شہر مستفید ہوتا۔ با مختلف علوم وفنون کا درس دیتے اور ہر روز بعد نماز
صبح مسجد چوک مین ترجمہ وتفسیر قرآن بالحدیث دو گھنٹہ بیان فرماتے اور اہل شوق دور
دور سے آکر سنتے تھے آخر ۱۳۲۶ھ ہجری کو بعمر ۷۴ سال دہلی مین وفات پائی انا للہ وانا الیہ
راجعون ؁ طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ آمین علما وادبائے عصر نے آپکے مرثیہ وفات
مین قصائد لجراش لکھے عزیزی مولوی سید نظر احمد سلمہ اللہ نے بتضمین حدیث
نبوی قَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ ۱۳۲۶ مادہ تاریخ برآمد کیا اور مولوی سید اعجاز احمد
سلمہ ربہ نے لفظ مغفور ۱۳۲۶ تاریخ وفات کہی اور ایک قصیدہ عربی فصیح وبلیغ انشا کیا

عـہ اس دعوی کا استدلال سورۂ الحج سے کیا اور تائیداً احادیث صحیحہ وآثار صحابہ مفصلہ فتح الباری وغیرہا وتحقیقات
واختلافات علما وکبار پیش کرکے عجیب وغریب اجتہادات ونازک قیاسات عالمانہ سے کام لیا جسکو دیکھکر
نامور علماء عصر دنگ ومتحیر ہوگئے چنانچہ امام المحدثین عصر شیخ حسین عرب ودیگر علمائے بھوپال وہند نے
بعد از قیل وقال بسیار اتفاق کیا اور بہ تحسین کی ۱۲ منہ

ولاباس بایراد شئ منہا ؎

خطب اباد نفوسنا الکبیر — وکذا الزمان علی النفوس یجور

اما الہدی فتضعضعت ارکانہ — والدین اسقمہ ضنی وفتور

شمس الضحی افلت وغاب شروقہ — فاذا النہار کلیلنا ودیجور

وقال لعبید ہذا وللہ درہ ؎

قد مات من قامت العلوم بموتہ — لاسیما الاخبار والتفسیر

تبکی علیہ مساجد ومنابر — وَلاہل علم رنۃ وزفیر

قد کان مجتہدا مصیبا ناسکا — یحیی الشرائع سعیہ المشکور

متحاشعا للہ منقادا لہ — متلالأ من وجہہ التنویر

نقادا اسناد الحدیث ومتنہ — کشاف اسرار الکتاب بصیر

لما سئلت القلب عام وفاتہ — فاجابنی تاریخہ مغفور
۱۳۲۶

(۳۶) مولوی حضور احمد بن مولوی حاجی نور احمد بن مولنا محمد شرف علی رحمہم اللہ تعالے

آپ مولنا محمد حسن رح کے برادرزادہ تھے زمانۂ تولد بعد ۱۲۳۰ھ ہجری ہے بعض کتب رسمیہ بخدمت مولنا محمد اسمعیل مجاہد اسرائیلی علی گڑھی اور اپنے عم موصوف سے استفادہ کین خوش عقیدہ وپابند شرع تھے خوش بیانی وسلیقہ وعظ مین امتیاز خاص رکھتے تھے اور طریقت وصوفیت کی طرف طبع مائل تھی آگرہ مین زیادہ قیام کرتے تھے ریاست ٹونک مین آپ کے معتقدین وارادتمندون کی جماعت کثیر تھی اور ریاست سے آپ کی تنخواہ بطور وظیفہ مقرر ہوئی مختلف شہرون مین دورہ فرماتے اور وعظ کہتے تھے خوش لہجہ وخوش الحان تھے مثنوی مولانا روم

سُنا کر سامعین کو خوش کرتے اور تاثیر بیان سے لوگون کو متاثر کرتے تھے حالات بزرگان
دسیر نبوی و اعظانہ طور پر متحضر فی الذہن تھے چند کتابین آپ کی مطبوعہ یادگار
اور تمام ملک مین مقبول ہین۔ لُبّ لُباب۔ خلاصۂ مثنوی معنوی زمانۂ غدر سے قبل
طبع ہوا۔ فضائل رسول اللہ صلعم اردو نثر مین مفید عام ہے۔ حکایات الصالحین
عربی کا اُردو ترجمہ مسمیٰ احوال الصادقین با یراد اشعار مثنوی کیا جو عام طور پر مقبول و متداول
ہے اور اُسکو بعض حضرات نے نظم کا لباس پہنا کر بھی طبع کرایا ہے۔ رسالۂ نکاح ثانی
اُردو بھی طبع ہو چکا ہے آپ کی وفات بعمر ۶۳ سال ۱۲۹۶ھ ہجری مین واقع ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۷۳) مولانا حاجی سید سبط احمد بن مولانا حافظ سید اولاد احمد رحمہما اللہ

آپ[ل] ۱۲۶۷ھ ہجری مین متولد ہوئے اور وقت وفات پدر علیہ الرحمہ تیرہ[۱۳] سال کی
عمر تھی مولانا سید امیر حسن رح کے حلقہ درس سے وطن مین مستفید ہو کر میرٹھ گئے
اور چند سال طالب علمانہ قیام رہا غور و خوض و متانت موروثی سے متصف
تھے تکمیل درس و فراغ تحصیل کے بعد وطن واپس آئے اشتغال علم مرکوز خاطر
تھا لہذا بدایون و شیخوپور مین درس و تدریس طلبۂ علم مین بسر اوقات فرمائی
متبعین اہل بدعت سے مباحثات کئے بعد چندے بتلاش معاش بھوپال کا
قصد کیا اور بعد حصول ملازمت فائز ترقیات عہدہ و منصب رہے حتے کہ عہدۂ منصفی
دیوانی و فوجداری ضلع آشٹہ پر مامور ہو کر بکمال دیانت و معدلت و تقویٰ فرائض انجام

سلہ آپ کے برادر کلان حافظ سید ابن احمد رح تھے ولادت ۱۲۹۵ھ دہم رجب یوم جمعہ ہے قرآن شریف حفظ کر کے
صرف و نحو عربی اپنے والد مغفور سے پڑھی پھر مولانا سید امیر حسن رح سے میرٹھ مین تحصیل علم فرمائی بعدہ انتظام
املاک و جائداد مین مصروف ہوئے اعزہ کی خبر گیری کرتے تھے پابند شرع نیک نفس حلیم الطبع متواضع باوقار
تھے عزت و وجاہت دینوی سے موصوف رہے دہم رجب یوم جمعہ ۱۳۱۶ھ کو بعمر ۲۱ سال وطن
مین وفات پائی تاریخ اغفر لہ طبعزاد مجز سلمہ ہو رحمہ اللہ تعالے ۔ ۱۲ منہ
۱۳۱۶ھ

عہ ۵ ان کا ذکر مولوی حسن صاحب نے بھی اپنی بیاض میں بہ تفصیل کیا ہے ... ۱۲۶۶ ... [illegible]

ویئے زہد و ورع و تشرع آپ کا شعار تھا نواب صاحب مرحوم آپ کی عزت فرماتے تھے درحقیقت آپ فرشتہ خو انسان وحق پرست عالم وعابد متقی تھے جملہ علوم متداولہ مین دستگاہ عالمانہ اور دینیات وعلم و فرائض مین مہارت خاصہ رکھتے تھے مسائل فقہیہ ومغلقہ موار یثیہ بے تامل حل فرماتے تھے مشاغل درس کبھی ترک نہین فرمائے البتہ تصنیف کی جانب کم متوجہ ہوئے۔ جب رسالہ کلمۃ الحق مصنفہ جناب نواب صاحب مرحوم کا جواب بعض علمائے بدایون نے شائع کیا تو آپ نے کتاب اعلاء کلمۃ الحق اس کے جواب الجواب مین بزبان فارسی تحریر فرمائی جو بھوپال مین طبع ہوئی رد بدعات وانتصار حق وتردید باطل مین بے نظیر ہے آپ ۱۳۰۰ھ ہجری مین بعزم حج بیت اللہ اپنی والدہ ضعیفہ کو لیکر وطن سے مکہ معظمہ گئے اور بعد ادائے فریضہ زیارت نبوی سے مشرف ہوئے والدہ ماجدہ کو اپنے دوش پر سوار کر کے طواف بیت اللہ کرایا اور ۱۳۰۱ھ مین مراجعت فرمائی۔ آخر مقام جاورضلع آشٹہ علاقہ بھوپال مین بمرض ہیضہ وبائی بعمر تینتالیس سال ۱۳۰۶ھ ہجری مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ عزیز علامہ معجز سلمہ اللہ نے آیۂ کریمہ۔ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۱۳۰۶ھ سے تاریخ رحلت مستخرج کی جزاہ اللہ خیرا۔

(۳۸) حکیم محمد خورشید حسن خلف اکبر حکیم بدرالدین فاروقی رحمہما اللہ

آپ مولانا محمد بشیر محدث رح کے برادر کلان تھے تحصیل علوم وفنون درسیہ علمائے لکھنؤ سے کی اور بعد فراغ درس فن طب وطریق علاج اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے مشغول مداوا ومعالجہ ہوئے کامل الاستعداد وصاحب قوت خداداد تھے مطب مین حذاقت تام اور تشخیص وتجویز مین ملکہ خاص تھا امراض سوداویہ ونقصان باہ ورجولیت مین ید بیضا دکھاتے غربا کے ساتھ ہمدردی اور اقارب پر احسان کرتے تھے اکثر قیام وطن سے باہر رہا اور شغل درس ومطب مین مصروف رہے اُمرا ورؤسا کا مرجع تھے ہمیشہ

اطعمہ لذیذہ و اغذیہ لطیفہ بتکلف تیار کراتے خود تناول فرماتے اور اعزہ و احباب کی مدارات کرتے سیر چشم و با مروت تھے حدود ۱۳۰۵ھ ہجری مین بعمر ۷۰ سال وفات پائی رحمہ اللہ تعالےٰ آپکے دو فرزند نامور طبیب ہوئے

(۳۹) حکیم محمد نذیر بن حکیم محمد بدر الدین رحمہ اللہ

آپ بھی مولنا محمد بشیر محدث رح کے حقیقی منجھلے بھائی تھے بمعیت برادر بزرگ تحصیل علوم لکھنؤ مین کی اور خاندانی فن طب و مطب حاصل کر کے چند سال ریاست کماری مین بصیغۂ طبابت بعزت تمام ملازم و مقرب خاص رہے پھر بقدر دانی راجہ جیاجی راؤ والی ریاست گوالیار لشکر مین قیام فرمایا بعدہ مفصلات علاقہ ریاست مین معزز عہدہ پر نامور کیے گئے نہایت نیک نفس متبع کتاب و سنت متقی تھے معالجات نسوانی مین دستگاہ خاص رکھتے تھے ریاست گوالیار مین بعارضۂ ضیق النفس ۱۳۱۵ھ ہجری کو وفات ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ آپکے صاحبزادہ حکیم محمد ظریف طبیب تھے۔ تاریخ رحلت۔ غُفِرَ لَہٗ
۱۳۱۵ھ
ثمرۂ فکر معجز سلمہ اللہ ہے

(۴۰) مولنا حکیم محمد مظہر علی خلف اصغر حکیم محمد بدر الدین رحمہما اللہ

آپ زمانۂ وفات پدر رح مین خرد سال تھے بتوجہ برادران بزرگ تربیت و تعلیم پائی قوت ذکا و حافظہ و سرعت فہم مین امتیاز رکھتے تھے علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ و اصول و فروع مولنا محمد بشیر رح سے جو آپکے برادر مکرم تھے بحث و تحقیق کے ساتھ اکتساب کر کے کتب طب و طریق مطب مین کوشش فرمائی اور اطبائے حذاق و ارباب علم و فضل سے ہوئے طلبہ علوم کو درس معقول و منقول دیتے اور مطب

میں خاص توجہ فرماتے تھے تراکیب اغذیہ و ادویہ و ترتیب نسخہ و تجویز میں جدت و ایجاد سے کام لیتے علاج امراض پیچیدہ و متضادہ میں بجودت ذہن کامیاب ہوتے اور معاصرین پر سبقت لیجاتے تھے۔ علم اصول فقہ و کلام و عربیت و فنون حکمیہ میں مہارت زائد الوصف تھی راجہ صاحب گوالیار کے دربار میں آپ کا اعزاز و اکرام درجہ اول کا رکھا گیا تھا دیوان اعظم سر دنکر راؤ کو آپ پر اعتماد خاص تھا امور نظم و نسق عدالی و ملکی میں آپ مشیر و معتمد ریاست تھے باین تقرب خوشامد و کذب و تملق سے بہت دور اور نہایت جری و بیباک و حق گو تھے مختلف مواقع پر دربار میں دلیری کے ساتھ اپنی راستی و حق پسندی کا سکہ بٹھایا امراء و روسا آپ سے جھکتے تھے آپ کی ذات سے اہل وطن و ارباب فن کو فائدے پہونچے ریاست میں اُن کو ملازمتیں دلائیں علم و ہنر کے قدردان تھے کتب بینی و تصنیف کا شغلہ رکھتے تھے زہد و تقوے و عبادت میں قدم راسخ تھا اور صبر و استقلال و خلوص میں یگانہ تھے بوجہ تعلقات بڑا حصہ عمر کا ریاست میں بسر فرمایا آپ کی تصنیف لطیف تفسیر مظہر البیان[۵] ہے اسکی ایک جلد ضخیم تا سورۂ بقر مطبع گوالیار میں غلط و بدخط طبع ہوئی تھی۔ عربی عبارت بغایت فصیح و بلیغ مباحث کلامیہ بالکل معمور وسعت نظر مصنف و تبحر علم حدیث و تفسیر کا پتہ لگتا ہے تفسیر کبیر امام رازی کا انداز ہے۔ آخر میں تمام تعلقات ترک فرما کر اوقات عزیز عبادت روز و شب بیداری میں گزارتے تھے بشوق حج و زیارت حرمین شریفین و قصد ہجرت سفر حجاز کیا اور مع اہلبیت سنہ ۱۳۱۲ ہجری میں بعد ادائے حج مہر در مکہ معظمہ میں لبیک گوئے داعی فردوس ہوئے رحمہا اللہ تعالےٰ و غفر لہما آپ کے فرزند حکیم محمد منظر علی طبیب ریاست گوالیار میں مطالت کرتے ہیں

---

[۵] مظہر البیان تاریخی نام ہے متکلمانہ تفسیر ہے ۱۲ سید اعجاز احمد۔

(۱۸) حکیم محمد ضیاء الحسن بن حکیم خورشید حسن رحمہما اللہ

آپ نے اپنے پدر و عم رح سے علوم و فنون درسیہ پڑھ کر فراغ حاصل کیا پھر صناعت موروثی کی طرف توجہ کی اور چند سال متواتر اپنے والد ماجد کے سامنے زانوے ادب تہ کیا اور مطب مین مہارت کلّی اور علاج مین حذاقت تامہ نصیب ہوئی۔ نواح علیگڑھ و بلند شہر وغیرہ کے روسا و تعلقداران نے آپ کی قدر دانی کی اور فخر کے ساتھ اپنی ریاست مین رکھا چونکہ آپ کے والد رح کے مطب و قیام کا سلسلہ بلاد مشرق مین زیادہ رہا اس لیے آپ کو بھی اس جانب رغبت ہوئی اور شہر گیا مین مستقل قیام فرمایا مطب کی شہرت و وسعت ہوئی معالجات مین ناموری و کامیابی حاصل کی اپنے اہل خاندان کی طرح نیک نفس خوش مزاج قبیلہ پرور اعزہ و احباب پر کرم گستر و با مروت و مہمان نواز تھے۔ ریاست دان پور ضلع بلند شہر کے نامور رئیس کنور عبدالغفور خان نے حسب اعتقاد قدیم و مراسم سابقہ آپ کو اپنے علاج کے لیے شہر گیا سے طلب کیا آپ کے دست شفا سے کنور صاحب بہت جلد صحت یاب ہوگئے مگر آپ بعمر ۶۰ سال ناگہان بتلاے مرض فالج ہوکر ۱۳۲۰ھ ہجری مین راہی دار بقا ہوے وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ
آپ کے فرزند حکیم شمس الحسن سلمہ اللہ شہر گیا مین نامی طبیب ہین

(۲۲) مولوی سید سلطان حسن بن میر لیاقت علی رح

آپ مولنا سید امیر حسن رح کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے ولادت بحساب سن عیسوی ۱۸۴۳ء مین ہے لکھنؤ مین علوم رسمیہ تحصیل کیے اور اپنے برادر معظم رح سے معقولات و منقولات کی تکمیل فرما کر جلسہ علما مین دستار فضیلت حاصل کی صاحب

ع افسوس کہ مرحوم نے بسن شباب شہر گیا مین انتقال کیا رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

استعداد و قوت ذہن و حافظہ تھے مشاغل علمیہ و درس طلبہ مین ہمیشہ مصروف رہے مدرسہ عالیہ کلکتہ مین پروفیسر عربی کے عہدہ پر فائز ہوئے اور مدت دراز ملازم رہے وطن مین آمد و رفت بہت کم تھی خیرآباد مین زیادہ وقت بسر کیا آخر کلکتہ مین بعمر ۵ سال ۱۲۹۶ھ مین انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ تعالے۔

(۴۳) حکیم سید محمد بن مولنا حکیم سید اسد علی فاضلی رح

آپ نے فنون درسیہ اپنے والد علامہ سے استفادہ کئے بعدہ کتب طب پڑھکر مطب کیا طبیعت مین خوض و تدبر تھا تواضع و حسن خلق کے ساتھ وقار و خودداری رکھتے تھے وطن سے نکلکر بسلسلہ مطب کئی جگہ قیام کیا اور وہین راجہ امیر حسن خان تعلقدار محمود آباد نے چند سال آپ کو مشیر و معتمد خاص بناکر اعزاز و احترام کے ساتھ اپنے یہان رکھا ایک موقع پر آپ انکی صحبت سے دل برداشتہ ہوگئے اور مفارقت اختیار کی راجہ صاحب نے معذرت و اظہار ندامت کر کے قیام پر اصرار کیا مگر آپ کی غیرت و حمیت نے قبول نکیا سیدھے ریاست حیدرآباد دکن تشریف لے گئے اور ہائیکورٹ مین وکالت شروع کی قابلیت کی شہرت اور وسعت دائرہ وکالت کی وجہ سے معزز و ممتاز عصر رہے دولت و ثروت کا فیض پیدا کی اور حقوق ذوی القربیٰ ادا کیئے فیاضی و سیر چشمی مین بے نظیر تھے۔ مطب و درس طب کا مشغلہ وکالت کے ساتھ بھی رہا حیدرآباد مین بعمر ۶۰ سال ۱۳۱۰ھ ہجری مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے

(۴۴) حکیم محمد انوار حسین بن حکیم شیخ مصطفے اعلی صدیقی رح

آپ نے کتب رسمیہ عربی رامپور وغیرہ مین پڑھکر فن طب اپنے والد سے حاصل کیا اور مطب کا سلسلہ وطن و نواح مین جاری کیا فن معالجات سے مناسبت طبع تھی خوش اخلاقی

وسیر چشمی سے لوگون کو گرویدہ کرتے تھے قصبہ اُترولی ضلع علی گڑھ و کاسگنج ضلع ایٹہ مین برسون بشغلہ مطب مقیم رہے مرجع امرا و روسا تھے بعدہ احمد آباد ملک گجرات مین پہونچکر شہرت و ناموری حاصل کی بمبئی مین کئی سال قیام کیا ہر جگہ معزز و نامور رہے دریافت حالات مریض و تشخیص امراض مین بیان غیر کے محتاج نہ تھے خود اظہار حال ماضی و حال کرکے لوگون کو متعجب و متحیر بنا دیتے تھے ڈاکٹر و اطبا ششدر رہجاتے تھے مریض کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر کمال نباضی کا ثبوت دیتے۔ اور برسون کے وقتے بے کم و کاست کہہ گزرتے بعض وقت ایسے واقعات بھی زبان پر آجاتے جنکا تعلق مرض سے معلوم ہوتا تھا اسی وجہ سے باخبر لوگ اس غیب دانی کو دوسرے فنون و اعمال سے متعلق کرتے تھے غرضکہ اس عجیب ملکہ کی بدولت جہان پہونچے بڑی شہرت و رجوع ہوئی اور مال کثیر آپ نے حاصل کیا مگر فیاضی و استغنا کے ہاتھون ہمیشہ لٹاتے رہے سائلین کو محروم واپس نکرتے تھے بعمر ۶۲ سال ۱۳۱۵ھ ہجری مین بمقام احمد آباد رحلت کی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۵۸) مولوی میر یاد علی خلف اکبر منشی سید مراد علی صالحی رحمہما اللہ تعالےٰ

آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۴۹ھ ہجری مین ہے آپ کے والد ماجد ایک لائق و فائق مدبر اور نہایت متقی و مستغنی المزاج بزرگ تھے صحبت علما و صلحا سے مستفیض ہوتے تھے۔ آپ نے کتب درسیہ صرف و نحو عربی و فقہ علماے مراد آباد و رامپور سے حاصل کرکے صحبت مولنا عالم علی محدث مراد آبادی مین اکتساب علم کیا اور فقہ و تصوف کی کتابین مطالعہ فرمائین اور کچھ منطق و فلسفہ مولنا احمد حسن مراد آبادی تلمیذ مولنا فضل حق خیر آبادی سے اکتساب فرمایا۔ اور رجحان طبع صوفیت کی جانب

ہوا حالات و کرامات بزرگان بطریقہ مروجہ متصوفین ذہن نشین کیے غدر سے قبل محکمہ دیوانی و منصفی مین عہدۂ منصرمی پر مامور ہوئے جب سر سید صاحب صدر امین بجنور تھے تو آپ اُنکی ماتحتی مین کام کرتے تھے اور اُنکی نظر مین خاص عظمت و اعتبار رکھتے تھے مسٹر محمود وغیرہ اولاد سر سید کو ابتدائی تعلیم بھی دی۔ مراد آباد مین آپ سر رشتہ وار جی رہے اور کمال ورع و دیانت و تقوے کے ساتھ فرائض انجام دیے پابندی صوم و صلوٰۃ و عبادت مین ممتاز تھے حکام بالا دست آپ کی منشیانہ قابلیت و دیانت کی بیحد عزت کرتے تھے۔ مروجہ صوفیت و تقلید مین آپ کو نہایت غلو تھا علوم قرآن و حدیث و کتب محققین پر کمتر نظر تھی اس وجہ سے اہل تحقیق کو اچھا نجانتے تھے مجالس میلاد و عرس مین شریک ہو کر کیفیت وجدانی پیدا کرتے اور خود بذوق و شوق رسائل میلاد پڑھتے اور مجالس منعقد کرتے تھے اور کتاب خدا کی رحمت مصنفہ مولوی سلامت اللہ کشفی بدایونی بعقیدت تمام و خوش الحانی و جوش رقت و گریہ پڑھتے تھے چند سال مسجد جامع سہسوان مین امامت کی خوش لہجہ قرأت مین قرآن پڑھتے جس سے جوش بکا و کیفیت قلبی کا اثر ظاہر ہوتا تھا ۱۳۰۳ھ ہجری مین مراد آباد سے پنشن لیکر وطن آگئے اور مرجع معتقدین رہے صابر نیک مزاج حلیم الطبع بامروت مہمان نواز و سیر چشم تھے ذکاوت طبع و قوت حافظہ آپ کا خاندانی وصف ہے آپ کے ہر دو برادران خرد آپ کی توجہ سے نہایت قابل منشی و شاعر و ذی استعداد ہوئے آپ کو بھی نظم اردو مین دستگاہ تھی غزلیات از قسم نعت و منقبت بصورت دیوان مجتمع ہین آخر بعمر ۶۸ سال ۱۳۱۹ھ مین وفات پائی قبر خام مسجد پیرزادگان کے احاطہ مین ہے رحمہ اللہ تعالےٰ

(۲۶۴) مولوی سید محمد عبد الصمد شاہ خلف سید غالب حسین شہید رح ہاشمی رح تولد تخمیناً ۱۲۶۹ھ مین ہے وطن مین اپنے خالہ زاد بھائی مولوی سخاوت حسین رح

انصاری سے کتب درسیہ صرف ونحو ومنطق وفقہ وغیرہ پڑھ کر بدایون گئے علمائے محدثین سہسوان اور فضلائے بدایون مین مسائل کثیرہ ورد بدعات مین بحث ونزاع تھا اس لئے آپ کی تعلیم بتوجہ مولٰنا فضل رسول ومولٰنا عبد القادر بدایونی رحمہما اللہ مدرسہ قادریہ مین ہوئی اب جو رسالہ اہل حق کے خلاف شائع ہوتا تھا آپ کے اساتذہ اسکو آپ کی جانب منسوب کرتے اور آپ کو بحث ومناظرہ پرا بھارتے تھے مولٰنا سید امیر حسن صاحب رح آپ کے حقیقی پھوپھا تھے مگر آپ اپنے بھائی صاحب کے اثر تعلیم وتربیت سے اُنکی جانب سوء ظن رکھتے تھے اب بدایون کی تعلیم وتلقین نے اور پختہ کردیا اعمال وعقائد مین بھی بدعات کا اثر ہوا استعانت اہل قبور وتعظیم مزارات وعرس پر بحسب صوفیت اساتذہ عمل پیرا ہوتے موحد ومنکر تقلید شخصی کو برا سمجھتے تھے آپ کو کلام اللہ شریف بقرأت وتجوید حفظ تھا بہت صاف اور جلد پڑھتے تھے قوت مناظرہ وجرأت تقریر وقدرت بیان ووعظ رکھتے تھے ذہن وذکا وقوت حافظہ سے متصف تھے طریق چشتیہ مین حافظ شاہ محمد اسلم خیر آبادی سے بیعت کی اور خلیفہ ہوئے قصبۂ پھپوند ضلع اٹاوہ مین قیام فرمایا جماعت کثیر معتقدین ومریدین کی حاضر رہتی اور مجالس عرس وحال وقال منعقد ہوتی تھین آپ نے بہت شہرت پائی اور عزت ومنزلت مقتدایانہ سے محترم رہے مطالعہ کتب کا شوق تھا علم حدیث کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور اُسکی برکت سے تعصب وناحق پسندی کی جگہ طبیعت مین میلان حق وانصاف پیدا ہوگیا مطالعۂ تصانیف محققین مجتہدین نے رنگ بدل دیا فتح الباری وعینی وقسطلانی شروح بخاری زیر مطالعہ رہتی تھین صحیح بخاری کے چند پارے ازبر کرلئے وظائف مین حصن حصین کا ورد تھا وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ آپ زمانہ طلب علم کے مجادلات ومباحثات کو آخر مین نظر حقارت سے دیکھتے اور مخالفت اہل حق وحمایت بدعات پر نادم ہوتے تھے اہل حدیث سے

بخلوص قلب ملتے تھے آپ کی تصانیف ابتدائی رسائل بحث و مناظرات ہین جو پایۂ اعتبار سے ساقط ہین مثل افادات صمدیہ و مناظرہ صمدیہ و تبعید الشیاطین وغیرہ آخر زمانہ مین بمقابلہ شیعہ رد متعہ مین ارغام الشیاطین تصنیف کی جو نہایت محققانہ و بے مثل کتاب ہے طبع ہوکر مقبول عام ہو چکی ہے۔ باوجو د شعار تصوف و مشغلہ پیری و مریدی خوش مزاج ظریف شگفتہ پیشانی تصنع و تکلف سے دور خلیق و متواضع و سادہ و خوش مزاج تھے عالی ہمتی و سیر چشمی کی حد نہ تھی ہزار ہا روپیہ آتا اور قبیلہ پروری و عزیز نوازی مین صرف ہوتا تھا ۱۳۱۶ھ مین بھوپال تشریف لائے جا بجا جلسہ ہاے وعظ ہوئے اہل شہر ہزار ہا کی تعداد مین شریک ہوتے تھے بیان پرزور تھا راقم سطور ہذا کے ساتھ باوجود اختلاف عقاید ماوراے عزیز داری بیحد شفقت خاص فرماتے تھے اور میرے برادر معظم مولنا سید عبد الباری صاحب مرحوم سے اکثر مباحثہ مجالس مین ہوتے جانبین سے رد و قدح زبانی و تحریری مخالفانہ عالمانہ محققانہ ہوتی مگر باانہمہ بوجہ ہم عمری بیحد خلت و اخلاص باہم تھا چند بار آگرہ آئے تو باوجود اصرار دیگر رؤساے معتقدین بھائی صاحب مرحوم کے ہان خود مہمان عزیز ہوئے اور راکثر نکتہ سنجی و لطائف علمیہ سے وقت عزیز صرف ہوتا مین بوجہ طالبعلمی شریک جلسہ رہتا۔ پھپھوند مین بعمر ۵۹ سال ۱۳۲۴ہجری کو مرض فالج مین رحلت فرمائی آپکے صاحبزادہ مولوی سید مصباح الحسن صاحب سجادہ نشین ہین

(۷۴) مولوی سید محمد نذیر بن سید نوازش علی فاضلی رحمہ اللہ

آپکی ولادت ۱۲۔۔ھ مین ہے مولنا سید امیر حسن محدث اور انکے خلف مولنا سید امیر احمد رح سے سہسوان دہلی میرٹھ آگرہ مین صرف و نحو و منطق و حکمت و ادب و فقہ و تفسیر و حدیث و اصول و کلام حاصل کیے نہایت ذکی و ذہین و سریع الفہم و مستعد تھے میور کالج آگرہ مین باضابطہ دستار بندی ہوئی علماے عصر دور دراز

سے شریک جلسۂ کالج ہوئے علم ادب وعربیت وانشا نگاری مین ملکہ خاص تھا عبارت فارسی وعربی بے تکلف لکھتے تھے قوت مباحثہ وحاضر جوابی واستحضار مسائل علمی مین ممتاز تھے چند رسائل مناظرہ آپ کی مصنفہ یادگار ہین جن سے جودت طبع و وسعت نظر کا پتا لگتا ہے طلبۂ علوم کو تمام فنون درسیہ مین مستفید فرماتے اور ہمیشہ مشاغل علمیہ سے دلچسپی رکھتے تھے رسالہ تلک عشرۃ کاملہ متضمن اعتراضات شمس العلماے سہسوانی بزبان فارسی جو بمقابلہ مولنٰا محمد عبد الحق خیرآبادی ہے آپ نے آگرہ مین طبع کرایا براہین اثنا عشر رسالۂ اردو جسمین انتصار الحق پر بارہ اعتراض لاجواب ہین تائید معیار الحق لکھا اور طبع ہوکر شائع ہوا مناظرۂ احمدیہ اردو کیفیت مباحثہ شیخوپور جسمین مفصل حالات مناظرہ و تحریرات مولوی سید امیر احمد رح و مولوی عبد القادر رح مندرج ہین تبعداد کثیر طبع ہوئی اسکے سوا اور بہت رسائل مطبوع وغیر مطبوع آپ کی تالیف ہین چند سال قصبہ بسولی ضلع بدایون مین بتعلق ملازمت مدرسہ قیام رہا آخر آپ نے بعہد شباب بعمر ۴۳ سال ۱۲۹۹ھ ہجری کو وطن مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالےٰ۔

(۴۸) مولوی سید پرورش علی بن میر شجاعت علی ہاشمی رح

ولادت تخمیناً تیرھوین صدی ہجری کے وسط مین ہے ابتدائی تعلیم وطن مین پائی پھر رامپور جاکر پڑھا بعدہٗ مرادآباد مین مولنٰا احمد حسن مرادآبادی رح سے بقیہ فنون درسیہ و معقولات کی تکمیل فرمائی علم فقہ و فرائض مین خاص عبور حاصل کیا بعد فراغ تحصیل درس وافتا وغیرہ کا مشغلہ بھی رہا رؤساے ضلع بلند شہر و علیگڈھ کی قدردانی سے آپ نے اُس طرف زیادہ قیام کیا امور انتظامیہ زمینداری و علاقہ مین بھی آپ پر خاص اعتماد تھا آپ کے زہد و ورع و پابندی شریعت سے دلون مین قدر و عظمت راسخ ہوئی آپ نے محض بایماے والد خود اپنی زوجہ کو بے تامل طلاق

دے دی۔ اب مدت سے وطن مین تشریف فرما ہین لوگون کے معاملات سے بالکل بے تعلق اور خود کسی سے غرض ومطلب نہین رکھتے ذکر وعبادت مین بسر کرتے اور باوجود ضعف پیری وخمیدگی پشت وکمر پنجگانہ مسجد مین نماز باجماعت ادا کرتے ہین۔ بارہ سال ہوئے کہ اپنی جائداد وقف تعلیم اسلامی کرکے مدرسہ عزلی جاری کیا ہے اور خود متولی ومنتظم مدرسہ ہین شرائط وقف مین تعلیم قرآن مجید ودینیات بقید فقہ حنفی ہے اور یہ کہ مدرس حنفی مقلد ہو اہل حدیث سے آپ تعصب رکھتے ہین آج کل مدرس مولوی فضل احمد صاحب بدایونی ہین جو بسبب ضعیف العمری کے قوت تعلیم وتربیت اطفال سے معذور ہین اور تنخواہ معقول پاتے ہین اسی وجہ سے عام لوگ انکی طرف راغب نہین ہوتے اور خواص تشدد شرائط سے متنفر ہین آپ کو تقلید شخصی پر بحد اصرار ہے اسکو رکن ایمان سمجھتے ہین مبتدعین سے اجتناب نہین فرماتے۔ خلیق ونیک مزاج ومنکسر ہین پنکھا ہر موسم ہر موقع ہر وقت کبھی ہاتھ مین کبھی بغل مین رکھتے ہین سن شریف اسی سال سے زائد ہے۔ مجھپر باوجود اختلاف تحقیق وتقلید بہت کچھ مہربانی فرماتے ہین سلمہ اللہ تعالےٰ۔

(۴۹) مولوی حافظ شیخ امیر حسن بن شیخ امام بخش انصاری رح

تقریباً ۱۲۵۰؁ھ مین آپکا تولد ہو تحصیل علوم لکھنؤ مین کی اور قرآن مجید حفظ کیا فن تجوید وقرأت قاری حافظ احمد حسن برادر خرد خطیب معین الدین سابق الذکر سے حاصل کی علوم معقولہ اور بعض دینیات لکھنؤ مین ابو البرکات مولٰنا تراب علی رح سے استفادہ کیے بعد فراغ درس سلسلہ تدریس ہمیشہ قائم رکھا قصبہ سہاور ضلع ایٹہ مین بقدر ومنزلت اولاد اُمرا کو تعلیم دی ابتدائی کتب درسیہ کے تعلیم مین مہارت خاص حاصل تھی صرف ونحو کا استحضار تام تھا تلاوت کلام اللہ شریف سے

کسی وقت غافل نہوتے کوئی مشغلہ مانع نہوتا تقدس وورع وتقوی واجتناب منکرات وبدعات مین ہمیشہ ثابت قدم تھے اور مقلد حنفی ہونے کے باوجود اہل حدیث سے مطلق بغض وعناد نہ تھا فرائض کے عمدہ ماہر تھے عابد متقی منکسر المزاج دائم السکوت غایت درجہ نیک طینت تھے چند سال امامت مسجد جامع سہسوان کی آخر مین باختلال حواس مجنونانہ حالت مین پھرتے تھے تقریباً ۱۳۲۲ھ کو وطن مین وفات پائی رحمۃ اللہ تعالیٰ

(۵۰) مولوی حافظ سید غلام جیلانی خلف اکبر مولوی حکیم سید اشفاق حسین ہاشمی رح

آپ کے والد صاحب کے ذکر مین بیان ہوا ہے کہ تعلیم اولاد کے حقوق جیسے اُنھون نے ادا کیے اورون نے کم کیے ہین چنانچہ آپ کو مع بھائیون کے حفظ کلام اللہ سے اولاً مشرف کیا آپ نہایت ذکی وقوی الحافظہ جید الفکر تھے بعد حفظ قرآن تعلیم فارسی حسب دستور پائی پھر صرف ونحو عربی پڑھ کر فنون درسیہ معقول ومنقول حاصل کیے مولوی ہدایت علی تلمیذ مولنا فضل حق خیرآبادی سے منطق وفلسفہ وعربیت اور مولنا محمد احسن نانوتوی سے جو مترجم دُرِّ مختار ومشارق الانوار تھے دینیات کی تکمیل فرمائی انشاء نگاری عربی وفارسی مین بھی دستگاہ خاص تھی بعد فراغ درس باہمراہے حضرت والد خود رح حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے واپس آکر زبان انگریزی وفنون مغربی کما ینبغی حاصل کر کے عہدۂ ڈپٹی کالکٹری پر فائز ہوئے اور نہایت قابلیت سے فرائض انجام دیے جودت فہم وزور تحریر وفیصلہ نگاری مین فائق الاقران تھے ایک مدت تک آزاد خیال رند مشرب جنٹلمین رہے لہو ولعب ومیخواری مین منہمک احکام شرع کی پابندی سے مطلق العنان جلسۂ احباب مین مشغول عیش وعشرت تھے آخر مین جذبات دینی وحمیت ایمانی نے ہر طرف سے دل کو پھیر کوٹ پتلون اور

طرز معاشرت انگریزی ترک کرکے سیدے سادہ مسلمان بن گئے رندی و آزادی و عیش پسندی یکدم رخصت و کافور ہوئی پابند صوم و صلوٰۃ و تلاوت و عبادت ہوئے کتب حدیث و تفسیر و تاریخ و سیر سے خاص دلچسپی پیدا ہوگئی معانی کلام اللہ مین تدبر کیا اتباع کتاب و سنت مین قدم راسخ ہوگیا تقلید و رسوم مبتدعہ کا خیال بھی رفع ہوکر موحد محقق بنگئے یہ عجیب انقلاب آخر زمانہ ملازمت مین رونما ہوا اُسکے بعد پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے اور بجز مشغلہ قرآن و حدیث کوئی کام نکرتے اور ذکر و عبادت سے حظ وافر لیتے تھے۔ آراستہ و پیراستہ کوٹھیان چھوڑکر ایک سادہ بنگلہ مین بسر کرتے تھے سچ ہے ؎

غمزۂ عابد فریبش زاہد صد سالہ را | موے پیشانی کشان خود سوے خمار آورد

جناب بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال عہ نے آپکی قابلیت کا شہرہ سُن کر عہدہ مہتممی بندوبست ممالک محروسۂ ریاست پر آپ کے آنے کی استدعا کی آپ ریاست مین تشریف لے گئے اور چند روز سرکاری مہمان رہے مگر قبول خدمت سے بوجہ استغنائے نفس انکار فرمایا آخر بریلی مین امراض کلیہ و مثانہ مین مبتلا ہوکر ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء بعمر ۶۰ سال انتقال ہوا رحمہ اللہ تعالےٰ آپکے خلف اصغر مولوی سید عبد الودود صاحب خدمات قومی و اسلامی مین بہت نامور و مقتدر ہین سلمہ اللہ تعالےٰ۔

عہ یعنی نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا مسند نشین ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء

(۱۵) مولوی حافظ سید میر احمد بن حکیم سید اشفاق حسین رح

آپ نے برادر معظم مذکور کے ساتھ اساتذہ مذکورین سے تحصیل علوم و فنون و حفظ قرآن و حج بیت اللہ کرکے قانون وکالت درجۂ اول کا امتحان پاس کیا زبان انگریزی مین اعلیٰ قابلیت حاصل کی اور عہدہ تحصیلداری پر مامور ہوئے آپکو مناسبت علمی بیشتر تھی ادبیات کا شوق تھا بطور تفنن عربی و فارسی مین شعر موزون کرتے متعدد بیاضہا سے اشعار موجود ہین بہت طباع و زکی و صالح و صائب الرائے

تھے ہر حالت مین صلاح و تقوے و پابندی شرع نصب العین رکھتے تھے خوشامد حکام سے بہت مجتنب تھے ملازمت سے قبل عقد نکاح نہین کیا اور بعد ملازمت عمر نا پائدار نے اجازت نہ دی چنانچہ عین شباب مین مقام بھنڈارہ مین ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء کو وفات پائی اور بعد وفات آپ کے نام تقرر عہدۂ ڈپٹی کلکٹری کا حکم گورنمنٹ سے موصول ہوا یہ ترقی محض ذاتی قابلیت کا ثمرہ تھی رحمۃ اللہ تعالے بھنڈارہ مین ایک باغ عالی شان آپ کے مزار کے قریب بحکم پدر بزرگوار لگا گیا اور سہسوان مین ایک چاہ پختہ محلہ اونچے پر آپ کے یادگار مین تعمیر ہوا جسپر ایک قطعہ تاریخ وفات پتھر پر کندہ ہے

(۲۲) شمس العلما مولوی حافظ محمد امین سلمہ خلف اصغر حکیم سید اشفاق حسین

ولادت باسعادت ۱۲۷۶ھ ۱۸۶۰ء مین بمقام ساگر ملک متوسط ہند مین ہوئی تحصیل علوم و فنون دینی و دنیوی مثل دیگر برادران حد تکمیل کو پہونچائی کلام اللہ شریف بقرأت و تجوید حفظ کیا حج کعبہ و زیارت قبر نبوی سے مشرف ہوئے فن طب و دستور مطب اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور علاج مین مہارت تامہ پیدا کی انگریزی زبان و علوم مغربی اپنے شوق و محنت سے بمدد طبع غواص و جودت ذہن استفادہ کیے کسی اسکول و کالج مین نہین پڑھا اچھے اچھے زباندان بلکہ اہل زبان آپ کی قابلیت و فضیلت کا اعتراف کرتے ہین اولا عہدۂ ڈپٹی کلکٹری و اکسٹرا اسسٹنٹی پر ممتاز رہے پھر شہر جبل پور مین بعہدۂ ججی ۱۹۰۰ء مین فائز ہوئے بتعلق ملازمت ممالک متوسط آپ کا قیام ہوشنگ آباد جبل پور ناگپور ساگر کھنڈوا وغیرہ مین رہا اعزاز و اقتدار آپ کا حکام یورپین و گورنمنٹ برطانیہ مین لغایت ہے علم و فضل و فہم و دانش وجامعیت کمالات مین جوہر فرد ہین دربار خاص ۱۸۹۸ء مین گورنمنٹ ہند نے آپ کی علمی قدردانی کا ثبوت بخطاب شمس العلما دیا علم ادب عربی و انگریزی و فن تاریخ سے خاص دلچسپی ہے بعض سرکاری جلسون مین

بموجودگی اہل علم و ارباب کمال آپ نے زبان عربی و فارسی و انگریزی و اُردو مین بغایت فصیح و برجستہ تقریرین کین اور تحریری لکچر سُنائے اگر علوم مرتبت علمیہ و فضائل صوریہ و معنویہ پر نظر کی جائے تو خطاب کو آپ کی ذات سے شرف و امتیاز ہے۔ آپ نے سند کتب حدیث مکہ معظمہ مین شیخ دحلان مفتی حرمین شریفین سے بھی حاصل کی کتب تفاسیر و محاضرات و سیر اکثر زیر مطالعہ رہتی ہین نظر تحقیق و مشغلہ حدیث و قرآن کی وجہ سے اصلاح اعتقاد ہوئی اور خیالات مقلدانہ برطرف ہوئے بدعات قدیمہ و جدیدہ سے نفرت کرنے لگے باین ہمہ اعلیٰ تعلیم مغربی کا اثر اسقدر باقی ہے کہ سکونت و طعام و لباس و طرز معاشرت مین ایک جنٹلمین یورپین معلوم ہوتے ہین۔ میز و چھری کانٹا استعمال فرماتے ہین اعلیٰ افسران انگریز سے بے تکلف ملاقاتین اور انکے ڈنر و پارٹیون مین شرکت کرتے ہین۔ ہیٹ۔ کوٹ۔ پتلون بوٹ ملبوس ہے اسباب و سامان ایک معزز عہدہ دار انگریز کی طرح باقاعدہ اور کوٹھی جدید فرنیچر سے آراستہ رکھتے ہین۔ فرائض اسلام صوم و صلوٰۃ و تلاوت قرآن کے نہایت پابند اور علماے دین کی خاص عظمت کرتے ہین۔ راقم سطور کو آپ سے دو بار بھوپال مین ملاقات کا اتفاق ہوا پہلی مرتبہ ۱۳۱۶ھ مین اُس وقت ماشاء اللہ وضع قطع لباس ریش و بروت عالمانہ و صوفیانہ تھی دوسری مرتبہ ۱۳۲۳ھ مین چشم بد دور وہ ریش مقدس بالکل صاف موچھین بڑی گنجان و مخضب اہل یورپ کے فیشن کے مطابق تھین جس سے مردانہ وجاہت کا ثبوت ملتا تھا اب سُنا ہے کہ ریش و بروت دونون ندارد چہرہ سراسر نور ہی نور بن گیا ہے اب یہ کرزن فیشن مطبوع خاطر ہے آئندہ خدا جانے کونسا انداز اختیار ہو کسی ظریف ہموطن نے آپکی شان مین خوب کہا ہی قطعہ

ہین محمد امین صاحب فضل داڑہی موچھون کو صاف فرما کر	وہ جو کرسی پہ تن کے بیٹھے ہین فارغ البال بن کے بیٹھے ہین

آپ کے چہرہ سے آثار متانت ووقار وذکاوت درخشان ہین ۱۹۱۵ء مین بحصول پنشن ملازمت سے کنارہ کش ہوکر اپنی ذاتی خوشنما جدید کوٹھی مین بمقام جبل پور مستقل سکونت پذیر ہین ۱۸ سال سے انجمن اسلامیہ جبل پور کے صدر مجلس اور مدرسہ اسلامیہ کے منتظم ورکن اعلیٰ ہین طلبہ کے قیام وآسایش کے لیے عظیم الشان بورڈنگ ہاؤس چالیس ہزار کے مصارف سے اپنی نگرانی مین تعمیر کرایا اور اب عمارت دار العلوم ساٹھ ہزار کے صرف سے بڑے پیمانہ پر زیر تعمیر ہے آپ کی کوشش سے تیس ہزار روپیہ اس تعمیر مین گورنمنٹ نے دینا منظور کیا ہے اب آپ امور خیر ورفاہ ملک وقوم وترقی اسلام مین اوقات عزیز صرف فرماتے ہین نہایت نیک نام وتمغہ شہرت سے ممتاز خلیق نیک مزاج راست گو راست باز سیر چشم دوست نواز پختہ وضع اولو العزم ہین علم و اہل علم کے دل سے قدردان راقم کے ساتھ مخلصانہ محبت وبرادرانہ مراسم رکھتے ہین سن شریف تقریباً ۷۵ سال ہے سلمہ اللہ تعالےٰ وابقاہ وعلےٰ مدارج الکمال رقاہ۔

(۳۰۵) مولوی محمد انعام حسین خلف اصغر مولوی شیخ امداد حسین انصاری رح

آپ کے پدر وعم اساتذہ محققین زبان فارسی سے تھے اور سہسوان کے اہل کمال مین معدود آپ کے چچا مولوی شیخ احمد حسین المتخلص بمشتری شعر وانشاے فارسی کی دستگاہ خاص رکھتے تھے آپ نے ہر دو بزرگ سے تحصیل کتب درسیہ فارسی کر کے حل دقائق ومضمون نگاری مین قابلیت پیدا کی بعدہ بانس بریلی جاکر علوم وفنون متداولہ رسمیہ علماے شہر سے حاصل کیے جدت ذہن وسرعت فہم وجودت حافظہ مین فائق الاقران تھے جس فن کی جانب متوجہ ہوئے تھے اسمین مہارت خاصہ بہم پہونچا لیتے تھے۔ ملازمت انگریزی حاصل کر کے ترقی کی اور تحصیلداری سے عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے ذکاوت طبع سے زبان انگریزی مین بطور خود عمدہ قابلیت پیدا کی حکام بالادست آپ کو معتمد

گورنمنٹ سمجھتے اور قدر و منزلت کرتے تھے آپ نے تمام مراحل تعلیم و ملازمت بلا اعانت غیرے اپنے قوت بازو سے طے کئے دیانت و راستبازی و استقلال و اولوالعزمی مین فخر خاندان تھے عدالت و تقویٰ ہمیشہ ملحوظ تھا بندۂ مؤلف سے آپ کو رابطہ محبت عہد طفلی تھا افسوس ۱۶ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۱۳۲۴ھ مین بمقام اُناؤ مالک اودھ بعارضۂ ہیضہ بعمر ۵۴ سال آپ کا انتقال ہوا بموجب وصیت مزار خام ہے رحمہ اللہ تعالےٰ آپ کے برادر بزرگ مولوی شیخ عزیز الدین صاحب لکھنؤ مین مقرب احکام ہین علم سے دلچسپی رکھتے ہین عربی انشانگاری پر قادر ہین کتب حدیث و سیر جمع کرنے کا زیادہ شوق ہے خلیق و بامروت ہین۔ اور آپ کے منجھلے بھائی مولوی احسان حسین صاحب ضلع بجنور مین سرکاری معزز عہدہ دار راقم کے دوست مخلص مہمان نواز متواضع ہین سلمہ اللہ

(۵۴) مولوی محمد اسمعیل بن خطیب مولوی معین الدین انصاری

سال تولد ۱۲۶۵ ہجری ہے کم سنی مین یتیم ہو کر والدۂ ماجدہ کی آغوش محبت مین پرورش پائی اور حضرت مولٰنا سید امیر حسن و مولٰنا محمد بشیر رحمہما اللہ سے علوم درسیہ صرف و نحو و منطق و تفسیر و حدیث و عقائد باضابطہ پڑھے دینیات سے موروثی دلچسپی پائی عمل علم سے زیادہ نصیب ہوا خلوص و حقانیت و راست پسندی و فہم دین مین اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے اور بحکم اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ منکرات و منہیات سے طبعاً محترز اور ہمیشہ اتباع کتاب و سنت کے دلدادہ رہتے ہین خود بحد پابند شرع اور اقارب و متعلقین کو وعظ و ہدایت فرماتے ہین۔ نظر ہمیشہ نیچی رہا کرتی ہے حیا و شرم کا پتلا ہین کبھی کسیکی غیبت نہین کی نہ کبھی دیدہ و دانستہ جھوٹ بولے نہ کسیکو بفحوائے المومن لا یکذب جھوٹا سمجھتے ہین نیک مزاج سادہ دل قدسی سرشت

ہین قناعت و توکل شعار ہے کتب حدیث و تفسیر و عقائد کا مطالعہ کرتے ہین گو الیار
جھوپال آگرہ وغیرہ مین اکثر قیام رہا اور ہر جگہ مقتداے دین و مصلح بندگان خدا رہے
خلوص نیت و صدق مقال و کسب حلال کی وجہ سے نصیحت و وعظ مین کہربائی اثر
ہے ہزار ہا بے نمازون کو پابند صوم و صلوٰۃ بنا دیا اور یہ صفت متوارث ہے
فیض صحبت و برکت تلقین سے صدہا لوگ عامل بحدیث و قرآن ہوگئے شرک و بدعات
و ملاہی و مناہی کا قلع قمع کر کے خلق اللہ کو صراط مستقیم توحید و شرع پر چلا دیا
بسلسلۂ تعلیم دین و وعظ و تلقین محلہ تاج گنج آگرہ مین بقدر دانی بعض تجار اہل حق
تشریف فرما ہین عمر شریف اسوقت ۶۶ سال ہے سلمہ اللہ و ابقاہ[1]

(۵۵) ابو الفضائل سید آل محمد شاہ سلمہ خلف و خلیفہ سجادہ نشین طریقت حضرت مولنا حکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہٗ

آپ راقم کے برادر عمزاد ہین ولادت ۱۲۸۴ھ نام تاریخی مظہر الحق ہے نہایت ذکی
و فہیم و صاحب فراست ہین آپ کی تعلیم و تربیت بوجہ احسن حضرت والد ماجد رح کی توجہ
سے وطن مین ہوئی بعد حصول استعداد و تکمیل قوت فہم علوم تصوف و اخلاق و سلوک
اپنے والد رحمۃ اللہ و مولنا سید عبد الحبیب رح سے حاصل کیے بعدہٗ طریقۂ چشتیہ
و قادریہ و سہروردیہ مین حضرت والد مغفور سے بیعت کر کے خرقۂ خلافت لیا آپ
اپنے والدین کے تنہا فرزند ہین سنہ ۱۳۰۰ھ مین عقد نکاح آپ کا بنت مولوی سید
محمود حسن بن حضرت تاج الاولیا قدس سرہ سے ہوا بعد وفات حضرت والد بزرگوار
سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین سجادہ نشین و خلیفہ باقاعدہ ہوئے ہر چند حضرات علوم رسمیہ

---

[1] افسوس قبل طبع کتاب ہذا سنہ ۱۹۱۹ع مین وفات پائی مزار خام خطیب محلہ وطن مین ہے ۱۲
سید شہزاد علی عفی عنہ

کا موقع آپ کو زیادہ نہیں ملا مگر تعلیم اولاد کی طرف توجہ کامل فرمائی اور اس سلسلہ میں عربی علوم وفنون کی کتابوں کا نادر وعظیم الشان ذخیرہ بکمال شوق وسعی جمع کیا اور اس دُھن میں جا بجا سفر کئے ع ۔ زہے خرمنے خوشہ یافتم۔ غرضکہ بذل درم وسعی قدم سے بے نظیر کتب خانہ فراہم کر لیا آپ کو مطالعہ کتب سیر وتاریخ وحالات بزرگان دین کا شوق زیادہ ہے علمی کارناموں سے دلچسپی ہے تعلیم اولاد وتحصیل ذرایع علم میں آپ نے مساعی جمیلہ کا ثبوت دیا ہے اسوجہ سے بالخصوص آپ کا ذکر خیر درج کتاب کیا گیا ماشاء اللہ اولاد میں چھ صاحبزادے اور ایک دختر رکھتے ہیں سب تعلیم یافتہ باادب معزز ومقتدر وصالح ہیں سلمہم اللہ تعالے بعض صاحبزادگان کا تذکرہ آئیندہ ذکر ہوگا۔ اس نعمت کے ساتھ آپ بفضلہ تعالے ثروت وجاہت وعزت دنیوی سے ممتاز اور رؤسا وحکام میں ذی احترام ومشارالیہ ہیں معاملہ فہمی وخوش بیانی وطلاقت لسانی وجرات وجسارت موروثی میں عدیم المثل ہیں اہل خاندان کی خبر گیری آبائی شعار ہے دستگیری غربا و مہمان نوازی وسیر چشمی میں پایہ ارفع واعلےٰ ہے اس وقت عمر شریف ۵۰ سال ہے سلمہ اللہ تعالے وحفظہ ماتمناہ آپ نے اپنے والد بزرگوار رح کی تصانیف تصوف وتاریخ ونظم ونثر کو حسب وصیت مرتب کر لیا ہے عجب نہیں جو جلد طبع ہو جائے۔ سلمہ اللہ تعالےٰ

(۵۶) مولوی حکیم سید عبد الواحد بن سید ولایت علی ہاشمی رح

آپ کی تعلیم ابتدائی وطن میں ہوئی مولنا محمد نذیر رح سے کتب درسیہ صرف ونحو وغیرہ پڑھ کر دہلی گئے وہاں تکمیل درس معقولات ومنقولات کی کتب حدیث مولنا سید نذیر حسین محدث رح سے استفادہ کر کے سند لی اور فن طب باقاعدہ حکیم

محمد عبد المجید خان حاذق الملک دہلوی سے پڑھ کر سند حاصل کی بعد فراغ تحصیل
وطن تشریف لائے نہایت ذکی و ذہین صاحب استعداد و استحضار فنون درسیہ
تھے مذاق شاعری درست تھا معاصرین اہل علم نے بارہا آپ کی فطانت طبع کی
شہادت دی وطن مین سلسلہ درس و مطب مین مشغول رہے اتباع قرآن و حدیث
مرکوز خاطر تھا اور عہد شباب مین بعمر ۲۸ سال ۱۳۰۶ھ ہجری کو بحیات والد بزرگوار
چراغ حیات صرصر اجل سے خاموش ہو گیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۷۵) مولوی حکیم عبد الرشید بن ملشی شیخ احمد حسن صدیقی سلمہ اللہ

آپ ۱۸۵۹ء مطابق ۱۲۷۶ہجری مین متولد ہوئے فضلاے وطن مولف
سید امیر احمد شمس العلماء رح و مولنا شیخ محمد بشیر محدث رح سے سہسوان و آگرہ
مین اکتساب فنون درسیہ کرکے آرہ مین مولنا سعادت حسین مدرس اعلیٰ
مدرسہ آرہ و مولنا ہدایت اللہ خان رامپوری مدرس مدرسہ جون پور سے پھر
مولنا محمد عبد الحی فرنگی محلی سے تحصیل و تکمیل علوم درسیہ متداولہ کی بعدہ
حکیم مظفر حسین خان خلف حکیم مسیح الدولہ بہادر سے کتب طب پڑھین اور
حکیم سید محمد خان موہانی سے مطب کیا۔ ریاست بھوپال مین سند بلوغ المرام
و حدیث مسلسل بالاولیۃ قاضی شیخ محمد مچھلی شہری رح سے لی جوہر فکا و جودت طبع
و رسائی ذہن مین پایہ عالی رکھتے ہین اور جامعیت کمالات و اطلاع فنون مختلفہ
و مشارکت علوم مین ممتاز ہین السنہ فارسی و ہندی و انگریزی مین دستگاہ
اور خطوط مروجہ نسخ و شکست و نستعلیق مین مہارت ہے۔ مدت مدید سے شہر
فرخ آباد مین بعہدہ ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول ممتاز ہین۔ اکثر شغل مطب
و درس ہر فن و علم رہتا ہے۔ تحریر نظم و نثر نشیانہ عربی و فارسی و اردو مین

ید طولی ہے تصنیف و تالیف علوم و فنون و مناظرہ کا مذاق ہمیشہ سے ہے
اکثر عیسائی یا دری و آریہ ہنود وغیرہ سے آپ کے مناظرے تحریری ہوئے
جو بصورت کتاب و رسالہ طبع ہو کر مشتہر ہوتے رہے ہے - آپکی تصنیفات علمی
و ادبی بھی بہت ہین علم ادب عربی سے خاص دلچسپی ہے - شاعری ہر صنعت کی
بے تکلف کرتے ہین آپ طریقہ نقشبندیہ و قادریہ مین حضرت مولنا محمد فضل رحمن
صاحب قدس سرہٗ گنج مراد آبادی سے بیعت ہین - میرے ہم محلہ ہم وطن و
قریب العمر ہین و ہم جماعت و ہم سبق رہے ہین اور مجھ سے مودت قلبی رکھتے
ہین صاحب وقار و متانت اور قدیم سے تنہائی پسند ہین ماشاء اللہ
اس وقت آپ کی عمر ۵۶ سال ہے سلمہ اللہ تعالے والبقاہ مدے اللیالی
والایام

(۵۸) مولوی محمود حسن بن شیخ محمد امام خان زبیری سلمہ اللہ

آپ نے مولنا رشید احمد صاحب محدث و فقیہ حنفی گنگوہی رح اور مولنا محمود حسین
صاحب مدرس اول دیوبند دام فیضہ سے علوم مروجہ صرف و نحو منطق فقہ حدیث
وغیرہا تحصیل کر کے جلسہ دستاربندی مدرسۂ عربیہ دیوبند مین سند فراغ
حاصل کی ذی استعداد و جامع فنون درسیہ و متین مزاج ہین بعد اکتساب علم
مشغلۂ درس و تدریس مین صرف اوقات فرمانے لگے - چنانچہ مسجد عربیہ شاہی
مسجد شہر مراد آباد مین ۳۰ سال سے بعہدۂ مدرس اول ممتاز ہین - طلبہ علم کی
جماعت کثیرہ کو درس دیتے اور ہر فن کی کتاب محققانہ پڑھاتے ہین آپکے
تلامذہ ذی استعداد و قابل اطراف و جوانب مین بکثرت موجود ہین مناظرات
مذہبی مین کتب و رسائل اپنے اور اپنے لائق شاگردون کے نام سے اکثر شائع

گئے ہین فیض صحبت علماے دیوبند و شغل دینیات کی وجہ سے بدعات و منکرات واہیہ سے بری ہین صرف تقلید شخصی پر باتباع طریق اساتذۂ دیوبند کاربند ہین مگر اہل حق سے تعصب نہین ہے۔ صناعت کیمیا سے خاص دلچسپی رکھتے ہین۔ آپ بہت سنجیدہ متواضع خلیق و متقی ہین شہر کے اعیان و امرا آپ کی نہایت عظمت کرتے ہین اس وقت[۱] عمر شریف تخمیناً پچپن ۵۵ سال ہے۔ سلمہ اللہ تعالی عن ریب الزمان

(۵۹) مولوی سید اسرار حسن بن سید علی حسن فاضلی سلمہ اللہ

آپ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء غدر ہند مین پیدا ہوئے وطن مین مولنا سید امیر حسن محدث اور شمس العلماء سید امیر احمد رح اور رام پور و خورجہ ضلع بلند شہر و قنوج مین علماے مدرسین سے تحصیل علوم و فنون متداولہ کی حکیم محمد یعقوب الہ آبادی سے سند کتب طب حاصل کی۔ پھر ریاست بھوپال جا کر مولنا محمد بشیر محدث رح کو بعض کتب حدیث جستہ جستہ سنائین اور سند لی۔ مولنا شیخ محمد جعفری مچھلی شہری قاضی ریاست سے سند بلوغ المرام پائی اور حاجی مولنا سید سبط احمد صاحب رح سہسوانی سے علم فرائض حاصل کیا۔ راے بریلی ملک اودھ کے مشن اسکول مین مدرس رہے پھر خود ترک ملازمت کر کے لکھنؤ مین بخدمت سرآمد علماء داد لیا حضرت شاہ محمد سعید صاحب سہسوانی رح قیام کیا۔ میلان طبع تصوف و طریقت کی جانب پیدا ہوا زہد و طاعت کا مشغلہ ہوا اور بایماے حضرت ممدوح رح راے بریلی واپس جا کر میان احمد علی شاہ صاحب رح کے حلقہ مریدین مین داخل ہوئے بعد وفات مرشد خود آپ سجادہ نشین و

---

[۱] افسوس صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۳۳۱ ہجری مین وطن مین وفات پائی عمر ساٹھ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالی ۱۲ منہ

خلیفہ ہوئے اور وہین قیام فرمایا چنانچہ پچیس ۲۵ سال سے خاص ضلع راے بریلی ہی
مین آزادانہ وصوفیانہ زندگی بسر کرتے ہین اور خلق اللہ کو فیض علمی و عملی پہونچاتے
ہین عالم باعمل وصوفیہ زمانہ کے مخترعات بدعیہ وخلاف شرع سے محترز و
عقائد مطابق حدیث و قرآن رکھتے ہین۔ اشغال علمیہ واذکار عبادت شرعیہ مین صرف
اوقات فرماتے ہین بجد خلیق و نیک نفس متواضع بامروت اور معاملات دنیا
سے یکسو رہتے ہین اور راقم سطور ہذا کے بہت مخلص ہین اس وقت آپ کی عمر
اٹھاون سال ہے سلمہ اللہ تعالے۔

(۶۰) مولوی سید محمد الیاس بن شاہ سید محمد نقی فاضلی رح

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۳ھ سنہ ۱۸۵۷ء کی ہے۔ ابتداے علوم آلیہ عربیہ
صرف نحو منطق مختلف اساتذہ سے وطن مین حاصل کیے بعدہ ۱۲۹۲ھ مین
آگرہ جاکر ورنیکولر مدرسہ اسلامی سرکاری مین جناب شمس العلما حاجی مولانا
سید امیر احمد صاحب برادر عمہ زاد خود سے تحصیل علوم مروجہ فرمائی اور اچھی
قابلیت پیدا کی آپ کو علوم دینیات وادب سے گہری دلچسپی رہی آگرہ مین
ملا حسن حمداللہ مقامات حریری وغیرہ مین میرے ہم سبق رہے تھے۔ ذہن نقاد
طبع رسا ہے اور بجد متقی و دیندار راستباز رحمدل خوش اخلاق جبلتاً واقع ہوے
ہین۔ امانت و دیانت مین ضرب المثل اقران ہین قدیم وضع بالکل سادہ ہے
عربی فارسی کی انشا پردازی پر قدرت ہے افسوس ہے کہ آپ کو مزید موقع
درس و تدریس مشاغل علمیہ کا نہین ملا تاہم وقت فرصت کتب بینی وحدیث وعلم
ادب مین گزرتا ہے راقم کتاب ہذا سے خصوصیت واخلاص قلبی ہے افسوس
اس امر کا ہے کہ مدت پینتالیس سال زمانہ ختم طالب علمی آگرہ سے باوجود خصوصیت قلبی

باہمی ملاقات نہین ہوئی۔ مگر الحمد للہ طرفین کے دلون مین جوشِ مودت روز افزون ہی واقف ہ از فرط محبت وار تپیدن۔ آنجا دل آوانیجا دل من۔ وجہ یہ ہے کہ میرے زمانہ موجودگی وطن مین وہ جائے ملازمت خود پر ہوتے ہین اور اُنکی موجودگی وطن کے زمانہ مین یہ راقم جائے ملازمت بھوپال مین رہا یہ حسن اتفاق ہے ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ الْخَيْرُ فِيمَا وَقَعَ آپ کے والد ماجد رح صوفیائے کرام کی جماعت مین ممتاز سمجھے جاتے تھے اور مروجہ بدعات مخترعہ سے اُنکو قطعی تنفر تھا ہمیشہ متبع قرآن وحدیث رہے مجکو بھی اُنکی خدمت اقدس مین شرف حاضری وطن مین اکثر رہا ہے اور آپ بھی ماشاء اللہ ولدا وہ احکام قرآن وحدیث شریف ہین اسوقت عمر آپ کی الیٰ ۶۹ سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ بالفضائل[عہ]

(۱۶) حاجی مولوی سید جمیل احمد خلف سید امتیاز علی مرحوم

آپ منشی میر مراد علی رح کے پوتے اور عموی مولانا سید اولاد احمد رح کے نواسے ہین سال ولادت ۱۲۷۶ھ ہے دو برس بعد از واقعہ غدر پیدا ہوئے عہد آغاز شیر خواری مین آپ کی والدہ نے انتقال فرمایا اور نانا و نانی صاحبہ کی آغوش شفقت مین پرورش پائی اور نانا صاحب کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے ماموں صاحبان نے کی اور مثل اولاد صلبی پرورش کیا اور باوجود محروم الارث ہونے کے حصہ جائداد ننہال سے معقول دیا گیا ۱۲۹۰ھ مین ہمراہی خال اوسط مولنا سید سبط احمد رح بھوپال گئے اور شغل تعلیم مین کچھ وقت صرف کیا ذکاوت خداداد و جودت حافظہ و ذہن رسا نے علوم دینیہ کی طرف راستہ دکھایا اور صحبت ارباب علم وفن و حضوری مجالس ذکر قرآن وحدیث سے تمتع کثیر اٹھایا معمولاً ابتدائی مروجہ تعلیم کے بعد بعض کتب حدیث وتراجم قرآن

عہ الحمد للہ بعد ۴۶ سال کے مارچ ۱۹۲۱ء مطابق رجب ۱۳۳۹ھ کو وطن مین ایک ہفتہ باہم مخلصانہ صحبت رہی ۱۲

کریم محفوظ ذہن کر لیے مطالعہ کتب دینیہ و مسائل فرعیہ سے استفادہ تام کیا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اور بھوپال مین توسل ملازمت مستقل قیام ہو گیا ۱۲۹۶ھ مین بمعیت برادر معظم حضرت مولنا حاجی سید عبد الباری رح محدث بھوپال سے مکہ معظمہ گئے اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے شعر و سخن سے بموزونیت طبع خداداد مناسبت ہے صفائی زبان و فصاحت کی طرف متوجہ ہین۔ نواب شاہجہان بیگم مرحومہ خلد مکان والیہ ریاست بھوپال و حضرت نواب صاحب کی مدح مین قصائد اُردو فارسی لکھے اور اب رئیسہ حال کی مدح سرائی مین ممتاز ہین فن شعر مین بھوپال کی جماعت کثیر آپ سے تلمذ رکھتی ہے دیوان مخمسات و قصائد بہ مسمیٰ بمژدۂ فصاحت مطبوع ہو چکا ہے اور دیوان غزل اُردو غیر مطبوع مرتب ہے اسکے سوا مثنوی اردو حلیۃ الابرار بایما ے حضرت مولنا نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر با لقابہ رحمہ اللہ تصنیف کی جو مطبوع و شائع ہے اسکے سوا بعض رسائل تحقیق مسائل متنازعہ فیہا مین بھی آپ کی تالیف سے مشہور ہو چکے ہین آپ ابتک مقیم ریاست مذکور ہین اور بقدر دائی رئیسہ حال تنخواہ بطور پنشن پاتے ہین۔ عمر قریب اکاون سال ہے سلمہ اللہ تع

(۶۲) مولوی منشی محمد شاکر حسین سلمہ خلف منشی محمد صابر حسین صدیقی رح

ولادت آپ کی دہم ربیع الآخر ۱۲۸۸ھ کو ریاست رامپور مین ہوئی اور وہین بہ تقریب مکتب نشینی مولنا مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم نے آپ کو بسم اللہ

عله صبا تخلص۔ یہ حضرت بہت نازک خیال بدیہہ گو شاعر فارسی و ریختہ کے اور ہمعصر مرزا داغ دہلوی و امیر مینائی لکھنوی کے تھے نیک طبع و لطیفہ سنج و رنگین مزاج تھے آپ رامپور و بھوپال و لکھنؤ مین قیام پذیر رہے تخمینا ۱۳۱۲ھ مین انتقال فرمایا۔ یہ چار حقیقی بھائی تھے چارون قابل و محقق فن فارسی و اُردو کے تھے سوا اخلاق غیر نہایت پاکیزہ تھا۔ ۱۲ منہ

پڑھائی تعلیم ابتدائی باقاعدہ شروع کی گئی جب ہمراہ والد ماجد خود بعمر ۱۰ سال گی بھوپال آکر قیام کیا اور اساتذہ عصر سے تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوئے کتب درسیہ فارسی مولوی محمد عمر ولایتی شاگرد رشید مولنا صہبائی دہلوی سے پڑھین۔ بعدہٗ ملک العلما جناب حاجی مولنا سید محمد عبدالباری صاحب محدث وحضرت حاجی مولنا محمد بشیر صاحب محدث وحاجی مولنا سید سبط احمد صاحب علماے سہسوان رح مقیم ریاست بھوپال سے علوم متداولہ وحدیث وتفسیر وغیرہ حاصل کیے اور بعض کتب حدیث استاذنا شیخ حسین صاحب محدث رح عرب کو سُنا کر سند حاصل کی۔ آپ قابل ذی استعداد فخر خاندان زکی الطبع اور عربی فارسی اُردو کی نظم انشاگاری پر قادر ہین۔ فارسی قصائد مین قاآنی کا مقابلہ کرتے ہین اُردو ریختہ مین عمدہ دیوان غزل مرتب ہے نکہت تخلص کرتے ہین نازک خیال مضمون آفرین شاعر ہین مطالعہ کتب سیر و تواریخ و ادب عربی کا شوق ہے۔ مختصر کتب خانہ علوم و فنون بھی جمع کیا ہے آپ کے خاندان مین مدت مدید سے قابل اہل قلم نظم و نثر فارسی منشیانہ و شاعرانہ لکھنے والے محقق نامور پیدا ہوئے ہین مگر آپ نے عربیت و فنون مختلفہ مین بھی بہت معقول استعداد بہم پہونچا کر خاص امتیاز حاصل کیا ہے سواد خط مثل اب و عم وجد نہایت پُررونق ہے اور صفات پسندیدہ سے متصف ہین ہر کام مین سلیقہ وشایستگی نمایان اور صفائی و نفاست طبع عیان ہے جوان صالح وسعید عابد ومتقی ہین اور اپنے خیال ورائے کے دھنی اور پختہ ہین ہر باب مین خودداری ووقار وامتیاز خاص کا بہت لحاظ رکھتے ہین بعد وفات والد بزرگوار ریاست بھوپال مین بارہ ۱۲ سال سے زائد ملازم رہے حکام مافوق آپ کی قدر افزائی اور اہل شہر و روسا وعمائد عزت کرتے تھے خود تعلق ترک کرکے وطن آگئے

اور انتظام زمینداری مین اوقات عزیز بسر کرتے ہین علمی مشاغل سے بھی خالی نہین رہے اتباع کتاب وسنت کا زیادہ خیال رکھتے ہین آپ امانت ودیانت مین مشہور خاص وعام ہین اس وقت ماشاء اللہ آپ کی عمر چھیالیس سال ہے صانہ اللہ تعالے عن شرور الدہور

(۳۶۳) الطبیب الفاضل حکیم سید محمود عالم بن مولوی حکیم سید الٰہی بخش صالحی رح

تقریباً ۱۲۸۰ھ مین آپ تولد ہوئے اور اپنے والد صاحب کے دامن عاطفت مین تربیت وتعلیم قابلانہ پائی شرح ملا جامی وقطبی وغیرہ آپ نے راقم سطور سے پڑھین بعد وفات والد خود طلب علم کے لیے سفر رام پور کیا اور حلقہ درس مولانا ارشاد حسین صاحب مین کتب متداولہ فنون حاصل کرکے شمس العلماء مولانا محمد عبد الحق منطقی خیرآبادی کے تلامذہ مین داخل ہوئے اور علوم عقلیہ منطق وفلسفہ وحکمت بفہم وفراست تحصیل کیے بعض کتب حدیث مولانا حسن شاہ رح اور انکے فرزند مولانا محمد شاہ رح اور کتب فقہ واصول مولوی مفتی عبد القادر فقیہہ سے پڑھین بعدہ نامور طبیب حکیم محمد ابراہیم خانصاحب لکھنوی متوسل ریاست رامپور سے اور انکی وفات کے بعد انکے خلف ارجمند حافظ حکیم محمد عبد العلی لکھنوی سے علم طب استفادہ کیا اور کئی سال مطب مین شریک ہوکر سند باقاعدہ جلسہ الطبا مین بعد امتحان حاصل کی اوائل ۱۳۰۲ھ مین تحصیل وتکمیل علوم وفنون درسیہ

عہ یہ حضرت بعہد حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان بھوپال مین افسر الاطباء ریاست ہوئے آپکی بیحد تعریف ہوئی بعد ملازمت تخمیناً تین سال ۱۳۱۹ھ کو بعد وفات رئیسہ ممدوحہ بترک ملازمت لکھنؤ واپس تشریف لے گئے راقم کتاب کے بیحد مہربان دوست مکرم تھے ... رح ۱۲ منہ

کر کے وطن کو مراجعت فرمائی اور بڑی دھوم دھام سے مطب و درس شروع
کیا آپ علم فرائض وکلام و اصول کے ماہر اور منطق و فلسفہ وطب کے جلیل القدر
فاضل تھے۔ قوت تدریس و تقریر مضامین فوق الوصف تھے معقول کو وضاحت
بیان سے محسوس کا ہمرتبہ بنا دیتے تھے کمال مہارت مطب و حذاقت علاج مین
آپ بے مثل تھے اس وقت مین بلحاظ شہرت فخر سہسوان کہنا بیجا نہین اضلاع
قرب وجوار مین ایسا فاضل و نامور طبیب حاذق سُنا نہین گیا ہمدردی و تشفی مرضا
مین توجہ بلیغ و حسن خلق و بے طمعی و انکسار مزاج مین آپ کا نظیر دور دور تک
نہین پایا گیا دائرہ مطب اطبائے قصبات مین اسقدر وسیع پیمانہ پر دیکھا
نہین گیا کمال علم و حسن خلق کی وجہ سے مرجع امرا و غربا تھے روسائے نواح
بیحد قدر و منزلت کرتے تھے باانیہمہ وفور مشاغل طبیہ حلقۂ درس علوم منطق و
حکمت وطب و فقہ و اصول ہمیشہ قائم رکھا اور اس دور آخر مین بہت سے
نونہالون کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب و سرسبز کر دیا ایک نوخیز جماعت کو
شاہراہ تعلیم پر ڈال دیا آپ بہ تقلید اساتذۂ خود اہل حدیث سے تعصب
رکھتے تھے مگر آخر مین جمود و اصرار سے کنارہ کر کے انصاف و حق پسندی کی جانب
مائل ہو گئے اہل حدیث سے کچھ تعصب نرہا اور بہت کچھ اصلاح عقائد ہو گئی
نیک مزاجی و بے نفسی و راستبازی و خوف خدا و دیانت کی صفات خاصہ
سے موصوف اور خاص و عام مین ہر دلعزیز ہو کر محمود عالم و محسود زمانہ ہو گئے دور و
دراز کے لوگ آپ کے مطب سے فیضیاب ہوتے اور جوق جوق آپکی خدمت مین
حاضر ہوتے تھے ہمدرد فیاض نے شہرت و نیکنامی کا روشن تمغہ آپ کو عطا کیا تھا
حلیۂ صلاح و سعادت سے آراستہ و پیراستہ تھے آپ کے تلامذہ مختلف علوم
و فنون و خاص مطب طب مین بکثرت ہین افسوس آپ کی موت مفاجات سے تعلیم

وتعلیم وطبی کارناموں کا چراغ گل ہوگیا اور اس سرزمین سے فضل وکمال کا نشان مٹ گیا چند امراض قلب وجگر مین ایک مدت تک تکالیف برداشت کر کے بعد صبح روز شنبہ ۲۲۔رجب سنہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸۔جون سنہ ۱۹۱۳ء کو اس عالم ناپائدار سے بعمر ۵۲ سال دار جنان کو رحلت کی بَرَّدَ اللہُ مضجعہ مزار خام مقبرہ نوشہرہ جنوب آبادی مین ہے آپ کے ارشد تلامذہ فخر زمن عزیز مورخ معجز سلمہ ربہ نے باستخراج آیہ مقدسہ فَاُولٰٓئِكَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ سے تاریخ وفات کا حق ادا کیا نیز لفظ غفران سے مادۂ سال مستنبط فرماکر قطعۂ ذیل مین موزون کیا

حیف محمود عالم اکمل عصر	زین جہان رفت سوے دار جنان
بہر تاریخ خامۂ معجز	زود رقم سال رحلتش غفران

(۶۴) علامہ مولوی سید محمد اعجاز احمد سلمہ بن حاجی مولنا سید محمد عبد الباری محدث رح

سال میلاد مبارک سنہ ۱۲۹۴ھ ہے چنانچہ نام تاریخی مختار احمد رکھا گیا عمر کا ساتوان سال تھا کہ ریاست بھوپال اپنے والد ماجد رح کی خدمت مین پہونچکر تحصیل علوم ابتدائی مین مصروف ہوے مگر افسوس کہ دو سال کے اندر ہی حضرت ملک العلما آپکے والد ماجد نے سنہ ۱۳۰۳ھ کو بھوپال مین رحلت فرمائی اور آپ یتیم ہوکر بحالت حزن ویاس وطن مالوف کو مراجعت کی یہان تربیت وتعلیم کا انتظام عارف باللہ حضرت مولنا حکیم سید محمد نذیر احمد شاہ قدس سرہ آپکے دادا صاحب کے چھوٹے بھائی نے فرمایا بعض کتب دقیقہ فارسی وفنون صرف ونحو عربی جناب مولنا سید عبد الحسیب صاحب رح سے تمام کرکے کتب درسیہ منطق وفلسفہ وحکمت وفقہ وکلام وغیرہ مولوی حکیم سید محمود عالم سے بکمالہ استفادہ کئین پھر بشوق تکمیل علوم سنہ ۱۳۱۱ھ مین سفر بھوپال اختیار کیا وہان حلقہ درس مولنا محمد بشیر صاحب محدث رح مین توضیح وتلویح ومسلم الثبوت وتفسیر بیضاوی وغیرہ اور

مولٰنا عبد الحق کابلی قاضی ریاست سے قاضی مبارک وحمد اﷲ و مطول وغیرہ اور حضرت شیخ حسین عرب محدث حُدَیدہ سے کتب حدیث حاصل کرکے دیگر کاملین فن سے بقیہ علوم اکتساب فرماتے اور بعدہ وطن واپس آگئے جودت طبع و ذکاوت ذہن و سرعت ادراک و قوت حافظہ و قابلیت فطری سے ہر صنف علم و فن میں مہارت تامہ حاصل کرکے اجل علما و اکمل فضلا سے ہوئے بعدہ علم و صناعت مطب علماً و عملاً کمال حذاقت طباعی کے ساتھ وطن وغیرہ میں اکتساب کرکے سند فراغ باضابطہ حاصل کی اور شغل علاج و مداوا میں مشغول ہوئے علوم ادبیہ فارسی و عربی و منطق و حکمت و کلام و سیر میں بالخصوص دستگاہ کامل ہے۔ بلکہ علمائے ہند میں ایسا ادیب ناظم و ناثر بدیہہ گو فصیح و بلیغ قلیل الوجود ہے استحضار غرائب لغات و محاورات عرب و حل اشعار مشکلہ میں عدیم النظیر ہیں حماسہ متنبی حریری معلقات کے درس دینے میں آپ کو کتب لغت و شروح و حواشی کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ شعرائے جاہلین و مخضرمین[۱۵۱] کے تتبع میں بے شمار عربی قصائد غرا تصنیف کیے۔ انشا پردازی عربی و فارسی میں عجیب ملکہ خداداد پایا ہے اہل زبان متحیر ہوتے ہیں مولٰنا محمد طیب[۱۵۲] مکی و مولٰنا محمد صاحب[۱۵۳] عرب بھوپالی و مولٰنا سید ذوالفقار احمد صاحب[۱۵۴] نقوی رکن مجلس العلما بھوپال نے آپ کا کلام عربی بارہا سنکر تحسین و آفرین بلیغ

۱۵۱ مخضرمین بالفتح شاعرانیکہ زمانہ جاہلیت و اسلام دریافتہ اند۔ از صراح ۱۲ منہ

۱۵۲ مولوی محمد طیب مکی مشہور ادیب ریاست رامپور میں ملازم رہے اور ۱۳۲۴ھ کو وہیں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۳ مولوی محمد صاحب مولٰنا شیخ حسین صاحب محدث قاضی حدیدہ یمن کے بڑے فرزند جو ۵۴ سال ہمراہ والد خود بھوپال میں بعزت و احترام رہے اب ندوۃ العلما لکھنؤ میں پروفیسر ادب ہیں قابل ادیب و محدث ہیں ۱۲ منہ

۱۵۴ یہ حضرت تعلیہ سہارنگپور ضلع مالوہ کے اصل باشندہ و سادات نقوی سے ہیں انکے والد بزرگ المسمی سید ہمت علی بھوپال میں مقرر تھے اور بوجہ عقد نکاح بھوپال ہی میں مستقل سکونت اختیار کی آپ ماشاء اللہ جامع جمیع علوم و فنون و تصوف و سلوک ہیں ادب میں اعلیٰ پایہ رکھتے ہیں حدیث و تفسیر و فقہ میں کمال ہے ریاست میں بعہدہ رکن مجلس العلما معزز و ممتاز ہیں ۱۲ منہ افسوس ہے قبل طبع کتاب ہذا ۲۲ ۲۱ محرم ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۲۳ء کو وفات پائی۔

فرمائی زبان اُردو و فارسی مین بھی رسائل علمیہ و قصائد و غزل وغیرہ بہت کچھ تحریر کرکے دوست و تلامذہ کے نام پر شایع کرادیے جو فصاحت و بلاغت مین پایۂ عالی رکھتے ہین ریختہ و فارسی کلام مین تخلص معجز ہے۔ اخراج مادہ ہاے تاریخی جمل مین یدبیضا دکھاتے ہین چنانچہ اکثر تواریخ و قطعات مندرجۂ کتاب ہذا مشعر سال وفات علماء آپ ہی کے نتائج طبع وقاد ہین جنکو دیکھ کر مورخین زمانہ انگشت بدندان رہجاتے ہین فارسی قصائد آپ کے انوری و ظہیر کے کلام کا مقابلہ کرتے ہین غزل مین کہین حافظ اور کہین نظیری کا رنگ ہے۔ مطالعہ کتب علوم و فنون و درس و تدریس سے شغف خاص اور علم سیر و آثار علما پر عبور کامل ہے تصانیف امام ابن تیمیہ و ابن قیم و امام ذہبی رح سے نہایت دلچسپی اور اصول عقائد و اہم مسائل کلام و مباحث معتزلہ و شیعہ و رد مذاہب باطلہ مین ید طولی و قوت تام ہے۔ الحق ایسا طباع و ذکی و جامع کمالات و وسیع النظر زمانہ مدید سے عالم وجود مین نہین آیا ہر گونہ علم و فضل مین محسود اقران اور آثار صلاح و سعادت چہرہ سے درخشان ہین باایں ہمہ کمالات مختلفہ و صفات متکثرہ شہرت و خود نمائی سے نفرت طبعی ہے معاصرین اہل علم اپنی تصنیفات علوم و فنون و نظم و نثر مین آپ سے مشورہ و صلاح لیتے اور زور تحریر و تقریر سے اہل علم مصنفین و مناظرین مرعوب رہتے ہین صنف مضمون نگاری کی قوت زائد الوصف ہے تصانیف کثیرہ مین سے بعض کتب کے اسماء یہ ہین۔ رشحات الکرم فی شرح فصوص الحکم فصوص فارابی کی شرح معضلات ہے عربی ہے۔ توقیع الفرند فی تذکار ادباء الھند عربی مین تذکرہ ادباے ہندوستان فصیح و بلیغ ادبیانہ عبارت سے براعۃ التحقیق عربی مین مسئلہ اجتہاد و تقلید مین پُر زور محققانہ کتاب ہے تسلیۃ الفواد عبر جمہ بانت سعاد و فارسی نظم مین کمال نمونہ ہے فرقہ آریہ ہنود کی تردید مین

چند رسالے لاجواب اُردو مین لکھے ہین مناظرہ بعض مسائل طبیہ مین اور وبائے طاعون کے متعلق ایک برجستہ تصنیف بعض تلامذہ کے نام سے شہر مرادآباد مین طبع ہوکر شائع ہو چکی ہے اُردو مین دو اخلاقی و نتیجہ خیز ناول پردہ راز آگرہ سے و جاریہ عرب بریلی سے طبع ہوکر نکلے اور ملک مین قبولیت حاصل کر چکے ہین۔ معجز نما دیوان غزل اُردو باصرار احباب بدایون مین چھپ کر شہرت عام پا چکا ہے اسکے سوا فارسی عربی کا لاجواب ذخیرہ متعدد بیاضون کی صورت مین موجود ہے جو انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگا۔ تعلیقات علی الحمیات عربی کتاب المفردات فارسی بڑے پایہ کی طبی عالمانہ کتابین ہین آپ نے آبائی کتب خانہ مین بڑی تعداد پر کتب علمیہ کا اضافہ کیا ہے۔ ابتداءً لکھنؤ مین ایک سال قیام کرکے اپنے علم و کمال سے لوگون کو مستفید کیا پھر آگرہ مین دو سال سینٹ جونس کالج مین مدرس عربی رہے بعدہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری مین باصرار قدردانان قصبہ بسولی ضلع بدایون مین آ گئے اور خود کو وقف درس و مطب و افادہ عام کیا۔ درس و تدریس علوم و فنون دائمی مشغلہ ہے طلبہ کثیر بغرض استفادہ ادب و فلسفہ و منطق و کلام اصول و طب وغیرہ بلاد دور دست سے آکر حلقۂ درس سے فیضیاب ہوتے رہتے ہین۔ ایک مدت تک قصبہ بسولی آپ کی ذات سے مرکز علوم رہا اعیان و امرائے نواح نے قدردانی کے ساتھ آپ کی اعجاز نمائی مطب و علاج کا اعتراف کیا اور برسون سے دست شفا خداداد کے کرشمے دیکھکر عظمت و وقعت کرتے رہتے ہین تمام روہیلکھنڈ مرادآباد و بریلی بدایون سنبھل شاہجہانپور وغیرہ مین آپ کی تشخیص و تجویز حذاقت و تجربہ کی بیحد شہرت ہے سنہ ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء مین بزمانہ اشتداد مرض طاعون آپ کے معالجہ سے بفضلہ تعالیٰ فی صدی ۹۰ سے زیادہ مریض شفایاب ہوئے چنانچہ اس کارنامہ پر حکام ضلع و کمشنر صاحب بہادر بریلی نے پروانہ خوشنودی

مزاج وخدمت ملک بمقابلہ سول سرجن ڈاکٹر یورپین آپ کو عطا فرمایا بالفعل
بدایون میں باصرار روسا وارکین شہر آپ کا قیام ہے اور درس علوم ومطب
کا اشتغال نصب العین ہے نامور اہل علم[عله] آپ کی ہمہ دانی وکمال علمی سے متحیر
رہتے ہیں مطب مرجع خاص وعام ہے۔ آپ نے محض بخیال دفع چشمک زنی
بعض ہم چشمان مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کو دہلی میں جاکر امتحان منشی فاضل بموجب نصاب
عربی پنجاب دیگر سند باضابطہ حاصل کی اور پھر مارچ سنہ ۱۹۱۹ء میں رجب سنہ ۱۳۳۷ھ
کو اول درجہ مولوی فاضل کا امتحان دہلی میں دے کر سند لی یہ شرکت امتحان صرف
بغرض تکمیل ضابطہ سرکاری وشاہی تھی ورنہ آپ کی شان قابلیت ماشاء اللہ بہت
اعلیٰ وارفع ہے ممتحنین جلسہ امتحان پہلے ہی سے آپ کے کمال کے معترف
ومداح ہو چکے تھے۔ آپ بغایت ذکی خوش اخلاق رنگین مزاج بامروت
شگفتہ پیشانی نیک سیرت خوبصورت وجیہ وبذلہ سنج ہیں حقد وحسد وخودغرضی
سے بخلاف ابنائے زمانہ بالکلیہ پاک وصاف ہیں اور یہ اوصاف حمیدہ خصوصیات
خاندانی اب عم وجد سے موروثی ہیں تاآنکہ اپنے سخت مخالف وحاسد کو بھی بامتنان
واحسان اپنا رفیق ودمساز بنانے میں ہمیشہ مساعی جمیلہ کرتے رہتے ہیں انتقام
وکیفر کردار کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے ماشاء اللہ اس وقت عمر عزیز آپ کی
سینتیس ۳۷ سال کی ہے راقم الحروف کے حقیقی برادر زادہ وجگر گوشہ ہیں بارک اللہ
فی عمرہ وعلمہ وفضلہ ومتعہ بطول بقائہ بالمجد والاقبال آمین آپ کے کلام فارسی
وعربی کا مختصر نمونہ ذیل میں نذر ناظرین کیا جاتا ہے ایک قصیدہ نعتیہ کی

اخلاق حسنہ

عله اب تقریباً ڈیڑھ سال سے آپ شہر فیض آباد اودھ میں مقیم ہیں رؤسا ومعززین شہر آپ کا بیحد اعزاز
واکرام کرتے ہیں مشغلہ تدریس طلبہ علوم ذاقتادر عنقاء ومطب ہے تالیف وتصنیف سے بھی خالی
نہیں رہتے ۷۔ مئی سنہ ۱۹۲۱ء ۱۳۴۰ھ سید ابو احمد نامی شہسوانی عفی عنہ۔ نیز آپ نے یہاں دیوان قصائد [illegible]

تشبیب مین لکھتے ہین

نیست قطع جادهٔ مقصد به تنهائی که شد	شوق غم همراه من ذوق جنون هم پای من
آرزو ہای دلِ ناکام اساس پامن گشت	خانه را سامان ویرانی شده کالای من
ناله از لب ناشده بنیاد عالم بر فگند	بی توان بردن بشور حشر از غوغای من
دارد از فیض تصور گرمیِ هنگامه ها	صورتِ آغوش محشر طبع بزم آرای من
می زند ناخن کمالم بر رخِ ماهِ تمام	پنجهٔ خورشید بر تابد بیضای من
همصفیران را ز حیرت آینه بر کف نهاد	طوطی شکر فشان یعنی لبِ گویای من

غزل کا انداز بھی قابل دید ہے

چه باشد در حریم جلوه گاهش لرزش دلها	که بر هم زد بیک گردش چشم مست محفلها
سبکرو همچو آواز جرس در کاروان بودم	رسیدم پیشتر از همرهان خود بمنزلها
مژه بارید طوفان و همانا تشنه لب مردم	چو دریا آب در بر دار و خشکست ساحلها
دلیل نارسائی بود رنگ اضطراب ما	که بر هر گام بر بستیم و بکشادیم محملها
ز صبح حسن او صد جیب و دامان چاک شد لیکن	چو بوی غنچه پنهان بود راز عشق در دلها

درین ره گام زن منجر بطرز حضرت حافظ
که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها

ولہ سلمہ ایضاً

عیشم بکوی باده فروشان ازان خوشست	می وام میدهند و تقاضا نمی کنند
از وسعت کرم به نعیم شمرده اند	آن وعدهای وصل که ایفا نمی کنند
نازم به دستگاه تصور که اهل ذوق	در قرب و بُعد تفرقه اصلا نمی کنند

ایک عربی قصیدہ مین چند اشعار حسب حال خود کہے ہین وہ درج ہے

قد جئت فی طلب العلم مغاوراً	وهمالکا کالهائم المتشوق

کم من اذیٰ وسط الفلاۃ سئمتہ	فلقیت امالی بوجہ مشرق
غرّتنی الدنیا کثیرًا بالغنیٰ	وترکتہا سخطًا الظاہر ونقی

وقال فی مذمۃ الدنیا فی قصیدۃ طویلۃ

یہوی الفتیٰ لذۃ الدنیا ویاملہا	ولا نصیب لہ منہا سوی الالم
تبًا للدار فناء لا بقاء لہا	ولا مصیب لاہلہا سوی العدم
فہبّ من رقدۃ الغفلات نل فرصًا	فلیس ینفع بعد الفوت من ندم

واللہ متغزلا لا فضّ فوہ

ولا انسیٰ سلیمیٰ یوم سارت	بہا الاجمال طائعۃ الزمام
اتتنی کی تودعنی فقامت	تعضّ بنانہا والطرف دامی
وغیر وجہہا وشک التنائی	واوجع قلبہا روع انصرام
فاومت باللحاظ حذار واش	وفی زفراتہا حرق الغرام

الی آخرہ۔ آپ کے علمی کارنامے اور خصائص کمالات کے نمونے لا تحصےٰ ہین اس مختصر مین تفصیل کی گنجایش نہین تصنیف وتحقیق معارف علوم ودقائق فنون مین فرید دہر وحید عصر ہین ماشاء اللہ تعالےٰ وسلمہ وابقاہ وعلی مدارج الفضل رقاہ

(۶۵) مولوی محمد نذیر حسین بن علامہ تحریر مولانا محمد شبیر محدث ۲

سال ولادت ۱۲۸۸ھ ہے حداثت سن مین آپ نے فنون درسیہ وکتب متداولہ پر عبور کیا رسائی فہم وذکاوت ذہن وقوت حافظہ مین بے عدیل ونظیر اور طباعی ومناسبت علم مین فقید المثیل تھے تعلیم فارسی ومشق انشا نگاری بھوپال مین مولوی محمد عمر پنجابی شاگرد رشید مولانا صہبائی دہلوی سے حاصل کرکے نظم ونثر مین ملکہ پیدا کیا علوم درسیہ عربیہ اپنے والد ماجد رح سے تحصیل کیے سلیقہ شعر گوئی وسخن فہمی زائد الوصف

تھا ہزارہا شعر فارسی و اُردو و عربی بقوت حافظہ ازبر تھا اور بدیہہ گوئی مین یکتا تھے افسوس کہ عقد نکاح سے چھ ماہ بعد اس جوان صالح کا غنچۂ حیات اٹھارہ سال کی عمر مین بتاریخ ۲۸ - ربیع الاول ۱۳۰۵ھ شب چہارشنبہ وقت عشاء ریاست بھوپال مین والدین کے سامنے سموم قضا سے پژمردہ ہوگیا۔ علم ادب و منطق و فلسفہ و حکمت مین دستگاہ تھی اتباع قرآن و حدیث پر شیفتہ تھے مزار تکیہ قلندر شاہ مین ہے رحمہ اللہ تعالےٰ

(۶۶) مولوی سید اظہر علی بن میر مظہر علی صاحب سلمہا رئیس سہسوان

آپ نے علوم درسیہ رسمیہ ابتداً حافظ مولوی شیخ امیر حسن انصاری رحمہ سے پڑھے اور پھر مولانا سید محمد عبد الحسیب رحمہ سے کتب عربیت حاصل کر کے علم منطق و فلسفہ و طب و فقہ حکیم سید محمود عالم مرحوم سے اکتساب کیا بلوغ المرام مولانا محمد بشیر رحمہ سہسوانی کو سُنا کر سند قرأت حاصل کی اتباع قرآن و حدیث و پابندی صوم و صلوٰۃ و سعادت و صلاحیت مین ممتاز اور باوجود اسباب ریاست تواضع و کسر نفسی و ہمدردی برادران وطن سے متصف ہین انگریزی و گجراتی وغیرہ مین بھی ضروری مہارت ہے معاملات عدالت و قانونی مین خاص دستگاہ ہے رائے صائب رکھتے ہین باوجود کثرت مشاغل ریاست و امارت مذاق علمی و کتب بینی لازمۂ زندگی ہے اُردو غزل گوئی مین شاگرد امیر مینائی ہین کلام شستہ ہے ولادت باسعادت ۱۲۹۰ھ مین ہوئی سلمہ اللہ تعالےٰ علم دوست بامروت و صاحب اخلاق حسنہ ہین سادہ مزاج ہین اعزہ و احباب سے بخلوص ملتے ہین نور جگر عزیزم مولوی سید اعجاز احمد سے سوا ے قرابت قریبہ کے خصوصیت خاص و مودت بااختصاص ہے حکام یورپین ضلع و ہموطن بنظر احترام آپکو

دیکھتے ہیں سلمہ اللہ تعالےٰ ۔

(۶۷) مولوی محمد تقی مرحوم ولد خطیب مولوی محمد اسمعیل انصاری رح

آپ کی ولادت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۷ھ میں ہوئی پندرہ سولہ برس کی عمر تک علم سے نے بہرہ رہے پھر یکایک جاذبہ شوق تعلیم نے بھوپال پہونچایا اساتذہ عصر سے علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت کمال محنت و جانفشانی سے استفادہ کرکے علم حدیث و تفسیر کی جانب توجہ مبذول کی پھر دہلی کا سفر اختیار کیا بخدمت مولانا محمد بشیر صاحب فائز ہوکر کتب حدیث قرأتاً و سماعاً سبقاً سبقاً و تفاسیر درسیہ بغور و خوض پڑھیں قواعد صرف نحو کی بحث و تحقیق ہر حال میں مد نظر رکھی اور چونکہ ان فنون سے مناسبت فطری رکھتے تھے اسپر سعی و محنت شبانہ روزی اور کثرت مطالعۂ کتب نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہر مسئلہ میں اختلافات ائمہ و عبارات کتب فن مستحضر فی الذہن و ازبر تھے مباحثات میں مخالفین کو مسائل صرف و نحو میں لاکر سراسیمہ کردیتے ناچار مخالف کو بموجب قواعد مسلمہ فن آپ کی رائے صائب سے اتفاق کرنا پڑتا یا بحیلہ روپوشی کرتا تقریر متانت و وقار سے پر اور نہایت نرم لہجہ سے ہوتی قرآن و حدیث کا وعظ نہایت پر اثر و دلکش ہوتا تھا تبلیغ احکام شرع میں بیخطر و راست گو تھے اتباع کتاب و سنت میں محو مثل اب و جد تھے تقدس و ورع و زہد و عبادت و وعظ و تلقین میں منہمک و مشتغل رہتے غیر متشرع و متکبر امیر و حاکم کو ابتداءً سلام نہیں کرتے اور کبھی فاسق و فاجر کو تعظیم نہیں دی یہ صفت بھی موروثی اب و جد سے پائی تھی قناعت و توکل و غیرت سے موصوف اور بغایت متواضع و منکسر المزاج اور دیانت و تقویٰ و شب بیداری و سحر خیزی میں مشار الیہ تھے سہسوان میں کئی سال قیام کرکے طلبۂ علم کو

درس صرف و نحو و حدیث و تفسیر دیتے رہے مشاغل علمیہ کی محویت و دلچسپی نے اس درجہ ماسوا سے بے تعلق بنا دیا تھا کہ باوجود اصرار والدین و اعزہ عقد نکاح کی جانب متوجہ نہوئے آخر کار عین جوانی مین بعمر ۳۹ سال بمقام سہسوان والدین کے سامنے ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ مین وفات پائی مزار خام خطیب محلہ مین جانب شمال ہے اسکنہ اللہ تعالےٰ فی جنۃ النعیم وزوجہ بحور عین آمین

(۶۸) مولوی سید خلیق احمد بن مولوی سید محمد اسحق صاحب فاضلی

آپ کی ولادت ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۲ھ مین ہوئی علیگڈھ مین آپ نے مولنا محمد بشیر احمد صاحب اور پھر مولنا محمد لطف اللہ صاحب رح سے اور اُن کے فرزند ارجمند مولوی عنایت اللہ صاحب سے کتب درسیہ معقولات و منقولات و حدیث و تفسیر و فقہ تحصیل کرکے سند فراغ پائی وطن مین تدریس و تعلیم طلبہ کا مشغلہ رکھتے ہین صاحب اخلاق حسنہ اسم بامسمیٰ دیندار متقی فہیم و ذی استعداد ہین مطالعہ کتب علمیہ سے رغبت اور رجحان طبع بجانب تقلید رکھتے ہین مگر امور منکرہ و بدعات سے محترز رہتے ہین مدرسہ اسلامیہ حنفیہ سہسوان مین درس دیتے اور امامت مسجد جامع کرتے ہین مشاجرات و مناظرات سے اجتناب ہے اہل حدیث کا بھی احترام کرتے اور بمحبت ملتے ہین اس وقت عمر ۴۹ سال کی ہے سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آمین

(۶۹) مولوی حکیم سید آغا علی خلف میر تقی علی قاسمی رح

آپ ۱۲۹۰ھ مین متولد ہوئے تحصیل علم وطن مین کی مولنا سید محمد عبد الحبیب صاحب مرحوم سے کتب صرف و نحو عربی حاصل کرکے کتب منطق و طب و فقہ افضل المتاخرین

مولوی حکیم سید محمود عالم رح کے حلقۂ درس مین اکتساب کین بترغیب و تاثیر صحبت عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ سے مطالعہ کتب ادب و عربیت کرتے رہے اور اب مطالعہ کتب دینیات سے زیادہ دلچسپی ہے چند سال سے تدریس طلبہ کی جانب بھی متوجہ ہوئے ہین اور اتباع کتاب اللہ و سنت نبوی مرکوز خاطر ہے فہیم و ذی استعداد و قابل ہین ہر معاملہ مین راے محکم رکھتے ہین تقریر شستہ و حافظہ قوی ہے فخر خاندان خود ہین آپ کا چشمۂ فیض مطب وطن مین پندرہ سال سے وسیع پیمانہ پر جاری ہے مریضون پر براہ ہمدردی و خلوص توجہ فرماتے ہین تشخیص و مداوا مین ملکہ و دستگاہ حاصل ہے علم تاریخ جدید و قدیم و جغرافیہ ممالک و اخبار بینی سے بہت مناسبت ہے خدمات قومی و اسلامی مین خاص حمیت و دلچسپی کے ساتھ جلد سرگرم و مستعد ہو جاتے ہین ذرائع قبولیت و عزت رکھتے ہین اس وقت عمر بلوغ ۴۳ سال کی ہے ع سلمہ اللہ تعالے طول الازمان

(۷۰) مولوی امیر احمد سلمہ بن مولوی عزیز احمد مرحوم قریشی

کنیت ابو البشارسال ولادت سنہ ۱۲۹۴ھ ہے کتب درسیہ فارسی اپنے والد رح سے جو ایک خوش عقیدہ و متبع سنت بزرگ تھے حاصل کر کے مولنا محمد یوسف حسین ہزاروی خانپوری سے مقام قصبہ سہسوان و گنور و دہلی مین صرف و نحو عربی و کتب حدیث و بعض تفاسیر کو بتوجہ خاص استفادہ کیا مشق خط نسخ و نستعلیق بھی علامہ موصوف سے کی اور شہر دہلی کے مشہور مطابع مین ملازمت اختیار کی اب ایک مدت سے تمام سیوانی ملک متوسط تین تعلق وعظ و تعلیم ہی قیام رکھتے ہین اتباع کتاب سنت خدمت اسلام ہر دم مد نظر ہے نہایت نیک نفس و منکسر المزاج ہین سلمہ اللہ تعالے ع

ع افسوس کہ مرحوم صاحب ترجمہ نے آخر ماہ رجب سنہ ۱۳۳۹ھ و آخر مارچ سنہ ۱۹۲۱ء مین بعمر ۴۴ سال بمرض کالا آزار انتقال کیا اس واقعہ کا مادہ تاریخ مولوی حکیم سید اعجاز احمد سلمہ اللہ نے آیہ حسنٰت لہم العقبا ۱۳۳۹ سے مستخرج فرمایا ۱۲ رحمہ اللہ تعالی ۱۲ ع اس وقت آپکی عمر ۴۴ سال کی تھی

(۱۸) مولوی حکیم سید مظفر علی بن منشی سید امتیاز علی صالحی رحمہما اللہ

آپ کی ولادت ۱۲۹۴ھ ماہ شعبان وطن میں ہوئی قوت ذکا وحافظہ وسرعت فہم توریث خاندانی پاکر مولانا سید اعجاز احمد صاحب سلمہ سے کتب صرف ونحو ومنطق وادب وفلسفہ وحکمت وغیرہ بحث وتحقیق کے ساتھ پڑھیں اور حکیم سید محمود عالم صاحب کے حلقہ درس میں بھی بعض علوم عقلیہ استفادہ کیے بعدہ بشوق وطلب علم بھوپال گئے اور بقیہ کتب علوم وفنون دینیہ اساتذہ سے حاصل کر کے دہلی کا سفر کیا اور حضرت مولانا محمد بشیر صاحب محدث رح کے چشمہ فیض علوم سے خوب سیراب ومستفید ہوئے پھر لکھنؤ جاکر مدرسہ تکمیل الطب میں داخل ہوئے اور نامور طبیب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب رح کی خدمت میں تین چار سال رہکر بتمامہ صناعت مطب حاصل کیا بعد فراغ تحصیل علم وحصول سند وطن واپس آکر مطب شروع کیا ذہانت وطباعی میں یگانہ عصر تھے اور استحضار کتب طبیہ ومسائل فن بدرجہ غایت تھا کلیات وجزئیات پر نظر غائر تھی تصنیف وتالیف کا ملکہ خداداد تھا جزئی مسئلہ پر کتاب ضخیم لکھنے کی قدرت وقوت تھی نزاعی اقوال واختلافات حکما واطبا ذہن میں حاضر تھے آپ کی متعدد تصانیف محققانہ وقابلانہ ہیں باین حداثت سن ایسی قوت تصنیف وتالیف حیرت انگیز تھی البارھات فی امتناع کون النار من الارکان بعبارت عربی فصیح ہے دوبار طبع ہوچکی۔ تربیع عناصر وجزویت نار کا ابطال کمال تحقیق کے ساتھ کیا ہے۔ یہ تصنیف نہایت قابل قدر ہے اسی کے ساتھ الغلواء فی الحلوا وترویۃ الظما دو رسالہ مناظرانہ بعض مسائل طبیہ میں آپ کے مصنفہ شائع ہوئے ہر ایک بجاے خود وسعت نظر ورسائی ذہن وتحقیق کا شاہد ہے الضابطہ اردو میں مزاج مرکبات کے متعلق جملہ اقوال ومذاہب اور استخراج مزاج کے طریقوں پر مع تنقید وتحقیق مباحث مشتمل ہے

لاہور مین طبع ہوا ہے اس مسئلہ مین بے مثل کتاب ہے مفردات طبیہ مین ایک ضخیم تالیف کا مسودہ موجود ہے امید کی جاتی تھی کہ اس نونہال چمن علم و فن سے تصانیف و خدمات طبیہ مین کارہاے نمایان وقوع پذیر ہونگے مگر صد حیف عمر نے وفا نہ کی اور کمالات علمی پردۂ خفا مین رہگئے عین عنفوان شباب مین چہارم ماہ رمضان شریف ۱۳۳۳ھ کو بعمر ۲۰ سال بمرض سل اس دار محن سے جنت الفردوس کو رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون سقا اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ آپ کے استاد و برادر خالہ زاد عزیز معجز مورخ سلمہ اللہ تعالے نے تاریخ وفات یہ تحریر کی ہے

بحر کمالات مظفر علی	رفت سوے خلد برین بامداد
بود زماہ رمضان چارمین	داغ غم ہجر باحباب داد
کرد چو معجز پے تاریخ فکر	سال وفات آمدہ مغفور باد

(۲۲) ابو العلا مولوی سید نظر احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہما اللہ تعالے

آپ جناب عمی حضرت مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ فاضلی نقوی ودودی چشتی کے بڑے پوتے ہین ۱۳۰۴ھ ماہ ذیقعدہ مین متولد ہوئے آپ نے وطن مین عزیزم مولانا سید اعجاز احمد صاحب معجز سلمہ ربہ و حکیم سید محمود عالم رح سے کتب درسیہ صرف و نحو ادب و منطق و فلسفہ و ریاضی وغیرہ پڑھکر بھوپال مین مولنا سید ذو الفقار احمد صاحب ادیب سے ادب و دیگر علوم مروجہ حاصل کیے پھر دہلی و لاہور و رامپور مین مفتی عبد اللہ ٹونکی شمس العلماء اور مولوی ڈپٹی محمد نذیر احمد خان صاحب شمس العلماء دہلوی اور مولوی مولنا محمد طیب مکی عرب سے علوم عقلیہ و نقلیہ و ادبیہ کی تکمیل و تحصیل بجد وجہد کی اور اب اپنے والد ماجد سلمہ ربہ کے سایہ عاطفت مین مشاغل علمیہ درس و تدریس و مطالعہ کتب و تصنیف و ترجمہ علوم و افادہ خلق خدا مین اوقات شبا روزی بسر کرتے ہین آپ کے والد ماجد سلمہ ربہ کی توجہ

خاص سے کثیر التعداد کتابون کا ذخیرہ مجتمع ہوا ہے جو مختلف علوم و فنون کا گنجینہ
ہے آپ فہم و استعداد و مہارت ولیاقت و علم و حلم مین محسود عصر ہین انشاپردازی
و مضمون نگاری ہر صنف عربی و فارسی اُردو کا سلیقہ خاص رکھتے ہین علم فرائض پر
عبور کامل اور مسائل فقہ و حدیث و تحریر فتاوی مین استحضار تام ہے ہمیشہ طالبین
مستفتین آپ سے مستفید ہوتے ہین بطور تفنن طبع گاہے گاہے اشعار و
قصائد عربی بھی بحور عربیہ مین لکھتے ہین علم عروض مین ملکہ خدا داد اور علم سیر و تاریخ
و ادب سے اچھا مذاق ہے جوان صالح و سعید و سلیم الطبع صائب الرائے خلیق متواضع
و خود دار ہین جوہر فضل و عزت خاندانی کا بیحد لحاظ ہے تقریر متین و شستہ چہرہ
سے آثار متانت و صلاح و سعادت عیان ہمیشہ خدمات قومی و اسلامی مین
سابق الاقران ہین اکثر اصابت رائے و دیانت و امانت غیر کا بیحد خیال و لحاظ رہتا ہی
اس وقت عمر آپ کی تو عے ۲۹ سال کی ہے ضاعف اللہ عمرہ و اقبالہ و زاد مجدہ
و افضالہ۔ آمین

(۴۳) مولوی سید اقتدار احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہما اللہ تعالیٰ

آپ نے اکثر علوم و فنون بشرکت اپنے برادر معظم مولوی سید نظر احمد سلمہ اساتذہ و
علمائے مذکورین سے وطن و دہلی و رامپور و لاہور وغیرہ مین بتوجہ تام حاصل کیے
زکاوت طبع و متانت فکر بدرجہ غایت ہے نظم و نثر عربی و فارسی و اُردو پر عمدہ
قدرت رکھتے ہین ریختہ مین شعر گوئی کا مذاق فطری ہے ساحر تخلص کرتے ہین
غزل برجستہ و فصیح کہتے ہین علمی تصانیف کا بھی شوق ہے چنانچہ رسالہ
الازاحۃ الحیرۃ فی صوم ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عربی عبارت مین نہایت قابلانہ و محققانہ تحریر کیا ہی
زور استدلال و قوت تحریر عیان ہے باوجودیکہ دعوے باتفاق نحات ضعیف

اور ثبوت انصراف امثال ابی ہریرہ محال ہے تاہم جودت طبع و استحضار مسائل نحو کا کافی ثبوت ہے ملہم تاریخ ترجمہ ملخص تسلیم کا فن تاریخ نگاری جمل مین بزبان اُردو بفرمایش اڈیٹر اخبار نیر اعظم مراد آباد کیا اور جابجا تحقیق و تنقید سے کام لیا ہے یہ دونون کتابین مطبوع ہوکر شائع و مقبول ہوچکین مذاکرات علمیہ و مطالعہ کتب کا مشغلہ ہمیشہ رکھتے ہین جوان صالح وذکی و سخن سنج و سخن فہم ہین غزل پڑھنے کا انداز نرالا عجیب و غریب ہے تمام مجلس مشاعرہ دنگ ہوجاتی ہے دیوان اُردو مرتب ہوچکا ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگا غزل فارسی و اُردو شاعری مین اپنے علمی اُستاد و ماموں مولوی سید اعجاز احمد صاحب معجز سلمہ ربہ سے مشورہ کرتے ہین اس وقت عمر آپ کی ۲۷ سال ہے خلیق و متواضع صادق القول ہین اپنی اور دوسرون کی عزت و حرمت کا بہت کچھ پاس و لحاظ رہتا ہے آپ کے چھوٹے چار بھائی ماشاء اللہ اور ہین ایک سید ابو احمد سلمہ ربہ یہ انگریزی مین نہایت قابل ولائق ہین اور بایین حداثت سن اُن انگریز افسرون کو اُردو کی تعلیم دی ہے کہ جو اُردو زبان سے نابلد محض تھے جسکے صلہ مین اکثر معزز حکام کے عطا کیے ہوئے انگریزی قابلیت کے سرٹیفکٹ بھی موجود ہین فوج کے کپتان و میجر و کرنیل صاحبان بہت قدر و عزت و احترام کرتے ہین عربی فارسی کے بھی ماہر ہین نظم و نثر اُردو فارسی کی بہت اچھی قدرت ہے اور دونون زبانون مین غزل و قصائد کہتے ہین علیگڈھ مین تعلیم پائی ہے بغایت ذکی الطبع علم سے خاص مناسبت رکھتے ہین فارسی زبان مین کمال حاصل کرکے عربی زبان مین بلا مدد غیرے بقدر ضرورت مہارت پیدا کرلی ہے ہزارہا اشعار ازبریاد ہین۔ اکثر مشاعرون مین دیکھا گیا ہے کہ غزل بے مثل ولاجواب رہی ہے ابو الاخیار کنیت اور ناجی تخلص ہے۔ سید رضی احمد سلمہ آپ نے بقدر ضرورت انگریزی لکھنؤ مین حاصل کرکے فن انجنیری کا پاس باضابطہ حاصل کیا ریاست کاٹھیاوار مین کہین ملازم ہین صرف و نحو و مبادی منطق

اور فارسی ادب مین بھی دستگاہ ہے جملہ قسم کی دستکاریون مین کمال حاصل ہے دستگاہ صنائع مین الیسا وسیع النظر آدمی نظر سے کم گذرا ہے دو بھائی سید وصی احمد و سید عبد القیوم زیر تعلیم ہین بشوق تمام مشغلہ درس کتب ہنی مین مصروف ہین اور سب بفضلہ سعید و صالح ہین سلمہم اللہ تم باحسن وجہ

(۷۴) مولوی سید مصباح الحسن سلمہ بن مولوی شاہ سید عبد الصمد رح

ولادت قصبہ پھپوند ضلع اٹاوہ مین ۱۳۰۴ھ مین ہوئی۔ کتب ابتدائی بتوجہ والد ماجد رح خود سہسوان و پھپوند مین مختلف اساتذہ سے پڑھین اور بعد وفات پدر رح جون پور جا کر کتب معقولات مولوی ہدایت اللہ خان رامپوری سے اور بعد ازان پیلی بھیت مین کتب دینیات مولوی وصی احمد صاحب سورتی سے پڑھ کر تحصیل علم ختم کی اور بجاے پدر بزرگوار سجادہ نشین و محترم ہوئے جوان صالح و نیکنفس خوش اخلاق سعید و بامروت مہمان نوازی مین مصداق اَلْوَلَدُ السِّرُّ یَقْتَدِیْ بِاٰبَائِہِ الْغُرِّ ہین دینی و قومی معاملات سے خاص دلچسپی ہے مشغلہ وعظ و ارشاد و تقریر رکھتے ہین سلمہ اللہ تعالے

(۷۵) حکیم سید عقیل احمد سلمہ بن حافظ سید ابن احمد رح

آپ بھی مولنا سید اولاد احمد رح کے پوتے ہین سال تولد ۱۳۱۰ھ ہے اولاً بتوسل اپنے برادر حقیقی کلان سید شکیل احمد مرحوم و برادر عمہ زاد منشی سید جمیل احمد صاحب جمیل سلمہ بھوپال مین تحصیل علوم درسیہ کی اور پھر وطن آکر مولوی محمد تقی مغفور و مولوی سید نظر احمد صاحب سلمہ اللہ سے فنون عربیت و کتب منطق و فلسفہ استفادہ کر کے بغرض حصول فن طب شہر دہلی گئے اور مدرسہ طبیہ حاذق الملک حکیم عبد المجید خان مین باقاعدہ تعلیم پائی اور مطب حکیم حاذق الملک حافظ محمد اجمل خان صاحب سلمہ سے استفادہ کر کے ۱۳۳۲ھ مین سند فراغ لیکر وطن مالوف آئے اور مطب شروع کیا بغایت سعید و صالح نیک نفس و خلیق ہین تشخیص و تداوی و تشفی مرضی مین توجہ بلیغ ہے اور صاحب دست شفا و مرجع خاص و عام ہین سلمہ اللہ تعالے

(۷۶) حکیم سید حفظ الرحمن سلمہ بن سید محمد عمران رح

آپ مولوی سید ابن حسن صاحب فاضل سلمہ کے پوتے ہیں سال ولادت ۱۳۰۲ھ ہجری ہے بتوجہ جد خود بھوپال و دہلی کو بطلب علم سفر کیا اور کتب درسیہ رسمیہ پڑھکر مدرسہ طبیہ دہلی میں نصاب طب ختم کیا بعد فراغ درس و مطب تمغہ طلائی و سند لیکر علیحدہ مطب شروع کیا بہت قابل و زکی و فہیم ہیں آجکل ریاست لوہارو میں رئیس کے طبیب خاص ہیں سلمہ اللہ تعالے

(۷۷) حکیم محمد عبد الحفیظ خان بن عبد العزیز خان زبیری سلمہ

آپ مولوی محمود حسن زبیری سابق الذکر کے حقیقی برادر زادہ اور خویش ہیں ولادت غالباً ۱۳۱۱ھ میں ہے بتوجہ عم مراد آباد میں تعلیم پائی کتب درسیہ معقول و منقول بجودت ذہن اپنے عم موصوف سے پڑھکر سند فراغ مدرسہ شاہی مراد آباد سے حاصل کی بعدہ دہلی جاکر مدرسہ طبیہ میں فن طب استفادہ کیا اور سند مع تمغہ طلائی ناموری کے ساتھ پائی استعداد علمی و لیاقت فن کی وجہ سے بقدر دانی اساتذہ و منتظمان مدرسہ طبیہ میں عہدہ پروفیسری طب پر مامور ہوئے محب وطن و خوش مزاج و سعید و نیکنام ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ آپکے مختصر حالات بتوسط عزیزی سید ابو احمد صاحب سلمہ معرض تحریر میں آئے

التماس

اس مقصد کو ختم کر کے مسود اوراق کو خیال پیدا ہوا کہ اگر طبقہ نسوان مخدرات سے بعض موصوفات علم و فضل کے حالات زیب صفحات تذکرہ ہوں تو صورت تکمیل بوجہ احسن جلوہ گر ہو مگر افسوس کہ یہ تمنا کما ینبغی پوری نہو سکی اہل علم شریف مستورات کے حالات پردۂ خفا سے باہر نہ نکل سکے اگر کامیاب ذرائع میسر ہوتے تو شاید اس طبقہ کی معتدبہ جماعت کے تراجم بھی سیر رجال کے ہمدوش نظر آتے اب بنا بر مثل ؎ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ ماحضر پر اکتفا کیا جاتا ہے واللہ ولی التوفیق

(۷۸) سیدہ عالمہ شمس النساء بنت مولنا سید امیر حسن محدث رحمہما اللہ

آپ شمس العلما مولنا سید امیر احمد رح کی خواہر خرد تھین کتب درسیہ صرف و نحو عربی با قاعدہ اپنے والد ماجد رح سے پڑھ کر قرآن مجید مع تفسیر و کتب حدیث صحاح و مسانید و مشکوۃ المصابیح وغیرہ استفادہ فرمائین بقوت حافظہ موروثی احادیث کثیرہ و مباحث دینیہ و مضامین کتب زبانی یاد تھین اکثر عورات مین وعظ قرآن و حدیث و احکام کتاب و سنت و رد شرک و بدعت و ابطال رسوم جاہلیت بیان کر کے جاہلین و منکرین کو ہدایت و تلقین فرماتی تھین۔ میر طفیل احمد بن سید نیاز علی کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا مگر شوہر سے کمتر موافقت رہی انکی عملی و اعتقادی کجروی سے متنفر رہین آخر بعد وفات برادر خود آپ نے بعارضہ صرع ۱۳۰۸ھ مین رحلت فرمائی عقب مین ایک دختر چھوڑی رحمہا اللہ تعالے

(۷۹) ست صالحہ لحاظ النساء بنت منشی شیخ صابر حسین صاحب صدیقی رحمہما اللہ

آپکے جد مادری حضرت عمی مولنا شاہ سید نیاز احمد شہید غدر رح تھے سال ولادت ۱۲۹۰ھ ہجری ماہ شعبان ہے ریاست رامپور مین پیدا ہوئین اور ۱۳۰۱ھ مین اپنے وطن سہسوان سے ہمراہ والدۂ خود بھوپال گئین آپ کے پدر رح و دیگر اعزہ و اقارب متوسل و مقیم ریاست مذکور تھے آپ نے اپنے بزرگ اقربا سے تعلیم اردو فارسی کے بعد صرف و نحو عربی و ترجمہ و تفسیر کلام اللہ استفادہ کیا بالخصوص مولنا محمد بشیر صاحب محدث رح سے کتب حدیث بلوغ المرام و بعض صحاح و سنن پڑھین بعدہ مولنا شیخ حسین صاحب عرب یمنی سے سند بعض کتب احادیث حاصل کی نیز اجازت بعض صحاح مولنا سید نذیر حسین دہلوی محدث رح سے لی تینون نامور

علماے حدیث کی تحریری اسناد موجود ہین آپ جیّد الحافظہ سریع الفہم تھین صدہا متون احادیث نوک زبان پر رکھتی تھین اور شب و روز بجز مشغلہ احادیث و تفسیر و مطالعہ کتب و پابندی فرائض و سنن و تلاوت کوئی کام نہ تھا تہجد و نوافل کثیرہ ادا کرتی تھین۔ جب آپ کے ازدواج و عقد نکاح کی غرض سے آپ کی والدہ ماجدہ رح نے عزم وطن کیا تو اثناے راہ مین مراد آباد قیام ہوا اور وہین بعض اعزہ کے مکان پر آپ نے یکایک بمرض ہیضہ و بائی وفات پائی یہ واقعہ ۱۲ صفر ۱۳۰۹ھ کو ہوا عمر ۱۹ سال ۶ ماہ ہوئی رحمہا اللہ تعالےٰ ۔

(۸۰) الست الشریفہ مسماۃ عفیفہ رح بنت کاتب الحروف غفراللہ لہما

ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ مین بمقام بھوپال ہوئی اور بعمر چار سال اپنی والدہ رح کے ہمراہ وطن کو گئین اور وہین ابتدائی تعلیم مولوی خطیب محمد اسمٰعیل مرحوم سے ہوئی پھر بعمر ۸ سال ۱۳۲۰ھ مین واپس بھوپال آکر بتوجہ و تربیت والدۂ خود قرآن شریف ختم کیا اور کچھ اردو رسائل دینیات و اخلاق وغیرہ پڑھے اسی کے ساتھ مشق خط بھی کی بعدہ قواعد صرف و نحو عربی پڑھکر ترجمہ تحت لفظ قرآن مجید و بلوغ المرام و بعض ابواب مشکوٰۃ وغیرہ محرر سطور سے پڑھے اور فنون خانہ داری و سلیقہ شعاری مین مہارت تامہ بہم پہونچائی عقل و فہم صائب اور راے و تدبیر درست تھی کم سخن باحیا بزرگون کی بہت مطیع و خدمت گزار و صاحب وقار تھی ترقی تعلیم نسوان و اصلاح ابناے جنس کا خیال ہمیشہ مدنظر تھا چنانچہ جب سفر وطن کا قصد ہوا ہے تو یہ منصوبہ ذہن نشین تھا کہ وہان پہونچکر ایک انجمن نسوان جسکا مقصد اشاعت تعلیم و تہذیب اخلاق و سلیقہ خانہ داری ہو قائم کرونگی اسکا اجلاس ہفتہ وار و ماہانہ ہوگا اور ذی عقل تجربہ کار تعلیم یافتہ بیبیان اسکی ممبر و صدر مجلس ہوا کرینگی بعد بحث و تقریر

جو بکثرت رائے قرار داد ہوگا اسکو فوراً عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائیگی اور
نگرانی رہیگی کہ کس طرح اور کہانتک عمل کیا جاتا ہے تعلیم بنات کے لیے چھوٹے
چھوٹے خانگی اسکول قائم کیئے جائین علوم کتابی کے ساتھ فنون خانہ داری و
سلیقہ شعاری پر بھی توجہ خاص ہو اسکے سوا باہمی تعلقات میل جول کے
قواعد ساس بہو نند بھاوج وغیرہ کے مشہور نزاع اور انکے اسباب پر اصلاحی
نظر کی جائے اور جو اسے پاس ہو اسپر عملدرآمد کی کوشش ہو۔ اپنے یہ خیالات
بصورت مضمون لکھکر بعض اُردو اخبارات نسوان مین شائع کرائے اور اپنی
روانگی سے قبل وطن کو بعض تعلیم یافتہ لڑکیون کے پاس روانہ کیے علمی ادبی
واخلاقی مضامین لکھنے پر پوری قدرت تھی بوجہ روشن خیالی اخبار بینی کا بیحد
شوق تھا اخبار تہذیب النسوان لاہور و پرچہ شریف بی بی تا آخر عمر خود خرید کیئے
مختلف مضامین کے مسوّدات خاص قلمی عزیزہ مرحومہ ابتک میرے پاس
بطور حرز جان موجود ہین جنکی زیارت بادل حسرت زدہ و درد مند کبھی کبھی بگریہ بکا
کر لیتا ہون۔ راقم کے تعلق ملازمت کی وجہ سے مقام رائسین علاقہ ریاست
بھوپال مین ایک مدت قیام رہا آخر پنشن کے بعد بھی وہین سکونت رہی اسی
دوران مین بماہ رجب ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء آن مرحومہ کا نکاح شرعی بغیر
دخل رسوم جہالت و بدعت منعقد ہوا اعزہ و اقارب خاص وطن سہسوان و بھوپال
سے آکر شریک تقریب ہوئے اگرچہ یہ ازدواج کفو و قرابت مین کیا گیا مگر افسوس
کہ اس نیک نفس کم سخن متحمل مزاج لڑکی کو اپنی سسرال والون کے ہاتھون
جو اقارب کالعقارب کے مصداق ثابت ہوئے سخت صدمات دلی برداشت
کرنے پڑے گو کہ زبان سے کبھی حرف شکایت نہین نکلا اور اپنے متعلقین کی
بدسلوکیان اور اپنا رنج و ملال ظاہر نہین کیا تاہم مرحومہ کی والدہ مشفقہ اور اس

اس ناچیز کو چند سال ملال و پریشانی کا سخت سامنا رہا اور آخر مرحومہ کو اپنے پاس رکھا۔ بعد چندے ۱۲۔ فروری ۱۹۱۵ء کو وبائے طاعون میں آن مرحومہ کی والدہ رح نے رائیسین میں ۱۳۳۴ھ کو یکایک انتقال کیا اس حادثۂ جانکاہ نے بحالت تنہائی و غریب الوطنی و افکار خانگی بیحد پریشانی بڑھائی کوئی ہمدرد و غمخوار نتھا اطمینان خاطر بالکل رخصت ہوا وحشت پیدا ہوئی جب کوئی شکل دلبستگی کی جلوہ گر نہوئی تو آخر کار آنمرحومہ نے باشتیاق وطن و اعزہ خود تہیۂ سفر کرکے میرے ہمراہ آخر نومبر ۱۹۱۷ء کو وطن کا راستہ لیا ابھی مہمانداریوں سے فرصت نہ ملی تھی کہ بعارضۂ تپ وبائی ماہ جمادی الآخری ۱۳۳۶ھ مطابق ۹۔ مارچ ۱۹۱۸ء بروز شنبہ بعمر ۲۳ سال جنت الفردوس کو سدھارین انا للہ و انا الیہ راجعون۔ راقم کا گھر بے چراغ ہوگیا سب آرزوئین خاک مین مل گئین کیونکہ یہی فرشتہ خو معصومہ اس گمنام کا نام و نشان تھی اللہ بس باقی ہوس۔ اس صدمہ سے متاثر ہوکر بحالت مضطر برنگ مرثیہ ایک مثنوی زاری غمگین تاریخی نام لکھی جو طبع ہوکر مشتہر ہوچکی ۱۳۳۸ھ للہ ما اعطاہ و للہ ما اخذ۔

(۸۱) الست المکرمہ احتشام النسا سلمہا بنت منشی سید امتیاز علی رح

آپ حضرت مولنا سید تاج الدین حسن قدس سرہ کی نواسی ہین سال ولادت ۱۲۸۸ھ ہے ابتدائی مروجہ تربیت و تعلیم قدیم پائی پھر بشوق طبع و ذکاوت ذہن خود مطالعہ کتب استعداد کافی بہم پہونچائی ترجمہ کلام اللہ و تفسیر و مغازی و سیر مین نظر وسیع پیدا کی باتباع اپنے عم مرحوم میر یاد علی صاحب سابق الذکر مجالس میلاد و قیام کو موجب برکات سمجھ کر اکثر منعقد کرتی ہین ذکر و عبادت و پابندی فرائض مین ممتاز ہین ہموزونی طبع خداداد و قوت نظم نعت آنحضرت صلعم مین دیوان غزل اردو مرتب کیا ہے ہر شعر سے ذوق و شوق ہویدا و شستگی فکر پیدا ہے کنیز تخلص ہے آپ کا

آپ کا عقد نکاح ۱۳۰۸ھ مین رسالدار میر شبیر علی المخاطب بہ خانصاحب سے منعقد ہوا بفضلہ تعالے جوان ابنا وبنات کی مان ہین اور بغایت رحمدل محتاج پرور وہمدرد وسخی ہین سلمہا اللہ تعالے

(۸۲) الست اکبریہ مصطفائی بیگم بنت مولوی سید اعجاز احمد سلمہما اللہ

نام تاریخی انوار خاتون تولد ماہ رجب ۱۳۱۶ھ مین ہے اپنی جدہ معظمہ دام ظلہا کی توجہ خاص سے ابتدائی تعلیم حاصل کی بعد ذہن وذکا مدت قلیل مین قرآن شریف و بعض رسائل دینیہ واخلاقی استفادہ کرکے اپنے والد ماجد سلمہ ربہ سے چند کتب منشآت واخلاق فارسی وصرف ونحو عربی وتفسیر کلام اللہ وکتب احادیث مثل بلوغ المرام ومشکوٰۃ باقاعدہ پڑھین اور اسی کے ساتھ مشق خط ومضمون نگاری و مطالعہ کتب تہذیب وتدبیر منزل وانتظام امور خانہ داری وسلیقہ شعاری کیا وفنون دستکاری مثل حلکن سازی وگلکاری وکارچوب وتیاری اقسام اطعمہ واغذیہ عملی طور پر حاصل کیے۔ سخن سنجی وتحریر نظم ونثر مین مہارت اور انگریزی مین بقدر ضرورت نوشت وخواند کی دستگاہ ہے بجودت طبع وحافظہ خداداد جملہ ہنر وفنون ضروری مین سابق الاقران اور بزمانہ موجودہ تمام تعلیم یافتہ لڑکیون سے فائق سعادت دینی ودنیوی سے بہرہ ور ہین ماہ رجب ۱۳۳۵ھ مین عزیزی سید ابواحمد بن اخی سید آل محمد شاہ سلمہما کے ساتھ عقد ازدواج ہوا بفضلہ تعالے نہایت نیک دل حلیم باحیا سلیقہ مند صائب الراے مطیع بزرگان ہین۔ ۱۳۳۶ھ ہجری ماہ شوال مین آپ کے فرزند دلبند جسکا تاریخی نام سید محمد تہذیب احمد ہے تولد ہوا جو ماشاء اللہ بغایت خوش حرکات زکی الطبع وفہیم اپنے جد مادری مولوی سید اعجاز احمد سلمہ کی زیر تربیت ہے سلمہم اللہ

(۸۳) ست سعیدہ شفیقہ بنت سید عزیز الحسن صاحب سلمہا اللہ

سال پیدائش سنہ ۱۳۱۹ ہجری ہے بعد ختم قران کتب اُردو فارسی و مشق خط اپنے عم معظم حکیم سید نظر حسن صاحب سلمہ سے حاصل کر کے مطالعہ کتب دینیات و اخلاق و مضامین مختلفہ کیا اور بمناسبت طبع نظر و استعداد عمدہ پیدا کی تحریر مضامین اخلاقی و ادبی سے شوق ہے سوا و خط اچھا ہے اُمورخانہ داری مین خوب و شنگاہ ہے نظم لکھنے پر بھی قدرت ہے سلمہا اللہ تعالےٰ

(۸۴) ست عزیزہ حسنیٰ بنت حکیم سیّد محمود عالم مرحوم

ولادت سنہ ۱۳۲۰ھ مین ہے اپنے والد مغفور کی توجہ سے تعلیم قرآن و اُردو و فارسی حاصل کی اور مشق تحریر و خط کی بعد حصول قوت مطالعہ مختلف فنون کی کتابین بشوق خود دیکھین اور اُردو اخبارات کا مطالعہ پابندی سے کیا تہذیب نسوان لاہور کئی سال سے خود خرید کرتی اور مضمون نگاری کا شغل رکھتی ہین فہم و فراست و ذہن و ذکاوت سے بصیرت تامہ حاصل ہے فنون سلیقہ شعاری و خانہ داری مین مہارت خاص ہے ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۹ھ مین آپ کا نکاح سید مشیر الحسن صاحب سلمہ سے ہوا ہے سلمہا اللہ تعالیٰ

طبقہ نسوان ماضی و حال کا یہ مختصر تذکرہ ہے انمین بھی صرف دو تین عجز لت ہمدوش علما و فضلا ہین بقیہ تعلیم جدید و تہذیب حال سے مزین - اب چونکہ زمانہ نے کروٹ بدلی ہے اور تعلیم نسوان موجب عار و ننگ نہین رہی اسلیئے کم و بیش ہر شہر و قصبہ مین اسکا چرچا پھیل گیا ہے البتہ بعض پرانے خیال کے بزرگ ہنوز لڑکیون کو تعلیم دلانے اور انکی تعلیمی حالت ظاہر کرنے کو عیب سمجھتے ہین

اسلیے مین اس حصّہ کو زیادہ وسعت دینے سے معذور اور اعزہ سے معافی کا خواستگار ہون جو کچھ لکھا ہے اس سے میری غرض ترغیب تعلیم نسوان ہے اور مین اسکو ہرگونہ مستحسن خیال کرتا ہون اس لیے قریب زمانہ طبع کتاب یہ اضافہ کیا گیا۔

اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس بندۂ ناچیز کے ضعیف ہاتھ سے ایک امر عظیم الشان انجام کو پہونچ دوران تالیف مین طرح طرح کے انقلابات زمانہ وحوادث ناگہانی رونما ہوئے غریب الوطنی مین خانہ بربادی وپریشانی نصیب ہوئی دیرینہ قیام گاہ رائے سین کی سکونت کا چھوٹنا اہلخانہ کی وفات اور اولاد کی جوانمرگی سے دنیوی تعلقات کا بالکل منقطع ہوجانا کس مپرسی کے روحانی صدمات بحر مصائب کی طوفان خیز موجون کے تھپیڑے اور تبدیل مقامات و بیقراری طبع کے تغیرات ضعف قوائے ظاہری وباطنی جملہ مراتب چھہ سال مین طے ہوگئے لیکن مشیّت الٰہی کو ایک حقیر ہستی سے جو کام لینا تھا وہ بہرحال لے لیا یہ اُس بے نیاز کارساز کی قدرت کاملہ کا ثبوت ہی ہے ع انچہ در وہمت نیاید آن کند ٭ اس تالیف شریف کا سنگ بنیاد بمقام بھوپال آخر سنہ ۱۳۳۲ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء مین رکھا گیا اور آخر سنہ ۱۳۳۷ہجری مین مسوّدہ سے بیضہ کی صورت جلوہ گر ہوئی سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

محمد عبد الباقی غفرلہٗ ذنوبہ وکان اللہ لہٗ نقوی مودودی چشتی متوطن سہسوان ضلع بدایون — ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء
مقام لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمۂ احوال حضرت مصنّف دام مجدہ وبرکاتہ

اسم گرامی محمدؐ عبد الباقی ہے یہ نام آپ کے والد ماجد رح نے رکھا تھا آپ خلاصۂ خاندان مصطفوی وسلالۂ دودمان مرتضوی سادات بنی فاطمہ حسینی حسنی نقوی ہین خواجۂ خواجگان وسرخیل چشتیان حضرت مودود قطب الدین چشتی قدس سرہٗ کی اولاد امجاد سے ہین۔ قریب چار سَو سال سے سہسوان وطن آبا واجداد ہے جو منجانب سلاطین لودھی وتیموری سرکار سہسوان وسنبھل مین بعہدۂ حکومت و قضا مامور ومعتمد رہے کتب تاریخ وفرامین ملوک وسلاطین دربارۂ عطیات جاگیر ومعافیات وتقرر مناصب جلیلہ شاہد ہین۔ جب اولاد قاضی القضاۃ حضرت خواجہ سید محمدؐ عبد الشکور شہید رح چند شاخون مین منقسم ہوئی تو آپ کے جد امجد فائز عہدۂ افتا اور ان کے بڑے بھائی منصب قضا پر مامور ہوئے اور ان کی نسلین بھی وارث عہدۂ آبا رہین اسوجہ سے آپ مفتی زادہ کہے جاتے ہین۔ آپ کے والد ماجد مولنا سید سراج احمدؐ بن زبدۃ الاولیاء خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہما تھے جنکا تذکرۂ خیر مندرج کتاب ہٰذا آپ اپنے والد صاحب کی اولاد مین سب سے چھوٹے اور وقت وفات آنحضرت صغیر السن تھے۔ سال ولادت ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء سال غدر اول ہفتہ ماہ شوال روز پنجشنبہ ہے والدین کے کنار شفقت مین پرورش پائی مگر افسوس حضرت پدر بزرگوار رح کا ظل عاطفت صغر سنی مین سر سے جدا ہوگیا آپ کے برادر بزرگ حاجی مولنا سید محمدؐ عبد الباری محدث رح آپ سے آٹھ سال عمر مین بڑے اور ایک خواہر ان سے بزرگ اور

خاندان اولاد ارشاد

اور دوسری صرف آپ سے بڑی اور ایک والدۂ معظمہ کل پانچ نفوس سوگوار و غمزدہ
تھے بالجملہ آپ کے بھائی صاحب علیہ الرحمۃ نے بعد فراغ تحصیل علوم و کمالات
فنون آپ کی تربیت و تعلیم مین سعی مربیانہ و توجہ بزرگانہ فرمائی ہر سفر و حضر مین
آپ کو اپنے پاس رکھا بدایون جونپور آگرہ دہلی بھوپال لکھنؤ وغیرہ مین بسلسلۂ
تعلیم اُنکے ہمدم رہے ۔ حسب ضابطہ کتب درسیہ نظم و نثر فارسی اور عربی صرف
و نحو سے فراغ حاصل کیا شوق علم طبیعت مین پیدا ہو چلا اور مطالعہ و کتب بینی
و تکرار و مذاکرہ سے دلچسپی ہوئی اور کتب درس نظامیہ منطق و حکمت و عربیت
و کلام و اصول و فقہ و تفسیر وغیرہ پڑھ کر تحصیل علم تا درجہ فضیلت ختم کی ۔ بعض
متوسطات علوم بخدمت حضرت مولنا سید محمد امیر حسن محدث سہسوانی رح و مولنا
محمد بشیر محدث و شمس العلما و مولنا سید امیر احمد رحمہم اللہ تعالے بھی استفادہ
فرمائین یہ سلسلہ آگرہ مین سنہ ۱۲۹۴ ہجری تک قائم رہا ۔ پھر سنہ ۱۲۹۶ھ کے آغاز مین
ریاست بھوپال بخدمت حضرت برادر معظم پہونچکر کتب حدیث صحاح ستہ و بعض تفاسیر
حضرت مولنا محمد بشیر رح و شیخ حسین یمنی حدیدی عرب و مولنا شیخ محمد صاحب
مچھلی شہری قاضی بھوپال سے تکرار سماعاً و قراءۃً حاصل کرکے سندلی بعدہ بعض
کتب فن طب مثل نفیسی و شرح اسباب و حمیات قانون افسر الاطبا و ریاست
حکیم مولوی محمد معز الدین پشاوری رح سے جو آپ کے بھائی صاحب کے خاص دوستون
مین تھے باقاعدہ پڑھین اور تعلق ملازمت ریاست بتوسل اپنے برادر
معظم رح حاصل کیا ۔ ملازمت مدرسہ سلیمانیہ کی حالت مین مشغلہ درس و تدریس
طلبہ علوم روزانہ رہا علمی مجالس و مباحث و مذاکرات مین بشوق تمام ہمیشہ
شرکت فرمائی آپ کے فیض صحبت سے جمع کثیر نے استفاضہ کیا ۔ آپ کے
فضل و کمال علمی کا پایہ بلحاظ تحقیق و وسعت نظر و اصابت رائے و ادراک منطوق

ومفہوم وسخن فہمی بلند ہے علمی مباحث وملکی معلومات واخبار ممالک وامصار سے
خاص دلچسپی اور مطالعہ کتب کا ذوق ہے۔ سخن سنجی وشعر گوئی کی طرف کبھی توجہ نہیں
فرمائی لیکن حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اب دو سال سے بموزونیت خداداد وتفنن طبع
اس طرف مائل ہوکر کہنہ مشق شعرا کی طرح قابلانہ شاعری کرتے ہیں ابتدا ئً مرثیہ
اہلخانہ خود ودختر مرحومہ بطور مثنوی لکھا جسکا نام تاریخی زاری غمگین ہے فیض آباد سے طبع
ہوکر شائع ہوا جملہ اشعار ۲۷۹ ہیں سال ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۴ء میں مثنوی ابنہ نامہ جسکا تاریخی نام دختر شریفہ علیم
ہے اپنے مذاق کے موافق نہایت پُر لطف وبامزہ استعارات لطیفہ وتشبیہات
بدیعہ ومطائبات پاکیزہ سے مملو تصنیف کی اسکی تعداد ابیات قریب تین سو کے ہے
دوسری مثنوی تصویر مظالم جو حقیقۃً آئینہ کیادی دمکاری اور ظلم وتزویر کا نوٹو ہے
باقتضائے تحریک زمانہ بابت آزادی قومی ملکی قوم کو مخاطب بنا کر لکھی ہے واقعات
بحوالہ تاریخ وسنین جا بجا درج ہیں تعداد اشعار چھ سو سے زیادہ ہے اسکے سوا
فارسی اردو مختلف مضامین کی نظمیں اور غزلیات قطعات نتیجۂ فکر والا ہیں ایک مثنوی
فارسی بھی تحریر کی ہے ع از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست ہا عمدہ تصانیف
یہ تذکرہ علمائے سہسوان ہی اور ایک تاریخ رائسین ضلع بھوپال ہے جو کمال وسعت
نظر وجگر کاوی ومحنت دماغی ومطالعہ کتب تاریخ کا قیمتی ثمرہ ہے اسمیں تاریخ
والیان ملک بھوپال ومالوہ وآثار قدیمہ شہر رائسین وعمارات کہنہ وقلعہ کے
جدید وقدیم حالات بمشاہدہ خود ومحققانہ بحوالہ کتب تواریخ مندرج ہیں غالباً
آٹھ جز کی کتاب ہے دوسری تاریخ ملک مالوہ ودکن جسمیں زیادہ بحث وتحقیق
تمدنی وتہذیب ملکی اقوام دکن وخصائل مرد وزن سے کی گئی ہے اپنے باب
میں بے نظیر ہے ہر بحث میں وجوہ واسباب فلسفیانہ بیان کیے ہیں اور دیگر ممالک
واقوام سے جا بجا مقابلہ کیا ہے یہ کتاب ہنوز مسودہ ہے خدا کرے کہ جلد

علیہ (زخمی) ز (شمع سحری) تاریخی اسماء ہیں مطابق ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۴ء اشعار القریباً تین سو ہونگے ۱۲

علی ۵۲۴ یہ مثنوی سلطان المطابع لکھنؤ سے ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں طبع ہوکر مقبول ومشتہر عام ہوچکی افسوس غلط

حیات حضرت مولف مین مطبوع و مقبول ہو آپ نے ایک رسالہ بابت حرمت
سود بجواب مضمون مسٹر عطا محمد صاحب امرتسری مندرجہ اخبار وکیل مطبوع
۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء لکھا ہے جس سے بذریعہ قرآن مجید وحدیث شریف و آثار
صحابہ و فقہ ثابت کیا ہے کہ ربوا کا جز و قلیل و کثیر دونون قطعی حرام ہین نیز امین
ربوا بنک کو احکام شرع سے حرام مطلق ثابت کیا ہے اور با دلہ کلامیہ و کتاب
و سنت مجوزین کے اقوال کو باطل ٹھہرایا ہے یہ حصہ علماے مصر و بعض مفتیان
پنجاب کی تردید مین ہے دوسرا رسالہ بطور قول فیصل حضرت داؤد علی نبینا
و علیہ الصلوۃ والسلام کے قصے کی تفسیر و شرح ہے جو پارہ ۲۳ سورہ
ص رکوع ۲ کلام الٰہی مین واقع ہے روایت اوریا کی تصحیح معہ عصمت
شان رسالت و نبوت فرمائی ہے اختلافات مفسرین و روایات محدثین کی
تطبیق مین کوشش بلیغ کی ہے اور منکرین قصہ کے شکوک کے جوابات
دیئے ہین ان رسائل کے طبع و اشاعت مین قلیل زمانہ باقی ہے۔ ریاست
بھوپال مین بعہد امیر الملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق الحسن خان بہادر
مرحوم و والیہ عالیہ حضور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری سے
آپ کا تعین ملازمت عدالتہاے فوجداری و دیوانی وہان مین رہا اور ہمیشہ ترقی
منصب و مشاہرہ معزز عہدون پر مامور ہوتے رہے آخر محکمہ عالیہ وزارت
ریاست مین بعہدہ نیابت میر منشی ممتاز کیے گئے انجام دہی فرائض خدمت
و قابلیت کارگزاری کے باعث حکام مافوق آپ کے مداح و معترف فضل و
کمال رہے رئیس والی و وزراے ریاست کو ہر امر مین آپ پر اعتماد کامل
رہا اور قدر شناسی کے ساتھ آپ کی عظمت و عزت کرتے رہے۔ بعدہ آپ کا
تقرر محکمہ وزارت مین آغاز سنہ ۱۳۰۴ھ مین بعہد کرنیل ایچ وارڈ صاحب جو منجانب

گورنمنٹ برٹش وزیر با اختیار ریاست مقرر ہوئے ابتداءً ہوا تھا پھر بعد وزارت
منشی محمد امتیاز علی صاحب کاکوروی جو ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۶ ہجری مین وزیر مقرر
ہوئے اور پھر مولوی محمد عبد الجبار سی۔ ایس۔ آئی۔ جو سنہ ۱۳۱۴ ہجری مین مسند
وزارت پر رونق افروز ہوے آپ بھی صیغۂ وزارت مین تا سنہ ۱۳۲۰ھ مامور
رہے اور جب ہز ہائنس بیگم صاحبہ جال بانقابہانے تمکین وسادہ ریاست ہوکر
محکمہ وزارت کو شکست فرما کر دو شعبون مین تقسیم کردیا تو آپ نے بعد ملازمت
۲۵ سالہ آغاز عہد حکومت ملکہ ممدوحہ محترمہ حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
دام اقبالہا مین انقلاب رنگ زمانہ ملاحظہ فرما کر ریاست سے پنشن کی درخواست
کی اور باعزاز واحترام مقام رائے سین ضلع مشرق ریاست بھوپال مین بعد
تقرر پنشن قیام فرمایا ناظم و تحصیلدار و حکام ضلع و امراء و اعیان شہر آپ کی بیحد عزت
و حرمت کرتے اور حسن عقیدت رکھتے ہین بارہ سال سے آپ کا قیام وہین ہے
گاہے ماہے بتقاضاے مراسم سابقہ بھوپال بھی تشریف لے جاتے اور ریاست
کے عمائد و حکام و علماء و امراء و صاحبزادگان سے چند روزہ ملاقات و تجدید مین
صحبت فرما کر رائے سین کو مراجعت فرما ہوتے ہین اور باوجود اصرار احباب
وغیرہ کسی کے گھر پر مہمان نہین ہوتے نواب سید علی حسن خان بہادر صفی الدولہ
حسام الملک نے بجوش موانست قدیمہ آپ کو باصرار تمام لکھنؤ مین قدر و منزلت
کے ساتھ رکھا ایک سال رہکر رائے سین کو واپس تشریف لے گئے نواب صاحب
ممدوح کا اصرار سد راہ نہوا اور ابتک آپ کے بلانے کی کوشش جاری ہے
(خاص تعلقات) سنہ ۱۳۳۱ھ ماہ رجب مطابق جون سنہ ۱۹۱۳ع مین آپ نے
عقد ازدواج دختر سلمہا کا رائے سین مین کیا داماد صاحب آپ کے قریبی
خواہرزادہ و کفو ہین اس تقریب پر راقم ترجمہ عفی عنہ معہ متعلقین وطن سے

جاکر شریک شادی ہوا اور وہاں قریب دو ماہ قیام کیا۔ بجز دختر موصوفہ سلمہا اللہ
از قسم ذکور و اناث آپ کے کوئی اور اولاد نہیں ہے بعدہ ۱۳۳۳ھ ہجری ۲۵
ربیع الاول مطابق ۱۹۱۵ء ۱۱۔ فروری روز پنجشنبہ کو آپ کی اہلخانہ مرحومہ نے
بعد نماز صبح بمرض طاعون وبائی رائے سین میں انتقال فرمایا آپ بڑی عاقلہ و
مدبرہ و تعلیم یافتہ علوم شرقیہ نیک مزاج منتظمہ دور اندیش مطیع شوہر و مربی قبیلہ تھیں اس
صدمہ سے آپ کے قوائے باطنی و دل و دماغ کو بہت نقصان پہنچا اور
راحت و آسائش شبانہ روزی میں فرق آجانے سے طبیعت میں افسردگی و پریشانی
پیدا ہوگئی لیکن اس بے اطمینانی و تکدر میں بھی آپ نے ترک قیام رائے سین
نفرمایا وہیں خانہ نشین مصروف ذکر الٰہی و فکر عقبیٰ ہیں کاتب سطور عفی عنہ پر
شفقت پدرانہ فرماتے اور اسکی فضول خواہشوں اور تمناؤں کو اپنی خوشی پر
بجوش محبت مقدم رکھتے اور گستاخی و تقصیرات خدمت کو ہمیشہ معاف
فرماتے رہتے ہیں کبھی اظہار عتاب و ناراضگی نہیں ہوتا اعزہ و اقارب
سے تعلقات الفت و انس و ہمدردی و صلہ رحم بدرجہ غایت رکھتے ہیں حب
وطن سے دل مملو ہے (عام عادات) حمیت و غیرت اس درجہ ہے کہ کسی
امر میں ممنون خویش و بیگانہ بننا گوارا نہیں ہے کسی کے سامنے دست حاجت
دراز نہیں ہوا استغنا جو کہ ارباب کمال کا خاصہ ہے جزو طبع شریف ہے یہی
وجہ کفاف و قدر ضرورت سے زیادہ مال و دولت کی کبھی خواہش نکی سیر چشمی
و اولوالعزمی کا یہ حال ہے کہ مہمان نوازی میں ضرب المثل ہیں زائرین و قادمین
کو نزول رحمت خدا جانتے ہیں اور اکثر یہ شعر ورد زبان رہتا ہے ؎

رزق ما آید بپائے میہمان از خوان غیب ۔۔۔ میزبان ماست ہر کس میشود مہمان ما

وطن میں جائداد و مکانات و معافیات معقول رکھتے ہیں اور اعزہ و اقارب

عام اخلاق

عہ افسوس کہ آپنے اس معصومہ کی جوانمرگی کا صدمہ بھی برداشت فرمایا اور اس سے قبل ۱۳۳۳ھ میں آپکے حقیقی خواہرزادہ مولوی سید محمد یونس بن مولوی سید محمد میر مرحوم نے بعارضہ آکلہ دہن وطن میں انتقال کیا یہ غم بھی موجب صدمۂ روحانی ہوا ۱۲ سید طیب حسن عفی عنہ خواہرزادہ حضرت مصنف

خاندان کو اس سے بخوشی خاطر متمتع فرماتے ہین گویا وقف اہل قرابت ہے
خوش معاملگی وراستی وراست گوئی آپ کا شعار ہے حق پرستی وصاف گوئی مین
کمال جرأت وبیباکی سے کام لیتے ہین کسی کا رعب مانع اظہار حق نہین ہوتا
حب وبغض لوجہ اللہ رکھتے ہین تعصب ونفسانیت کو بالکل دخل نہین ہوتا
اتباع شرع واقتداے کتاب وسنت وزہد وتقوے وذکر وعبادت وکثرت دعا
وائما نصب العین رہتا ہے رقت قلب وصفاے باطن سے متصف سینہ کینہ
حقد وحسد سے پاک اور عنصر عفو مزاج عالی مین غالب ہے دشمن دیرینہ سے بھی انتقام
بدی لینا گوارا نہین فرماتے دوست دشمن سے بخندہ پیشانی بخلق وتواضع
پیش آتے ہین آپ کا رجحان طبع روز بروز تصوف کی طرف ہوتا جاتا ہے
اہل باطن واصحاب دل کی صحبت مین زیادہ اوقات بسر ہوتی ہے دنیا سے
کچھ ایسا دل سرد ہو گیا ہے کہ قصد ہجرت حرمین شریفین رکھتے ہین اللہ تعالی
باحسن الوجوہ کامیاب فرمائے مین نے اس تذکرہ حیوۃ العلما مین آپ کا ذکر خیر
درج ہونے کے لیے بارہا عرض کی مگر ہضماً لنفسہ پسند نفرما کر ساکت رہے
اور درخواست پر مطلق توجہ نفرمائی اب جبکہ کتاب اختتام کو پہونچ کر مسودہ سے
مبیضہ ہو گئی تو احقر نے بضرورت تکمیل تتمہ احوال حضرت مصنف دام فیضہ ومجدہ
قلم برداشتہ تحریر کرکے جزو کتاب وتتمہ بنادیا اسوقت عمر شریف ۹۵ برس
کی ہے ادام اللہ برکاتہ وفیوضہ ومتعنا بطول بقائہ فیتلع ورحم اللہ عبداً قال آمینا
(تصنیف) درحقیقت صورت حالات کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ
آپ کو اس مقصد اہم ومہم عظیم مین بفضلہ بہت بڑی کامیابی ہوئی ایک طرف
گمنام وبے نشان جماعت کو آپنے زندہ جاوید بنا کر ماپوسون سے روشناس
کرادیا دوسری طرف نامور ومشاہیر اکابر علما واطبا کے دھندلے کارنامون

اور صفحہ ہستی سے مٹ جانے والے واقعات کو دوام کا خلعت بخش دیا کتاب اوّل سے آخر تک سچّے واقعات کا مرقع اور ماضی وحال کی تصویر کا البم ہے مصرعہ
حرف حرف اسمیٖں ہے اصح نقطہ نقطہ ہے صحیح + ایک ایک صفحہ بلکہ ہر سطر محنت تلاش ومشقت کی شاہد ہے ابتک اہل علم واہل قلم وطن مین سے کسی صاحب نے اس خدمت کی انجام دہی کی جرأت نہین کی اور یہی وجہ حضرت مصنف دام فیضہ کی زیادہ جانفشانی وعرقریزی کی ہوئی اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو اس کارخیر کی توفیق بخشی اور بخیر وخوبی اس مہم کا سر انجام ہوا معزز معاصرین ولاحقین اگر اس تذکرہ مین کسی نام کی کمی محسوس فرمائین تو التماس مندرجہ دیباچہ کتاب کے مطابق حضرت مصنف دام ظلہ وفضلہ کو ہدف طعن نہ بناکر بصورت تتمہ تحریر شائع فرمائین اور حضرت کی سعی وجد وجہد موفور پر نظر کرتے ہوئے دعاے خیر سے یاد وشاد فرمائین

سیّد اعجاز احمد نقوی مودودی عفا اللہ عنہ سہسوانی – مقام بدایون
جنوری ۱۹۱۷ء ۶ سنہ ۱۳۳۵ھ قدسی

شجرہ متعلق صفحہ ۹۵۱ بابت نسب نامہ سادات مندرجہ کتاب حیوٰۃ العلماء

سید مشتاق احمد
سید اسحاق احمد رح
سید اشتیاق احمد سلمہ
سید رفیق احمد سلمہ
سید شفیق احمد سلمہ
عبد القیوم
سید سعید احمد سلمہ
تکمیل احمد رح
سید ابن احمد رح
تفصیل احمد سلمہ
سبط احمد رح
سید عبد الباقی سلمہ مولف
مولانا سید عبد الباری
مولوی سید اعجاز احمد سلمہ

نسب نامۂ سادات مودودیہ چشتیہ سہسوان مع شجرہ حقیر عفی لہ مولّف کتاب حیوٰۃ العلما

سید عبد الباقی بن مولنا سید سراج احمد بن سید آل احمد شاہ بن مفتی سید نظر محمد شاہ بن مفتی سید ابو محمد بن مفتی محمد عاقل بن مفتی عبد الغفور بن محمد غلام میران بن مفتی محمد فاضل بن قاضی سید محمد عبد الشکور شہید بن قاضی القضاۃ محمد اسمعیل ابن ملک العلما خواجہ عطاء اللہ بن محمد ہمام معروف بمیران بزرگ بن خواجہ محمد خیطر ثانی بن خواجہ محمود بن خواجہ محمد عثمان بن خواجہ مودود ثانی بن خواجہ خیطر اوّل بن خواجہ محمد اشرف بن خواجہ اسد اللہ بن خواجہ محمد عبد اللہ بن خواجہ قطب الدین محمد ثانی بن خواجہ رکن الدین حسن بن خواجہ احمد بن خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت قطب الدین مودود چشتی اول بن خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن سید محمد سمعان بن ابراہیم بن سید محمد بن حسین بن عبد اللہ الملقب بہ علی اکبر بن امام علی نقی بن امام محمد تقی جواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سید الشہداء بن بتول فاطمہ زہرا رضوان اللہ علیہم بنت سرور کائنات اشرف مخلوقات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلوات اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم

۱؎ لقب شریف ہر بیشۂ ولایت ہی افراد اولیاء کاملین سے تھے خوارق وکرامات آپکی حد تواتر کو پہونچی ہیں مفصل حالات درج اکثر کتاب ہیں ۱۲

۲؎ آپ اولاً قاضی وحاکم سہسوان ہو کر بعہد سلطان سکندر لودھی بمعیت حضرت ملک العلما پدر بزرگوار از خود دیہات تنسیب لائے اور مستقل سکونت اختیار فرمائی رضی اللہ عنہ ۱۲ ۳؎ آپ بعہد سلطان جلال الدین خلجی تا بعہد معز الدین کیقباد شمکن مسند وزارت و بعہد شاہ غیاث الدین بلبن معتمد شاہان اتالیق شہزادگان رہے جیسا کہ تاریخ فرشتہ مقالہ دوم میں مفصل مذکور ہے ۱۲ ۴؎ آپ کی ذات قدسی صفات سرچشمۂ فیوض وبرکات ومنبع خاندان چشتیہ ومرجع سادات مودودیہ ہے خواجہ خواجگان وقطب الاقطاب دوران تھے کتب سیر وتذکرہ اولیا متضمن حالات آنحضرت ہیں رضی اللہ عنہ ۱۲

تقریظ منظوم نتیجۂ طبع وقّاد حکیم مولوی مولانا سید اعجاز احمد صاحب معجز نقوی سہسوانی سلّمہ ربہ

شوق دلم بسم اللہ آغاز کرد — زمزمۂ حمد خدا ساز کرد
وہم کہ پوید برہ کنہ ذات — سیلئ حیرت خورد اندر صفات
حیرت عقل ست کہ شد سد راہ — ساختہ سامان تخیل تباہ
در قدح ذوق مئے یاس ریخت — آبروے خامہ بقرطاس ریخت
ژرف نگاہان کہ سخن گسترند — راہ بدین مرحلہ کمتر برند
تاج سخن مدح محمد بود — فاتحۂ مصحف مقصد بود
وحی منزل ہمہ فرمان اوست — مطلع انوار خدا شان اوست
ہدیۂ مرغوب درود و سلام — باد پذیرا بجنابش مدام
اے تو ز آثار سلف خوشہ چین — پند بگیر از قصص اولین
بحث تو از سیرت شان عبرت ست — ذہن ترا صد سبق از حکمت ست
تازہ بخوان تذکرۂ اہل علم — جرعۂ چش از میکدۂ اہل علم
چشم کشا و نگر اوراق چند — تا شوی از سیرت شان بہرہ مند
جلوہ کند در نظرت بیگمان — آئینۂ حالت پیشینیان
خاک سہسوان کہ بود کان فضل — تافت ازو جوہر رخشان فضل
چند پژوہش کنی از حال شان — زندہ ببین طائفۂ مردگان
سیرت نیک خلفا را ببین — فضل و کمال فضلا را ببین
سال وفات و سن میلاد شان — صورت علمیہ و نام و نشان
درس و تصانیف و صفات و خصال — وانچہ رسیدہ بہم از قیل و قال

یادد ہد کہنہ و نو ماجرا ئے — حال شود حالت ماضی ترا
کلک مولف عجب این نقش بست — رونق از رنگ نگارین شکست
خامۂ آن عیسئے معجز نما — زندہ کند مردۂ صد سالہ را
جان بہ تن مردہ دمد وبہ دم — صور سرافیل صریر قلم
راند مجمّع سخن از ہر فنے — خوشۂ آوردہ ز ہر خرمنے
تا ز علوم اصل ونشان باقی ست — نامہ و نامش بجہان باقی ست
دیدہ وران چون نگرند این کتاب — باز شناسند خطا از صواب

نامۂ فرخ چو بپایان رسید
نام حیوة العلما شد پدید

قطعۂ تاریخ تالیف کتاب نتیجۂ طبع مولنا مفتی محمد نعمت اللہ صاحب صدیقی رئیس وجاگیردار قدیم ریاست بھوپال

کلک جادو رقم مولوی عبد الباقی — مو شگافی چہ نمودست بذکر قدما
سہسوان ست مگر کان جواہر یارب — کہ چنین لعل و زمرد شدہ از وے پیدا
شد بہر شکل بجا گنج معانی گفتن — کہ ہویدا شدہ و مدفون شدہ در تہ گلہا
خفتگان عدم آباد ز رشح قلمش — گشت خیل علما جرعہ کش آب بقا
خفتہ چون نہ پذیرند رفیقان وطن — کہ مدوّن شدہ صد شکر حیات العلما
آن بزرگان کہ ہمہ قبلۂ عالم بودند — گشت این مرد خدا در حق ایشان عیسیٰ

از سر جہد بسالش چو تفکر کردم
آمد از غیب خوش آواز حیات فضلا
۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع عالی منشی مولوی محمد شاکر حسین سلمہ صدیقی نکہت تخلص سہسوانی بابت تالیف و تہذیب کتاب جلوۃ العلما

زدست سکہ بنام نواے جناب وفا — بجارد انگ فصاحت قضا زروز ازل
چکیدہ قلمت ہرچہ ہست تا پاپست — نفیس و نادر و نایاب و احسن و اکمل
بجذب دیدہ و دل طرفہ قدرتے دارد — طراز کلک تو گر آخرست یا اول
بحسن فکر تو نازم کہ از کمال صفا — بروے آئینۂ چشم و دل زند صیقل
بصحبتے کہ رود ذکر عقل و فہم کسان — زنند رتبہ شناسان بجودت تو مثل
مدام وصف کمال تو ہست موضوعش — مفصل ست حدیث علوم یا مجمل
دران دیار کہ خیزد کمال علم و ہنر — ز ذرہ ذرہ خاکش توئی امیر اجل
ہزار عقدہ سربستہ از دقائق علم — بیک دقیقہ کند فکر ہوشگاف تو حل
بجلوہ گاہ طلاقت ز لطف گفتارت — ز سستی سخن خویش معترف اخطل
زبان نطق بمدح تو لال غنچہ نمط — دماغ فکر بوصفت چو برگ گل مخمل
تراجم علماے وطن چو کردی ضبط — درین سفینہ باسلوب احسن و اجمل
بفیض خامۂ معنی طراز تو بشگفت — گل مراد جہانے بشاخسار امل
بہے عجالۂ نادر کہ صفحہ صفحۂ اوست — چو روے سادہ رخان پاک از عیوب و علل

سلہ عزیزمن سلمہ نے بفرط محبت وحسن ظن مجھ مولف کتاب ہذا کے باب مین زیادہ مبالغہ سے مدح وثنا مین کام لیا ہے جسکا اہل مین اپنی ذات کو ہرگز نہین سمجھتا۔ اِلَّا اَنْ یَرْحَمَنِیْ رَبِّیْ وَ یَغْفِرَ لِیْ ارادہ تھا کہ ان اشعار مدحیہ کو کتاب ہذا سے خارج کردون لیکن بخیال لطف کلام وحسن بیان ونیز بلحاظ دل شکنی و دماغ سوزی عزیز نکہت سلمہ و بایماء بعض احباب بدستور قایم رکھنا پڑا جزاہ اللہ خیر الجزا و ۱۲ منہ سلہ دفا تخلص حضرت مصنف جلوۃ العلما دام فیضہ سلہ تلمیح جانب مصرعہ۔ نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول + بر مقولہ مشہورہ است ۱۲۔ سلہ اخطل نام شاعر فصیح البیان وخطل در لغت بمعنی سستی وزبونی کلام شاعر بکمال خاکساری و تواضع خود اخطل تخلص نمود و خداے عزوجل بعجز او را پسند فرمودہ افصح الفصحاے عالم ساخت ۱۲

خہی حلاوت مضمون که میتوان بفرست — ازان بکوثر و تسنیم ارمغان عسل

به نزد اہل خرد با دو سعیٔ تو مشکور — بحق برتر و یکتا خدای عز و جل

نوشت خامۂ نکہت بسال تاریخش — ببین ما آثر ارباب علم و اہل عمل

۹ ۱۳ ۳۶

ایضاً قطعہ تاریخ سال طبع حیوۃ العلما

الله المنت که این نادر کتاب — حاوی اخبار اخیار وطن

شد بعین انتظار از حسن طبع — نوربخش دیدۂ ارباب فن

می توانش گفت از روشن سواد — سرمۂ چشم بصیرت سنی سخن

بر سر چشم تماشائے نہد — حرف حرفش منت سیر چمن

این چنین مجموعۂ آثار علم — دیدونی بیند دگر چشم زمن

بسکه شد از خاک پاک سہسوان — چشمہ ہائے علم و دانش موجزن

باشد اندر دیدۂ اہل نظر — سہسوان در ہند نجد اندر یمن

یافت حال عالمانش ارتسام — چون درین سفر فصاحت مقترن

کلک نکہت سال طبعش بر نگاشت — دل فریب آثار اہل علم و فن

مطابق سنہ ۱۹۲۲ء

قطعہ تاریخ عربی از مولوی سید نظر احمد ابو العلاء سہسوانی سلمہ اللہ تعالےٰ

لله در مصنف علامة — ابدی شموسا فی سماء بیان

نظم اللآلی فی نظام سطوره — یزدی بهاء قلائد العقیان

اذ هم ترتیبا بدا أتاریخه — ذکری لاهل العلم والاعیان

۱۳ ۳۶

لہ اگر اعداد الف ممدوده... دو گیرند ۱۳۳۷ھ شده سال تہذیب کتاب درست و صحیح می شود ۱۲

ازمولوی سید اقتدار احمد ساحرؔ سلمہ اللہ تعالےٰ

چو این نامۂ نغز گشتہ مزیّن
پئے سال ترتیب و تالیف ساحرؔ

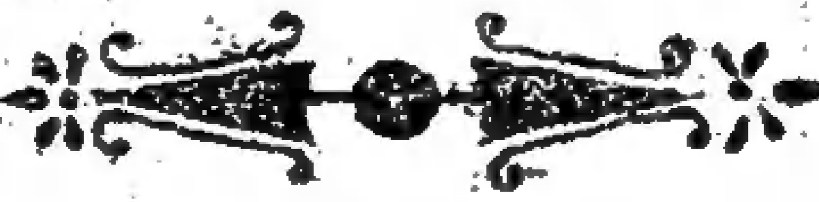
ز احوال ارباب فضل سہسوان
نمودہ رقم رشک یاقوت و مرجان عـہ
۱۳۴۷ھ

ازعزیز ابوالاخیار سید ابواحمد نامیؔ سلمہ ربہ

منت یزدان کہ خجستہ کتاب
ازدل نامیؔ پئے تاریخ جمع

ع
حلّہ ترتیب کشیدہ بہ بر
سرزدہ ۔ ذکر علماء رشیر
۱۳۴۷ھ

عـہ لطف یہ کہ اس کتاب کا نام بھی الیاقوت والمرجان ہے ۱۲۔



سلاھ تاریخ شروع تصنیف کتاب مفتی صاحب نے سنہ ۱۳۳۲ھ میں لکھی اسکے بعد آغاز ترتیب و جمع کا سال قطعہ عربی سے ظاہر ہوتا ہے اور جب تدوین و تالیف مرتب ہوگئی تو باقی قطعات میں اسکا سنہ سال طبع ثبت کیا گیا فلا محل للایراد ۱۱منہ سلمہ ربہ ۔

250

34

الیاقوت والمرجان فی ذکر علماء سہسوان

المعروف

حیوۃ العلماء

مولفہ

مولنا سید محمد عبدالباقی سہسوانی دام فیضہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد

سنہ ۱۹۲۲ء
۱۳۴۰ھ

باراول

۵۰۰ جلد